جو مصطفیٰ کا غلام ہے اللہ اللہ
ہے جبرئیل اُن کا غلام اللہ اللہ
تعارف
حضرت جبرئیل علیہ السلام
از رشحات قلم
خطیب پاکستان
مولانا محمد صدیق ملتانی مدظلہ العالی

خطیب پاکستان

مولانا محمد صدیق ملتانی مدظلہ العالی

کی دیگر کُتب کی فہرست

بدالکبریٰ

کتاب التنویر

دینِ فطرت

ستر ہزار فرشتے

خدا کی ہستی کے دلائل

عقائد اہلِ بیت علیہم السلام

الصلوٰۃ والسلام قبل الاذان

باطل اپنے آئینے میں

كُنز العلوم
خاموش مبلغ
مقامِ سجدہ
حیاتِ نو
حیاتِ یوسف علیہ السلام
من دون اللہ کون ہیں؟
خطباتِ صدیقہ
جلد اوّل تا جلد ہفتم
فلسفہ ارکان خمسہ
علمی جواہر پارے
خطباتِ صدیقہ جلد ہشتم
(زیرِ تحریر)

محمد ﷺ کا اعلیٰ مقام اللہ اللہ

ہے جبریل اُن کا غلام اللہ اللہ

تعارف

حضرت جبریل علیہ السلام

از رشحاتِ قلم

خطیب پاکستان مولانا محمد صدیق ملتانی مدظلہ العالی

باہتمام

محمد ضیغم الاسلام

نام کتاب ـــــــ تعارف حضرت جبریلؑ

مؤلف ـــــــ مولانا محمد صدیق ملتانی مدظلہ العالی

پروف ریڈنگ ـــــــ مولانا محمد صدیق ملتانی مدظلہ العالی

بااہتمام ـــــــ محمد ضیغم الاسلام

صفحات ـــــــ 352

اشاعت ـــــــ اوّل 2011

تعداد ـــــــ 1100

کمپوزنگ ـــــــ محمد سعید احمد مبشر

ڈیزائن ـــــــ عدیل الرحمٰن اطہر

مطبع ـــــــ البغداد پرنٹرز مصطفیٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد
0300-8660128

قیمت ـــــــ

ملنے کا پتہ

مکان نمبر 214 گلی نمبر 6 طارق آباد فیصل آباد
0300-6608706

''سبب تالیف''

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت قاطع بدعت حامی سنت محقق دوراں مفتی مولانا احمد رضا خاں نور اللہ مرقدہ نے ایک رسالہ لکھا تھا جس کا نام ہے

"اجلال جبریل بجعلہ خادما للمحبوب الجمیل"

جس میں آپ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام امام الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم ہیں بندہ مسکین ثبتہ اللہ علی طریق الحق والیقین محمد صدیق ملتانی نے اس رسالے کو بہت تلاش کیا یہاں تک کہ ہندوستان میں بریلی شریف تک کا بھی طویل سفر کیا لیکن یہ رسالہ دستیاب نہ ہوسکا پتہ چلا کہ یہ رسالہ ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوسکا شوق تھا کہ اگر یہ رسالہ مل جائے تو اعلیٰ حضرت کے دلائل دیکھ کر فقیر حقیر کے علم میں اضافہ ہو اور آپ کے ان دلائل کو عوام اہلسنت تک پہنچا کر ان کے قلوب میں عشق مصطفیٰ کی شمع فروزاں کی جائے لیکن رسالہ مذکور حاصل نہ ہوسکا آخر کار ایک دن خدا تعالیٰ نے اس فقیر کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس معاملے میں ہم تمہاری امداد کریں گے تم ہم پر بھروسہ کر کے ان دلائل کو خود کتابوں سے تلاش کرو کیونکہ۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کے لئے کافی ہے۔

فقیر نے تقریباً تین مہینے تک کتب احادیث سے ان دلائل کو اکٹھا کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل عمیم سے ایک کتاب معرض وجود میں آگئی جس کا نام رکھا ہے۔

''تعارف جبریل علیہ السلام''

اس کتاب کی تحریر کا دوسرا سبب یہ ہے کہ ایک مرتبہ فقیر خواب استراحت میں تھا کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کی بارش ہوئی اور خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا جلوس آرہا ہے اور

اس جلوس کے تمام شرکاء سفید لباس میں ملبوس ہیں ان تمام کے سروں پر سفید عمامے ہیں اور اس جلوس میں ذکر الٰہی کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور اس جلوس کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ اس کی قیادت حضرت جبریل امین اور حضرت میکائیل علیہما السلام فرما رہے ہیں ۔تھوڑی دیر کے بعد جلوس کا منظر نگاہوں سے اوجھل ہو گیا بعد ازاں یہ نظر آیا کہ حضرت جبریل امین اور حضرت میکائیل علیہما السلام ایک عورت کے مکان میں ہیں جس کا دروازہ لوہے کا ہے فقیر حقیر کے مقدر کا ستارہ چمکا اور حضرت جبریل امین اور حضرت میکائیل علیہما السلام کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں دونوں فرشتے نہایت نورانی اور خوبصورت ہیں لیکن حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حسن و جمال حضرت میکائیل علیہ السلام سے زیادہ ہے ان دونوں نفوس قدسیہ نے باریک ململ کا لباس زیب تن کیا ہوا ہے اوپر سے باریک ململ کے جبے پہنے ہوئے ہیں اور ایسے ہی گلے میں پٹکے ڈال رکھے ہیں حضرت جبریل امین علیہ السلام نے اس احقر العباد سے فرمایا کہ ہم اس عورت کے ہاں ایک جھگڑے کا فیصلہ کرنے کیلئے آئے ہیں۔ اس خواب کے دیکھنے کے بعد دل میں وفور شوق کا دریا موجزن ہوا کہ میں حضرت جبریل امین علیہ السلام کے تعارف میں ایک کتاب لکھوں ۔خدا تعالیٰ نے توفیق دی اور کتاب ''تعارف جبریل علیہ السلام'' معرض وجود میں آ گئی۔

8 ذی الحجہ 1431ھ بمطابق 15 نومبر 2010ء بروز پیر

اچھی اور پاکیزہ زندگی کے لئے چند سنہری اصول

1۔ بندہ مومن اگر خدا تعالیٰ کی معرفت کا خواہشمند ہو تو اس کو چاہیے کہ روزانہ کم از کم پانچ سو مرتبہ سورہ اخلاص یعنی قل هو الله احد۔۔۔الخ پڑھے گوہر مقصود حاصل ہو جائے گا۔

2۔ اگر کوئی غلامِ محمد مصطفی ﷺ خواب میں آپ کی زیارت کا متمنی ہے تو وہ کم از کم پانچ سو مرتبہ روزانہ یہ درود شریف پڑھے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

3۔ چار چیزیں ذلت اور ہلاکت کا موجب ہیں ان سے کلیتہً اجتناب کیا جائے جھوٹ، غیبت، حسد اور تکبر۔

4۔ چار چیزوں کو اپنے اوپر لازم کر لیا جائے سکون کی دولت میسر ہوگی ذکر الٰہی یعنی روزانہ کم از کم سو مرتبہ کلمہ طیبہ کا ورد۔

نماز تہجد کی پابندی، بلاناغہ تلاوت قرآن اور سنت نبوی کی پیروی۔

5۔ عزلت نشینی اور خاموشی ولایت کی نشانیوں میں سے ہیں ان کے اختیار کرنے سے انسان بہت سے گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔

6۔ صدق مقال اور رزق حلال دعا کے دو پر ہیں جن سے اڑ کر دعا خدا کی بارگاہ میں شرف باریابی حاصل کرتی ہے جس طرح پرندے کے اڑنے کے لئے دو پر ضروری ہیں اسی طرح قبولیت دعا کے لئے ان دونوں چیزوں کا ہونا ضروری ہے یہ بات ذہن نشین رہے کہ جس گھر میں رزق حرام کھایا جاتا ہے وہاں دو چیزیں لازمی پیدا ہو جاتی ہیں ایک تو یہ کہ اس گھر میں سکون نہیں ہوگا اور دوسرا اس گھر کی اولاد والدین کی نافرمان ہوگی۔

7۔ صحیح العقیدہ سنی علماء اور صلحاء کی صحبت خدا تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے قریب کر دیتی ہے۔

8۔ حدیث قدسی ہے خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَنْ لَمْ يَرْضَ بِقَضَائِيْ وَلَمْ يَصْبِرْ عَلَى بَلَائِيْ فَلْيَلْتَمِسْ رَبًّا سِوَائِيْ

جو میرے فیصلے پر راضی نہیں اور میری طرف سے آنیوالی مصیبت پر صابر نہیں وہ کوئی اور خدا تلاش کر لے۔

بندہ مومن کا کام یہ ہے کہ وہ ہر حال میں خدا کا شکر اس طرح کرے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ

9۔ پانچ چیزوں سے نسیان دور ہوتا ہے قوت حافظہ میں اضافہ ہوجاتا ہے مسواک، روزہ، تلاوت قرآن، شہد اور لبان۔

10۔ خوش اخلاقی خدا کی رحمت کی نکیل ہے جو صاحبِ خلق کے ناک میں ہے اور وہ نکیل ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہے اور فرشتہ خوش اخلاق آدمی کو نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی اسے جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بداخلاقی اللہ تعالیٰ کے عذاب کی نکیل ہے جو بدخلق کی ناک میں ہے اور وہ نکیل شیطان کے ہاتھ میں ہے اور شیطان اس بدخلق کو برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی اسے دوزخی بنادیتی ہے اس حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ بندہ مومن کو خوش اخلاق ہونا چاہیے۔

تلک عشرۃ کاملہ

اے ان زریں اصولوں پر عمل کرنے والے

اس بندہ مسکین شبتہ اللہ علی طریق الحق والیقین محمد صدیق ملتانی کے لئے دعا کر کہ خدا تعالیٰ میرے عزیز پوتے۔

"محمد ضیغم الاسلام"

کو میرے علم کا وارث بنادے اور عالم ربانی بن کر دنیا میں اسلام کی تبلیغ کرے آمین ثم آمین

بجاہ سید المرسلین ﷺ

''مصنف کی تصانیف''

1۔ بدرالکبریٰ
2۔ کتاب التنویر فی خصائص السراج المنیر
3۔ فلسفہ ارکان خمسہ
4۔ باطل اپنے آئینے میں
5۔ خدا کی ہستی کے دلائل
6۔ الصلوٰۃ والسلام قبل الاذان علی حبیب الرحمن
7۔ عقائد اہلبیت
8۔ ستر ہزار فرشتے
9۔ علمی جواہر پارے
10۔ من دون کون ہیں
11۔ دین فطرت
12۔ مقام سجدہ
13۔ حیات نو
14۔ حیات یوسف علیہ السلام
15۔ خطبات صدیقیہ جلد اول
16۔ خطبات صدیقیہ جلد دوم
17۔ خطبات صدیقیہ جلد سوم
18۔ خطبات صدیقیہ جلد چہارم
19۔ خطبات صدیقیہ پنجم
20۔ خطبات صدیقیہ ششم
21۔ خطبات صدیقیہ ہفتم ۔۔زیر طبع
22۔ کنز العلوم
23۔ تعارف جبریل علیہ السلام

باب اول

باب الملائکہ

اس باب میں فرشتوں کی پیدائش ان کی تعداد اور
ان کے کام بیان کئے جائیں گے

فرشتوں کی پیدائش

1۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے اور وہ عظیم ہے وہ آسمان وزمین اور پہاڑوں سے بھی بڑا ہے اور اس کا مقام چوتھے آسمان پر۔ ہے وہ ہر روز بارہ ہزار تسبیح کہتا ہے ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے اور یہ روح نامی فرشتہ قیامت۔ کے روز تنہا ایک صف ہوگا اور باقی سب فرشتوں کی ایک صف ہوگی۔ (ص 169/7 معالم التنزیل)

2۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نور کی ایک تجلی فرمائی پھر تاریکی بنائی ظلمت پر اس نور کا پرتو ڈالا اور اس سے عرش ظاہر ہوا پھر اس ملے نور سے جو صبح کی روشنی کی مانند تھا اور اس میں تاریکی شب مخلوط تھی ان فرشتوں کو بنایا جو عرش کے گرد ہیں پھر کرسی پیدا فرما کر اس کے اردگرد کے فرشتے پیدا فرمائے۔ (ص 148/1 فتوحات مکیہ)

3۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار سر ہیں ہر سر میں ستر ہزار چہرے ہیں ہر چہرے میں ستر ہزار منہ ہیں ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں ہر زبان میں ستر ہزار لغت ہیں وہ فرشتہ ان سب لغتوں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے اور ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے جو قیامت تک فرشتوں کے ساتھ پرواز کرے گا۔

(کتاب التفسیر عمدۃ القاری)

4۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک نہر ہے اس میں جبرئیل امین علیہ السلام داخل ہو کر پھر باہر آ کر پَر جھاڑتے ہیں جتنے قطرے ان کے پروں سے گرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے حالانکہ حضرت جبریل امین علیہ السلام کے چھ سو پَر ہیں اگر ایک پَر پھیلا دیں تو آسمان کے کنارے چھپ جائیں۔ (ص 6 ہدایۃ المبارکہ)

5۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چوتھے آسمان پر ایک نہر ہے جسے نہر حیات

کہا جاتا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر روز اس میں غوطہ لگا کر پر جھاڑتے ہیں جس سے ستر ہزار قطرے گرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے ان فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ بیت المعمور میں جا کر نماز پڑھیں جب نماز پڑھ کر باہر آتے ہیں پھر کبھی اس میں داخل نہیں ہوتے ان میں سے ایک کو ان کا افسر مقرر کر دیا جاتا ہے کہ آسمان میں ان کو ایک جگہ لے کر کھڑا ہو وہ سب وہاں مل کر خدا کی تسبیح کرتے ہیں۔ (ص6ہدایۃ المبارکہ)

6۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرش کے دائیں طرف ایک نور کی نہر ہے ساتوں آسمان ساتوں زمینیں اور ساتوں سمندروں کے برابر ہے اس میں روزانہ سحری کے وقت حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نہاتے ہیں جس سے ان کی نورانیت اور حسن و جمال میں اضافہ ہو جاتا ہے پھر وہ اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں جو قطرہ گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ہزاروں فرشتے پیدا فرماتا ہے جن میں سے ستر ہزار فرشتے بیت المعمور جاتے ہیں پھر قیامت تک اس میں داخل نہ ہوں گے۔ (ص395/5 تفسیر کبیر)

7۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر میرے حق کی تعظیم کے لئے درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس درود سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کا ایک پَر مشرق میں اور ایک مغرب میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے پر درود بھیج جس طرح اس نے درود بھیجا میرے نبی پر پس وہ فرشتہ قیامت تک اس پر درود بھیجتا ہے۔

(ص115 القول البدیع)

8۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جس کا ایک پَر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ پانی میں غوطہ لگا کر اپنے پر جھاڑتا ہے خدا تعالیٰ ہر جھڑنے والے قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو قیامت تک درود پڑھنے والے کے لئے استغفار کرتا ہے۔ (ص115 القول البدیع)

9۔ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک نہر ہوا میں ہے کہ سب زمینیں مل کر سات دفعہ اس میں سما جائیں اس نہر پر آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے جو اپنی جسامت سے اسے بھر دیتا ہے اور اس کے سب کنارے بھر دیتا ہے پھر اس میں نہاتا ہے جب باہر آتا ہے تو اس سے نور کے قطرے گرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو تمام مخلوقات کی تسبیح کے برابر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔ (ص 45 فتاوی حدیثیہ)

10۔ حضرت علاء بن ہارون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نہر کوثر میں ہر روز ایک غوطہ لگاتے ہیں پھر پَر جھاڑتے ہیں ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے۔

(ص 45 فتاویٰ حدیثیہ)

11۔ حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے وہ اپنے جد امجد سے راوی کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو خوش کرے اللہ تعالیٰ اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اس کی توحید بیان کرتا رہتا ہے جب وہ بندہ قبر میں جاتا ہے تو یہ فرشتہ اس کے پاس آکر کہتا ہے کیا تو مجھے پہنچانتا ہے میں وہ خوشی ہوں جو تو نے فلاں مسلمان کے دل میں داخل کی تھی آج میں وحشت میں تیرے دل کو بہلاؤں گا اور تجھے تیری حجت سکھاؤں گا اور قول ایمان پر تجھے ثابت قدم رکھوں گا اور قیامت کے دن ہر موقع پر تیرے ساتھ رہوں گا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری شفاعت کروں گا اور جنت میں تیرا مکان تجھے دکھاوں گا۔

(ص 66 شرح الصدور)

12۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے خبر دیجئے کہ اللہ نے تمام اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا آپ نے ارشاد فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں اللہ نے چاہا سیر کرتا رہا اس وقت نہ لوح نہ قلم نہ جنت نہ

دوزخ نہ فرشتہ نہ آسمان نہ زمین نہ سورج نہ چاند نہ جن نہ انس کچھ بھی نہ تھا پھر جب اللہ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے پہلے حصے سے قلم دوسرے سے لوح محفوظ تیسرے سے عرش پیدا کیا اور چوتھے حصے کے پھر چار حصے کئے پہلے حصے سے حاملین عرش دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی سب فرشتے پیدا کئے اور چوتھے حصے کے پھر چار حصے کئے پہلے حصے سے ساتوں آسمان دوسرے سے ساتوں زمینیں اور تیسرے سے جنت و دوزخ پیدا کئے چوتھے حصے کے پھر چار حصے کئے پہلے حصے سے مومنوں کی آنکھوں کا نور دوسرے حصے سے ان کے دلوں کا نور اور یہ اللہ کی معرفت ہے اور تیسرے حصے سے ان کی انس و محبت کا نور اور وہ توحید ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (ص 1/46 زرقانی) (ص 1/63 مصنف عبدالرزاق)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

ا۔ تمام فرشتے رسول خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔

ب۔ عرش سے لے کر فرش تک ساری مخلوق آپ کے نور سے پیدا ہوئی اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی چیز بھی معرض وجود میں نہ آتی۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

ج۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذاتی نور سے حضور کے نور کو پیدا کیا ہے۔

مصطفی کے نور میں ہے ذات باری جلوہ گر
مصطفی کا نور یوں کہیئے خدا کا نور ہے

د۔ عرش سے لے کر فرش تک جو رونق نظر آ رہی ہے یہ صدقہ ہے حضرت محمد مصطفی ﷺ کا

اس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان تھیں شاناں سب نبیاں

فرشتوں کی تعداد

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ تیرے رب کے لشکر کو وہی جانتا ہے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر زیر آیت وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَآئِكَةِ لکھا ہے۔

انسان جنات کا دسواں حصہ ہے اور جن وانس خشکی کے جانوروں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب ملکر پرندوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب ملکر دریائی جانوروں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب ملکر زمین کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب ملکر پہلے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب ملکر دوسرے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب ملکر تیسرے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب ملکر چوتھے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب ملکر پانچویں آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب ملکر چھٹے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ سب ملکر ساتویں آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے اور یہ تمام فرشتے کرسی کے فرشتوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں وہ سب ملکر عرش کے ایک پردے کے فرشتوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں اور عرش کے چھ لاکھ پردے ہیں اور ہر پردے پر اسی قدر فرشتے ہیں اور یہ تمام فرشتے ان فرشتوں کے مقابلے میں جو عرش کے گرد گھومتے ہیں ایسے ہیں جیسے دریا کے مقابلے میں قطرہ ان کی تعداد خدا ہی جانتا ہے۔

اس جگہ تفسیر کبیر نے لکھا رسول اللہ ﷺ نے ایک جگہ معراج کی رات فرشتوں کی قطاریں دیکھیں حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کہاں جارہے ہیں جبریل علیہ السلام نے عرض کی میں تو جب سے پیدا ہوا ہوں اس قطار کو ایسے ہی دیکھا ہے مجھے خبر نہیں یہ کہاں سے آرہے ہیں ہاں جو فرشتہ ایک بار گزر جاتا ہے وہ دوبارہ لوٹ کے نہیں آتا فرمایا چلو ان سے پوچھیں چنانچہ ان میں سے ایک سے سوال کیا گیا کہ تیری عمر کتنی ہے اس نے جواب دیا مجھے خبر نہیں ہاں اتنا جانتا ہوں کہ خداوند قدوس ہر چار لاکھ سال کے بعد ایک تارہ پیدا فرماتا ہے اور میں نے چار لاکھ تارے پیدا ہوتے دیکھے ہیں اندازہ لگالو کہ فرشتے کتنے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرش کے دائیں طرف نور کی ایک اتنی بڑی نہر ہے کہ ساتوں آسمان ساتوں زمینیں اور ساتوں سمندر اس میں سما جاتے ہیں جبریل ہر صبح اس میں غوطہ زن ہوتے ہیں ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو جاتا ہے پھر وہ اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں تو ہر گرنے والے قطرے سے ہزاروں فرشتے پیدا ہوتے ہیں ان میں سے ستر ہزار فرشتے بیت المعمور اور ستر ہزار فرشتے کعبہ پر نازل ہوتے ہیں۔ (ص 5/ 293 کبیر)

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں روح ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار چہرے ہیں ہر چہرے میں ستر ہزار منہ ہیں ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں اور ہر زبان کی ستر ہزار لغات ہیں اور ان سب لغات سے وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے اور اس کی ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے جو قیامت کے دن تک فرشتوں کے ساتھ اڑتا رہے گا۔

(تفسیر ابن کثیر ص 3/ 61) (تفسیر در منثور ص 4/ 200)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

آسمان چرچراتا ہے اور اسے حق ہے کہ وہ چرچرائے اس میں چار انگل کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں مگر اس پر کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے ہے۔ (ص 5/ 173 مسند امام احمد)

امام اوزاعی فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار تیرے ساتھ کون ہے آسمان میں فرمایا میرے فرشتے ہیں عرض کی اے میرے پروردگار ان کی تعداد کتنی ہے فرمایا ان کے بارہ قبائل ہیں عرض کی ہر قبیلے کے کتنے افراد ہیں فرمایا زمین کے ذرات کے برابر۔

(ص 19/ 83 تفسیر قرطبی)

ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کی سب سے بڑی مخلوق فرشتے ہیں ان کی تعداد اور کثرت خدا ہی جانتا ہے یہ سب کے سب خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بندے ہیں ہر وقت خدا کی عبادت میں مصروف ہیں کبھی نافرمانی کا تصور بھی ان میں پیدا نہیں ہوا ان میں خوف خدا بدرجہ اتم موجود ہیں بعض فرشتے خوف الٰہی سے لرزہ براندام رہتے ہیں۔

چند مشاہیر فرشتوں کا تذکرہ

بارش کا فرشتہ

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بارش کے فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے اجازت حاصل کی کہ وہ حضرت ام سلمہ کے گھر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پیش کرے جب یہ فرشتہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا ہمارے پاس کوئی نہ آئے اتنے میں حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لائے حضرت ام سلمہ نے عرض کی یہ حسین علیہ السلام آئے ہیں آپ نے فرمایا آنے دو یہ آ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سوار ہو کر کھیلنے لگے جب فرشتے نے یہ منظر دیکھا تو عرض کی یارسول اللہ کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں فرمایا ہاں اللہ کی قسم میں اس سے محبت کرتا ہوں عرض کی آپ کی امت تو انہیں شہید کر دیگی اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھا دوں پھر انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور مٹی کی ایک مٹھی اٹھالی اور حضرت ام سلمہ نے وہ مٹی لے لی اور اسے اپنی اوڑھنی میں باندھ لیا تو صحابہ کی رائے یہ تھی کہ کربلا کی خاک ہے۔ (ص 9 / 187 مجمع الزوائد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی جنگل میں جا رہا تھا اس نے بادل سے اچانک ایک گرج سنی جس میں یہ بات تھی کہ فلاں کے باغ کو پانی پلاؤ تو یہ بادل ایک سیاہ پتھریلی زمین کی طرف چلا آیا اور جو کچھ پانی اس کے اندر تھا سب کا سب اس میں پلٹ دیا اور وہ پانی ایک وسیع میدان میں جمع ہو گیا پھر ایک نالے تک جا پہنچا اور چل پڑا یہ آدمی بھی بادل کے ساتھ چلتا رہا یہاں تک اس نے ایک آدمی کو اپنے باغ میں موجود پایا جو اسے پانی پلا رہا تھا اس نے کہا اے خدا کے بندے آپ کا نام کیا ہے اس نے جواب میں کہا تم کیوں پوچھتے ہو اس نے کہا جس بادل کا یہ پانی ہے اس میں سے میں نے ایک آواز سنی اس نے آپ کا نام لے کر کہا کہ فلاں کے باغ کو پانی پلاؤ مجھے بتا تو جب اس کی فصل اٹھاتا ہے تو اس میں کونسا عمل کرتا ہے اس نے کہا جب تو نے پوچھ لیا ہے تو سن میں اس کی آمدنی کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں ایک تہائی اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے مقرر کرتا ہوں اور دوسری تہائی باغ میں صرف کرتا ہوں تیسری تہائی محتاجوں اور سائلوں کو دے دیتا ہوں۔ (حلیۃ الاولیاء ص 3 / 276)

رضوان جنت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب مشرکین نے حضور کو فاقہ کا طعنہ دیا اور کہا یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمگین ہوئے تو آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی یا رسول اللہ رب العزت آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے وہ سب کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلا کرتے تھے جب جبریل علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرمارہے تھے اچانک جبریل علیہ السلام پگھل کر تیتر کی طرح ہو گئے حضور نے پوچھا جبریل علیہ السلام کیا بات ہے تم پگھل کر تیتر کی طرح ہو گئے ہو تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان کے دروازوں میں ایک دروازہ کھولا گیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا پھر اچانک پہلی حالت پر آ گئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ خوش ہو جائیں یہ جنت کے داروغہ رضوان علیہ السلام ہیں پھر رضوان جنت نے آپ کو سلام کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب العزت آپ کو سلام کہتا ہے رضوان جنت کے ساتھ ایک نور کی ٹوکری تھی جو جگمگا رہی تھی عرض کی آپ کا رب فرماتا ہے یہ خزائن ارض کی چابیاں ہیں یہ لے لیں اس کے باوجود جو کچھ آپ کیلئے میرے پاس ہے اس سے مچھر کے پَر کے برابر بھی کم نہ ہو گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور گویا مشورہ طلب کیا جبریل امین علیہ السلام نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور عرض کی اللہ کے سامنے تواضع فرمائیں آپ نے فرمایا اے رضوان جنت دنیا میں میری کوئی حاجت نہیں رضوان نے عرض کی آپ نے درست کیا اللہ آپ کے ساتھ درستی فرمائے۔ (ص 128 الحبائک فی اخبار الملائک)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کنیز حضرت زائدہ سے فرمایا میں تجھ سے محبت کرتا ہوں تو میرے پاس دیر سے کیوں آتی ہے اس نے عرض کی آج میں نے جنگل میں لکڑیاں چن کر ایک پتھر پر رکھ لیں میں نے ایک سوار کو زمین و آسمان کے درمیان دیکھا اس نے

مجھے سلام کیا اور کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنا اور ان سے کہنا آپ کو بشارت ہو کہ آپ کی امت تین طرح سے جنت میں داخل ہوگی ایک گروہ بغیر حساب وکتاب دوسرا گروہ آسان حساب کے بعد داخل جنت ہوگا تیسرا گروہ آپ کی شفاعت سے یہ کہہ کر دہ آسمان کی طرف چلا گیا میں لکڑیوں کا گٹھا نہ اٹھا سکی اس نے پتھر سے کہا یہ گٹھا فاروق اعظم کے گھر پہنچا دو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا حضور صحابہ کے ساتھ اس پتھر کو دیکھنے آئے اور فرمایا زائدہ مثل مریم ہے جس نے فرشتوں کے ساتھ کلام کیا کیونکہ زائدہ کے ساتھ کلام کرنے والا رضوان جنت تھا۔

حضرت دیک علیہ السلام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک دیک (فرشتہ) پیدا فرمایا ہے اس کے پنجے ساتویں زمین پر ہیں اور اسکی کلغی عرش کے نیچے ہے اس کے پروں نے دونوں افق کو سمیٹا ہوا ہے جب رات کی آخری تہائی باقی رہتی ہے تو وہ اپنے پروں کو ہلاتا ہے پھر کہتا ہے (اے مخلوقات) ملک قدوس کی تسبیح بیان کرو پاک ہے ہمارا رب ملک قدوس ہمارا اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اس کی اس بات کو مغرب ومشرق کے درمیان جن وانس کے علاوہ سب سنتے ہیں زمین کے مرغ جب اپنے پَر پھڑ پھڑاتے ہیں اور اذان دیتے ہیں تو یہ اسی وقت کرتے ہیں جب یہ اس کی (تسبیح) کی آواز سنتے ہیں۔

(الحبائک ص 157) (ص 8/134 مجمع الزوائد)

آپ اندازہ لگائیں کہ دیک فرشتہ عرش کے نیچے سے بولتا ہے اور دنیا کے مرغ اس کی آواز کو سن کر اذان دیتے ہیں اگر زمین پر رہنے والا مرغ اتنی دور سے ایک فرشتے کی تسبیح کی آواز سن سکتا ہے یقیناً آپ بھی اپنے ہر امتی کا درود بلا واسطہ سن سکتے ہیں چنانچہ حدیث میں آتا ہے آپ نے فرمایا اسمع صلوۃ اھل محبتی میں محبت والوں کا درود سنتا ہوں اور ایک حدیث میں یوں آیا ہے حضرت عمار بن یاسر مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان للہ ملکا اعطاہ اسماع الخلائق کلھم فھو قائم علی قبری اذامت الیٰ یوم القیامت فلیس احد من امتی یصلی علی صلاۃ الا سماہ باسمہ واسم ابیہ فقال یا محمد صلی علیک فلان ابن فلان۔

(ص 2/ 499 الترغیب والترہیب)(ص 1/ 270 کشف الغمہ)

اللہ کا ایک فرشتہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے ساری مخلوقات کی باتیں سننے کی طاقت عطا کر رکھی ہے یہ میری قبر پر قائم ہے جب سے میری وفات واقع ہوگی اس وقت سے لے کر قیامت تک میری امت سے کوئی بھی ایسا نہیں جو مجھ پر درود پیش کرے مگر یہ فرشتہ اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر کہتا ہے اے محمد (ﷺ) آپ پر فلاں بن فلاں نے درود بھیجا ہے۔

مسلم شریف میں حدیث ارسلت الی الخلق کافۃ میں ساری مخلوق کا رسول ہوں جب آپ ساری مخلوق کے رسول ہیں تو اس فرشتے کے بھی رسول اور وہ حضور کا امتی جب آپ کا ایک امتی ساری مخلوق کی آوازوں کو سن سکتا ہے تو پھر یقینا آپ بھی ہر امتی کا درود سن سکتے ہیں۔

نکیرین

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قبر میں مردہ کو رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے کالی آنکھوں والے آتے ہیں جن میں سے ایک کا نام منکر ہے اور دوسرے کا نام نکیر ہے وہ دونوں اس مردہ سے پوچھتے ہیں تو اس شخص یعنی محمد ﷺ کی نسبت کیا کہتا تھا پس وہ مردہ جواب میں کہے گا کہ وہ خدا کے بندے اور خدا کے رسول ہیں یہ سن کر دونوں فرشتے کہتے ہیں قد کنا نعلم انک تقول ھذا ہمیں معلوم تھا تو یہ جواب دیگا اس کے بعد اس کی قبر کو ستر ستر ہاتھ طول وعرض میں کشادہ کر دیا جاتا ہے پھر قبر میں روشنی کی جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے سو جا مردہ کہتا ہے میں اپنے اھل وعیال میں واپس جانے کا خیال رکھتا ہوں تا کہ ان کو اس حال سے آگاہ کر دوں فرشتے پھر یہی کہتے ہیں سو جا جس طرح وہ دلہن سوتی

ہے جس کو صرف وہی شخص جگا سکتا ہے جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے یہاں تک کہ خدا تجھ کو اس جگہ سے اٹھائے (یہ کیفیت مومن مردہ کی ہے) اور جو منافق ہے وہ ان کے جواب میں کہتا ہے میں نے کچھ لوگوں کو کہتے سنا تھا وہی میں کہتا ہوں لیکن میں اس کی حقیقت سے ناواقف ہوں دونوں فرشتے اس کے جواب کو سن کر کہتے ہیں۔قد کنا نعلم انك تقول هذا ہم جانتے تھے۔تو ایسا کہے گا پس زمین کو حکم دیا جائے گا کہ اس کو دبا زمین اس کو دبائیگی کہ اس کی اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی پسلیاں اِدھر ہو جائیں گی اور وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا یہاں تک کہ خدا اس کو اس جگہ سے اٹھائے۔ (مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے منکر ونکیر کو علم غیب عطا فرمایا ہے کہ وہ مومن اور منافق دونوں کے جواب سن کر کہتے ہیں کہ ہم جانتے تھے کہ تو یہ جواب دے گا اور یہ دونوں فرشتے ہمارے نبی کریم ﷺ کے امتی ہیں جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضور علیہ السلام ساری مخلوق کے رسول ہیں جب نبی کریم ﷺ کے امتی خدا کی عطا سے علم غیب جانتے ہیں تو خود حضور بطریق اولیٰ خدا کی عطا سے علم غیب جانتے ہیں۔

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھا کو پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے۔وہ جواب میں کہتا ہے۔میرا رب اللہ ہے۔پھر فرشتے پوچھتے ہیں۔تیرا دین کیا ہے۔وہ کہتا ہے۔میرا دین اسلام ہے پھر پوچھتے ہیں جو شخص تمہارے پاس بھیجا گیا وہ کون ہے۔وہ کہتا ہے۔وہ خدا کا رسول ہے۔پھر فرشتے پوچھتے ہیں کس چیز نے تجھ کو یہ باتیں بتائیں۔وہ کہتا ہے۔میں نے خدا کی کتاب کو پڑھا اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی رسول خدا نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے۔

یثبت اللہ الذی آمنوا بالقول الثابت رسول اللہ نے فرمایا اس پر آسمان سے آواز آتی ہے میرے بندے نے سچ کہا پس اس کے لئے جنت کا فرش بچھاؤ اور اس کو جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو پس جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس سے ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں اور حد نگاہ تک اس کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے۔

اب رہا کافر تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی موت کا ذکر فرمایا اور اس کے بعد کہا کہ اس کے بعد اس کے جسم میں روح ڈالی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھا کر پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا پھر وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا پھر وہ پوچھتے ہیں وہ شخص کون ہے جو تمہاری طرف بھیجا گیا وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر آسمان سے آواز آتی ہے یہ جھوٹا ہے اس کے لیے آگ کا فرش بچھا دو اور اس کو آگ کا لباس پہنا دو اس کی قبر اس کیلئے تنگ کردی جاتی ہے اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی پسلیاں اِدھر نکل آتی ہیں پھر اس پر ایک اندھا اور بہرا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے کہ اگر اس کو پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے وہ اس گرز سے اسے مارتا ہے جس کی آواز مشرق سے مغرب تک تمام مخلوق سن لیتی ہے مگر انسان اور جن نہیں سنتے اس ضرب سے وہ مٹی ہو جاتا ہے اس کے بعد پھر اس کے اندر روح ڈالی جاتی ہے۔

(مشکوۃ باب اثبات عذاب القبر)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر بندہ مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کی تلاوت روزانہ کرے تاکہ اس رسول اللہ ﷺ کی معرفت تامہ حاصل ہو جائے اور وہ قبر میں منکر نکیر کے سوالات کا جواب احسن طریقے سے دے سکے۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ انسان پر دو مرتبہ موت طاری ہوتی ہے ایک مرتبہ عالم دنیا میں ایک مرتبہ عالم برزخ میں نکیرین کے سوالات کے جوابات دینے کے بعد ہر

مومن کو چاہیے کہ پوری زندگی قبر کے امتحان کی تیاری میں صرف کرے کیونکہ اگر اس امتحان میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تو برزخی زندگی تباہ ہوجائے گی آیئے سنئے جنہوں نے قبر کے امتحان کی تیاری کی ان کی کیا شان ہے۔

فاروق اعظم اور قبر کا امتحان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدمی کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں اور وہ دونوں فرشتے بڑے سخت ہیں نہایت کالے رنگ کے ان کی نیلی آنکھیں ہیں ان کے بدن سیاہ رات کی طرح ہیں ان کی آوازیں بجلی کی کڑک کی طرح ہیں انکے دانت نیزوں کی طرح ان کے بال زمین پر گھسٹتے ہیں ہر ایک کے ہاتھ میں ایک گرز ہوتی ہے اور وہ گرز اتنی بھاری ہوتی ہے کہ جن وانس ملکر اس کو اٹھا نہیں سکتے وہ آدمی سے اس کے رب اور نبی اور دین کے بارے میں سوال کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی جب وہ میرے پاس آئیں گے تو میں اسی ہوش وحواس میں ہوں گا فرمایا ہاں عرض کی یارسول اللہ ﷺ پھر تو میں ان کے لئے کافی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنایا ہے جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی وہ دونوں آکر تجھ سے سوال کریں گے اور تو کہے گا اللہ میرا رب ہے تم دونوں کا رب کون ہے اور محمد ﷺ میرا نبی ہے تم دونوں کا نبی کون ہے اور اسلام میرا دین ہے تم دونوں کا دین کیا ہے وہ عرض کریں گے بڑے تعجب کی بات ہے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم تیرے پاس بھیجے گئے ہیں یا تم ہماری طرف بھیجے گئے ہو۔ (ص 2 ر 33 الریاض النضرۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا جن بزرگوں نے قبر کے امتحان کی تیاری کی ہوتی ہے ان کو نہ تو قبر کی سیاہ رات کا فکر ہوتا ہے نہ وہ منکر نکیر کی خوفناک شکلوں سے خائف ہوتے ہیں وہ دنیا میں خدا اور اس کے رسول کے فرامین کے مطابق زندگی بسر کرتے ان کی زندگی دوسروں کے لئے مشعل راہ ہوتی ہے ہمیں بھی چاہیے کہ شریعت اسلامی کے قوانین کی پابندی کریں۔

فرائض وواجبات اور سنت رسول کی پابند کریں تاکہ خدا بھی خوش ہو جائے اور اس کا رسول بھی راضی ہو جائے اور آنے والی قبر کی زندگی میں سکون حاصل ہو ہم اس دنیا کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے دن رات کوشاں رہتے ہیں حالانکہ دنیا کی زندگی گنتی کے چند سالوں کی ہے اور اگر آج کوئی مرجائے تو اسے سینکڑوں سال قبر میں رہنا ہے۔

لہذا اس کی بھی فکر کرنی چاہیے وہاں کا آرام وسکون صرف صحت عقیدہ کے بعد نیک اعمال سے میسر ہوگا خدا توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں اور فرشتے مجھ سے پوچھیں تو میں ان سے یوں کہوں کہ میں پائے ناز سے اے فرشتوں کیوں اٹھوں مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے

کراما کاتبین

خدا فرماتا ہے۔

وَاِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحٰفِظِيۡنَ كِرَامًا كَاتِبِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ

یقیناً تم پر نگہبان بزرگ لکھنے والے مقدر ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں۔

کراما کاتبین کے بارے میں ابن جریج کا قول یہ ہے کہ دو فرشتے ہیں ان میں سے ایک انسان کے دائیں طرف رہتا ہے جو نیکیاں تحریر کرتا ہے اور ایک اس کے بائیں طرف رہتا ہے جو برائیاں لکھتا ہے دائیں طرف والا اپنے ساتھی کی گواہی کے بغیر نیکی لکھ دیتا ہے مگر بائیں طرف والا اپنے ساتھی کی گواہی کے بغیر کوئی برائی نہیں لکھتا اگر آدمی بیٹھا ہے تو ایک اس کے دائیں اور دوسرا بائیں ہوتا ہے اور اگر یہ چلتا ہے تو ایک آگے اور دوسرا اس کے پیچھے ہو جاتا ہے اگر وہ سوتا ہے تو ایک سر کے پاس دوسرا پاؤں کی جانب ہو جاتا ہے۔ (ص 174 الحبائک فی اخبار الملائک)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس دن اور رات کے فرشتے آتے رہتے ہیں یہ فجر اور عصر کی نماز کے وقت جمع ہو جاتے ہیں پھر جنہوں

نے تمہارے ساتھ رات گزاری وہ اوپر کو چلے جاتے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے جبکہ وہ ان سے زیادہ باخبر ہے تم نے میرے بندے کو کس حال میں چھوڑا تو وہ عرض کرتے ہیں ہم نے جب چھوڑا تو صبح کی نماز پڑھ رہا تھا اور جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ عصر کی نماز پڑھ رہا تھا۔

(کنز العمال حدیث نمبر 18947)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دائیں طرف کا فرشتہ بائیں طرف والے کا سردار ہے جب کوئی بندہ نیک عمل کرتا ہے تو اس جیسی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب وہ کوئی گناہ کرتا ہے تو بائیں طرف والا اسے لکھنے کا ارادہ کرتا ہے تو دائیں طرف کہتا ہے رک جاؤ تو وہ چھ گھڑیاں یا سات گھڑیاں رک جاتا ہے پس اس وقت وہ اگر اللہ سے استغفار کرے تو وہ کچھ بھی نہیں لکھتا اگر وہ اللہ سے استغفار نہ کرے تو اس کا ایک گناہ لکھ دیتا ہے۔

(ص 10 ر 208 مجمع الزوائد)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی انسان سو جاتا ہے تو کراما کاتبین میں ایک فرشتہ شیطان سے کہتا ہے اپنا صحیفہ مجھے دے دو تو وہ اسے دے دیتا ہے تو وہ فرشتہ جہاں اپنے صحیفے میں ایک نیکی پاتا ہے تو اسکی جگہ شیطان کے صحیفے سے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور انہیں نیکیاں لکھ دیتا ہے پس جب بھی تم میں سے کوئی سونے کا ارادہ کرے 33 مرتبہ اللہ اکبر 34 مرتبہ الحمد للہ اور 33 مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لیا کرے یہ سو نیکیاں ہو جائیں گی۔

(ص 10 ر 121 مجمع الزوائد)

حضرت ضمرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندوں میں سے کسی بندے کے عمل کو لے کر فرشتے آسمان کی طرف جاتے ہیں اسے وہ بڑا اور پاکیزہ سمجھ رہے ہوتے ہیں اللہ ان کی طرف وحی فرماتا ہے کہ تم میرے بندے کے محافظ ہو اور جو کچھ اس کے جی میں ہے میں اس کا نگران ہوں میرے اس بندے نے یہ عمل میرے لئے نہیں کیا اس

کا یہ عمل سجین میں ڈالدو آپ نے فرمایا یہ فرشتے اللہ کے بندوں میں سے کسی بندہ کے عمل کو لے کر چڑھتے ہیں جسے وہ ہلکا اور گھٹیا سمجھ رہے ہیں یہاں تک کہ اللہ اپنی سلطنت میں جہاں تک چاہتا ہے وہاں تک اسے لے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی فرماتا ہے کہ تم اس کے محافظ ہو اور جو کچھ اس کے جی میں ہے میں اس کا نگران ہوں اس کے عمل کو کئی گنا کر دو اور اسے علیین میں اس کے لئے رکھ دو۔ (ص 6/14 الدر المنثور)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ کسی مصیبت میں گرفتار کر دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتے کو حکم دیتا ہے یہ بندہ صحت کی حالت میں جو نیک عمل کرتا تھا وہ تمام لکھتا رہ پھر اگر اس بندے کو شفا دے دیتا ہے تو اس کا گناہ دھو کر اسے پاک کر دیا جاتا ہے اور اگر اس کی روح کو قبض کر لیتا ہے تو اسے معاف فرما دیتا ہے اور اپنی عطا فرما دیتا ہے۔ (ص 2/ 304 مجمع الزوائد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے نے خدا کی اس طرح تعریف کی۔

يَارَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَلِعَظِيمِ سُلْطَانِكَ

فرشتے مشکل میں پڑ گئے اور سمجھ نہ سکے کہ وہ اسے کس طرح لکھیں وہ آسمان کی طرف چڑھے اور عرض کی تیرے بندے نے ایک ایسا جملہ کہا ہے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کا ثواب ہم کیسے لکھیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وہ اس کو بہتر طریقہ پر جانتا ہے میرے بندے نے کیا کہا ہے انہوں نے عرض کی اس نے کہا ہے۔

يَارَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَلِعَظِيمِ سُلْطَانِكَ

خدا فرماتا ہے اس کلمہ کو اسی طرح لکھ دو جس طرح میرے بندے نے کہا ہے جب میرا بندہ مجھے ملے گا میں اسے اس کا انعام دوں گا۔ (ص 1/ 132 قرطبی) (ص 1/ 239 مسند الفردوس)

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ اللہ نے دو فرشتوں کو اپنے مومن بندے کے سپرد کر رکھا ہے جو اس کے اعمال لکھتے ہیں جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو یہ دونوں فرشتے خدا کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں یہ شخص تو اب وفات پا چکا ہے تو ہمیں اجازت دے کہ ہم آسمان کی طرف عروج کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا آسمان میرے فرشتوں سے پر ہے تم میری تسبیح بیان کرتے رہو تو وہ عرض کرتے ہیں کیا ہم زمین پر ٹھہرے رہیں اللہ فرماتا ہے زمین بھی میری مخلوق سے بھری ہوئی ہے تم میری تسبیح پڑھتے رہو وہ عرض کرتے ہیں تسبیح کہاں پر بیان کریں اللہ فرماتا ہے میرے بندے کی قبر پر رکے رہو اور میری تسبیح تعریف کبریائی اور کلمہ طیبہ پڑھتے رہو اور یہ سب کچھ میرے بندے کیلئے لکھتے رہو۔

(مجمع الزوائد ص 2/ 303) (ص 6666 حدیث نمبر کنز العمال)

اسی طرح کی ایک روایت دار قطنی نے اپنی کتاب ''الافراد'' میں لکھی ہے جس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ جب کافر فوت ہو جاتا ہے تو یہ فرشتے آسمان کی طرف عروج کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے تم کیوں آئے ہو وہ عرض کرتے ہیں اے پروردگار تو نے بندے کی روح قبض کر لی ہے اس لئے ہم تیری طرف واپس آئے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے تم اس کافر کی قبر کی طرف لوٹ جاؤ اور قیامت تک اس پر لعنت بھیجو کیونکہ اس نے مجھے جھٹلایا ہے اور میرا انکار کیا ہے میں تمہاری لعنت کو عذاب بنا کر اس پر مسلط کر دوں گا۔

(ص 204 الحبائک فی اخبار الملائک)

حضرت وھیب اورد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے جب کوئی فوت ہونے لگتا ہے تو اسے اس کے کراماً کاتبین نظر آتے ہیں اگر تو اس آدمی نے ان کی ہم نشینی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزاری ہے تو فرشتے اس کو مخاطب کر کے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تجھے ہماری طرف سے جزائے خیر دے تو ہمارا بہترین ہم نشین تھا بہت سی نیک مجلسوں میں تو نے ہمیں ہم نشین بنایا اور ہمارے سامنے نیک اعمال لایا اور نیک باتیں سنوائیں اللہ تعالیٰ بہترین ہم نشین کو ہماری طرف

سے جزائے خیر عطا فرمائے اور اگر اس نے اچھی صحبت اختیار نہ کی ہو اور اس میں اللہ کی خوشنودی بھی نہ ہو تو اس کی تعریف کی بجائے یہ کہتے ہیں تجھے اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے ہم نشینی کی جزائے خیر نہ دے تو نے ہمیں اکثر بری مجالس میں بٹھایا اور برے اعمال ہمارے سامنے پیش کئے اور گندی باتیں سنائیں تجھے ہماری طرف سے بہترین ہم نشینی کی جزائے خیر نہ دے جب گنہگار یہ باتیں سنتا ہے تو اسکی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔

(ص 204 الحبائک فی اخبار الملائک)

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ مکہ میں تشریف فرماتھے انہوں نے یہ حدیث بیان کی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین سے فرماتا ہے جب میرا بندہ کسی نیکی کا خیال کرے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیا کرو اور اگر وہ اس پر عمل بھی کرے تو اس کے بدلے میں دس نیکیاں لکھ دیا کرو اور جب میرا کوئی بندہ برائی کا خیال کرے تو اس کا گناہ نہ لکھو لیکن جب وہ برائی کا ارتکاب کرے تو بس ایک گناہ لکھا کرو۔

اس پر ایک آدمی نے اعتراض کیا کہ کیا فرشتے علم غیب جانتے ہیں تو حضرت سفیان عیینہ نے فرمایا نہیں وہ غیب نہیں جانتے ان کو نیکی و بدی کے خیال کا پتہ اس طرح چل جاتا ہے کہ جب کوئی نسان نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے منہ سے کستوری کی خوشبو آتی ہے جس سے یہ جان لیتا ہے کہ اس نے نیکی کا ارادہ کیا ہے اور جب کسی کا ارادہ برائی کا ہو تو اس کے منہ سے بدبودار ہوا پھوٹتی ہے جس سے وہ جان لیتا ہے کہ اس نے گناہ کا ارادہ کیا ہے۔ (ص 209 الحبائک فی اخبار الملائک)

چاروں مقرب فرشتوں کا ذکر

1۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا وجود تیار کرنا چاہا تو حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ زمین پر جاؤ اور سرخ و سفید سیاہ کھاری میٹھی نرم سخت خشک اور تر مٹی لاؤ تاکہ اس سے وجود آدم علیہ السلام تیار کیا جائے۔ زمین نے پوچھا اس کا انجام کیا ہوگا جبریل علیہ السلام نے فرمایا

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہوگی کچھ جنت میں جائیں گے اور کچھ دوزخ میں جائیں گے جب زمین نے دوزخ کا نام سنا تو رونا شروع کر دیا اور جبریل علیہ السلام سے کہا میں تجھے خدا کی عظمت کا واسطہ دیتی ہوں میرے سینے سے مٹی کے ذرات نہ اٹھانا میں دوزخ کے عذاب کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ جبریل علیہ السلام نے خدا کی عظمت کا واسطہ مان کر مٹی نہ اٹھائی اور بغیر مٹی لئے واپس آگئے خدا تعالیٰ نے پوچھا اے جبریل علیہ السلام مٹی کیوں نہیں لائے عرض کی زمین نے تیری عظمت کا واسطہ دے کر کہا میرے سینے سے مٹی کے ذرات نہ اٹھانا میں دوزخ کے عذاب کو برداشت نہیں کر سکتی خدا تعالیٰ نے حضرت میکائیل علیہ السلام کو مٹی لانے کے لئے بھیجا ان کے سامنے بھی زمین روئی اور خدا کی عظمت کا واسطہ دیا وہ بھی بغیر مٹی لئے واپس آگئے پھر خدا نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بھیجا وہ بھی خدا کی عظمت کا واسطہ مان کر واپس آگئے اور مٹی نہ لا سکے پھر خدا تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھیجا ان کے سامنے بھی زمین روئی اور خدا کی عظمت کا واسطہ دیا لیکن انہوں نے کہا اے زمین میں تیرے رونے کو دیکھوں یا خدا کے حکم کو زمین روتی رہی مگر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کوئی توجہ نہ کی اور دنیا میں قیامت تک جہاں جہاں قبرستان بننے والے تھے وہاں کی مٹی اٹھالی اور خدا کی بارگاہ میں پیش کر دی خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا وجود تیار کیا اس میں اپنی روح پھونکی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا نور انکی پشت میں بطور امانت رکھا جسکی وجہ سے آپکی پیشانی آفتاب و مہتاب کی طرح چمکتی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو چونکہ انسان کی مٹی کو زمین سے الگ عزرائیل علیہ السلام نے کیا۔

لہذا اس مٹی کو دوبارہ زمین میں ملانے کا کام بھی عزرائیل علیہ السلام کو دیا گیا یعنی ہر انسان کو یہی موت دیتا ہے۔

(ص 1 / 780 قرطبی) (ص 1 / 85 البدایہ والنہایہ) (ص 1 / 22 رکن اول معارج النبوت)

2۔ علامہ محمد بن عبدالباقی نے لکھا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مکمل ہوئی تو سونے یا سرخ یاقوت کا ایک تخت لایا گیا جسکے نوسو پائے تھے اور اس کو حضرت جبریل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام نے اپنے کندھوں پر اٹھایا خداتعالیٰ کا حکم ہوا ان کو آسمانوں کی سیر کراؤ تا کہ آدم علیہ السلام آسمانوں کے عجائب وغرائب کو دیکھ لیں پھر حکم ہوا کہ اپنے چہرے عرش کی طرف پھیر لو تا کہ تم اس کے سامنے سجدہ ریز ہوسکو انہوں نے ارشاد خداوندی کی تعمیل کی چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے تخت کو چار فرشتوں نے اٹھایا یہی وجہ ہے کہ انسان کے جنازے کی چارپائی کو بھی چار آدمی ہی کندھا دیتے ہیں۔ (ص 1 / 49 زرقانی)

3۔ حضرت عبدالرحمن ابن سابط فرماتے ہیں کہ معاملات دنیا کا انتظام کرنے والے چار فرشتے ہیں ۔حضرت جبریل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام ہواؤں اور لشکروں پر مقرر ہیں اور حضرت میکائیل علیہ السلام بارش اور نباتات پر مقرر ہیں اور حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض ارواح پر مقرر ہیں اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ان تینوں فرشتوں کو ان کے امور کی اطلاع دیتے ہیں۔

(درمنثور ص 6 / 311)

4۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے ایک مہینہ قبل اپنی وفات کی خبر دیدی جب جدائی کا وقت قریب ہوا تو ہم لوگ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر اکٹھے ہوئے آپ نے ہماری طرف دیکھا اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے آپ نے فرمایا تمہیں مرحبا اللہ تمہیں زندہ رکھے اللہ تم پر رحم فرمائے اللہ تمہیں (بہترین) ٹھکانہ دے اللہ تمہاری مدد کرے اللہ تمہیں بلند کرے اللہ تمہاری حفاظت کرے اللہ تمہیں ہدایت دے اللہ تمہیں رزق دے اللہ تمہیں (نیک اعمال کی) توفیق دے اللہ تمہیں سلامت رکھے اللہ تمہارے نیک اعمال قبول فرمائے میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں اور خداتعالیٰ کو تمہارا گواہ بناتا ہوں تمہارے لئے نذیر تھا اللہ ہی کی عبادت

کرنا اور آخرت کے گھر کو یاد رکھنا اور خدا نے میرے اور تمہارے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔

یہ آخرت کا گھر ہے ہم اسے ان کے لئے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور آخرت، پرہیز گاروں کے لئے ہے۔

اور اللہ نے فرمایا۔

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ

کیا جہنم متکبروں کا ٹھکانہ نہیں۔

پھر آپ نے فرمایا موت کا وقت آ گیا ہے اب تو اللہ کی طرف جانا ہے سدرۃ المنتھیٰ کی طرف جنت کی طرف اور رفیق اعلیٰ کی طرف لوٹنا ہے ہم نے عرض کی آپ کو غسل کون دے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے اہل بیت کے آدمی ہم نے عرض کی آپ کو کفن کس چیز کا دیں فرمایا میرے انہیں کپڑوں میں اور اگر تم چاہو تو یمنی حلے یا مصری سفید کپڑے میں پھر ہم نے عرض کی آپ پر نماز کون پڑھے گا اس پر ہم بھی رونے لگے اور آپ بھی رونے لگے پھر کچھ دیر ٹھہر کر فرمایا خدا تمہاری مغفرت فرمائے اور تمہارے نبی کی طرف سے تمہیں اللہ بہتر جزاء دے جب تم میرے غسل اور کفن سے فارغ ہو جاؤ تو میری قبر کے کنارے چارپائی پر مجھے رکھ کر پھر کچھ دیر کے لئے باہر نکل جانا سب سے پہلے میرے ہم نشیں اور مخلص دوست حضرت جبریل علیہ السلام پھر میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام اور پھر عزرائیل علیہ السلام مجھ پر درود شریف پڑھیں گے پھر گروہ در گروہ آ کر مجھ پر درود شریف پڑھتے جانا اور سلام بھی پڑھنا مجھ پر آواز کے ساتھ نہ رونا سب سے پہلے میرے اہلبیت کے مرد اور عورتیں درود شریف پڑھیں گے اس کے بعد تم پڑھنا میرا سلام میرے ان صحابہ کو پہنچا دینا جو غائب ہیں۔ اور جو قیامت تک میرے دین

کی اتباع کریں ان کو میرا سلام۔ ہم نے عرض کیا آپ کو قبر میں کون داخل کریگا فرمایا میرے اہلبیت اور ان کے ساتھ بہت سے فرشتے ہوں گے وہ تمہیں دیکھیں گے لیکن تم ان کو نہ دیکھ سکو گے۔ (ص 9/5 طبرانی اوسط)

5۔ جب حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے سے سب کی موت واقع ہوجائے گی تو چاروں مقرب فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام باقی رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرمائیں گے میری مخلوق میں سے کوئی باقی ہے حالانکہ وہ جانتا ہے۔ عزرائیل علیہ السلام عرض کریں گے یا اللہ تو ہی ہے تجھ پر موت واقع نہ ہوگی۔ جبریل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام، عرش اٹھانے والے فرشتے اور میں باقی ہوں اللہ ان کی روحیں قبض کرنے کا حکم دے گا تعمیل ارشاد ہوگی پھر اللہ فرمائے گا اے ملک الموت اب کون باقی ہے وہ عرض کریں گے تیرا بندہ ضعیف عزرائیل علیہ السلام باقی ہے۔ اللہ فرمائے گا کیا تم نے نہیں سنا میرا ارشاد ہے۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔ اور تو بھی میری مخلوق ہے اس وقت ملک الموت جنت اور دوزخ کے درمیان ایک جگہ پر آئیں گے اور خود اپنی روح قبض کریں گے اور ایسی چیخ ماریں گے جو ساری زندہ مخلوق کی موت کے لئے کافی ہے اور فرمائیں گے اگر مجھ کو پتہ ہوتا کہ قبض روح کے وقت اتنی سختی ہوتی تو میں مومنوں پر نرمی کرتا پھر اللہ فرمائے گا آج بادشاہ اور جابر اور ان کی اولاد کہاں ہیں وہ لوگ کہاں ہیں جو رزق تو میرا کھاتے تھے لیکن عبادت دوسروں کی کرتے تھے پھر اللہ فرمائے گا آج کس کی حکومت ہے پھر خود فرمائے گا۔ للہ الواحد القہار۔ (ص 22 تنبیہ الغافلین)

6۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور آپ کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام سرگوشی فرمارہے تھے اچانک آسمان کا افق پھٹا تو جبریل علیہ السلام سکڑ گئے اور ان کا بعض جسم بعض میں داخل ہوگیا اور زمین کے ساتھ مل گئے پس

اچانک ایک فرشتہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ظاہر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے اور اختیار دیتا ہے کہ آپ صاحب حکومت نبی بنیں یا عبادت گزار نبی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل کی طرف دیکھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کیا کہ پستی اختیار کریں یعنی تواضع اختیار فرمائیں پس میں نے پہچانا کہ یہ مجھے نصیحت کر رہے ہیں پس میں نے کہا عبادت گزار نبی بننا چاہتا ہوں پس وہ فرشتہ آسمان کی طرف چڑھ گیا پھر میں نے کہا اے جبریل علیہ السلام میں تم سے اس کے متعلق پوچھنا چاہتا تھا لیکن جب میں نے تیرا حال دیکھا تو سوال سے رک گیا اے جبریل علیہ السلام یہ کون تھا عرض کی یہ اسرافیل علیہ السلام تھا جس دن سے اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے تب سے یہ خدا کے حضور صف بستہ کھڑا ہے اور اس نے اللہ کے سامنے کبھی نظر نہیں اٹھائی اور اس کے اور رب کے درمیان نور کے ستر پردے ہیں اگر یہ ایک پردے کے قریب جائے تو جل جائے لوح محفوظ اس کے سامنے ہے جب اللہ تعالیٰ زمین و آسمان میں کسی چیز کا حکم دیتا ہے تو لوح اسکی پیشانی سے ٹکراتی ہے پس یہ لوح محفوظ کو دیکھتا ہے اگر وہ میرے متعلق ہے تو یہ مجھے حکم دیتا ہے اور میکائیل علیہ السلام کے متعلق ہو تو اسے حکم دیتا ہے اور اگر ملک الموت کے متعلق ہو تو اسے حکم دیتا ہے میں نے کہا اے جبریل علیہ السلام تو کس کام پر مقرر ہے۔ عرض کیا ہواؤں اور لشکروں پر میں نے کہا میکائیل علیہ السلام کس کام پر مامور ہے عرض کیا نباتات اور بارش پر میں نے کیا ملک الموت کس کام پر مقرر ہے عرض کی روحوں کے قبض کرنے پر اور جب اسرافیل علیہ السلام نازل ہوئے مجھے خیال ہوا کہ قیامت قائم ہوگئی۔ ہے اور آپ نے جو میرا حال دیکھا یہ قیامت کے قائم ہونے کا خوف تھا۔ میں نے خیال کیا شاید اسرافیل علیہ السلام آپ کو قیامت قائم ہونے کی اطلاع دینے آیا ہے۔

(ص 177 شعب الایمان) (ص 11، 300 طبرانی کبیر) (ص 1، 45 البدریہ والنہایہ) (ص 9، 19 مجمع الزوائد)

حضرت جبریل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کا ذکر

1۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک روز بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نیکیاں خدا کی طرف سے ہوتی ہیں اور برائیاں بندوں کی طرف سے ہوتی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نیکیاں اور بدیاں سب خدا کی طرف سے ہوتی ہیں بعض لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور بعض حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طرفدار ہو گئے ہیں اور آپس میں بحث کر رہے ہیں ہم آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ فیصلہ فرما دیں حضور مسکرائے اور فرمایا عجیب اتفاق ہے کہ آسمان پر بھی یہی اختلاف ہے حضرت میکائیل علیہ السلام حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مطابق کہہ رہے ہیں اور حضرت جبریل علیہ السلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے موافق ہیں بعد ازاں حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے کہا جب ہم آسمان والوں میں اختلاف ہے تو اہل زمین میں بھی ضرور اختلاف ہوگا آئیں اس کا فیصلہ حضرت اسرافیل علیہ السلام سے کرائیں پس وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کے پاس گئے حضرت اسرافیل علیہ السلام نے ان سے فرمایا۔

القدر خیرہ وشرہ وحلوہ ومرہ کلہ من اللہ تعالیٰ

تقدیر اچھی ہو بری ہو میٹھی ہو کڑوی ہو سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق اکبر سے فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ اگر خدا یہ چاہتا کہ کوئی نافرمانی نہ کرے تو وہ شیطان کو پیدا نہ کرتا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ (ص 1ر361 تفسیر عزیزی)

2۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مخلوق میں اللہ کے سب سے زیادہ قریب حضرت جبریل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ سے پچاس ہزار سال کے فاصلہ پر ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے دائیں طرف ہیں اور میکائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بائیں جانب ہیں اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ان دونوں کے درمیان ہیں۔ (ص 1ر94 در منثور)

حضرت جبریل ومیکائیل علیہما السلام کا ذکر

1۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل آسمان کے موذن حضرت جبریل علیہ السلام ہیں اور ان کے امام حضرت میکائیل علیہ السلام ہیں جو انہیں بیت المعمور میں امامت کراتے ہیں پس آسمانوں کے فرشتے جمع ہوتے ہیں اور بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں اللہ اسکا ثواب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو عطا فرماتا ہے۔ (ص 52 الحبائک فی اخبار الملائک)

فرشتے چونکہ ثواب کے ضرورت مند نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کی عبارت کا ثواب امت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمادیتا ہے اس حدیث سے پتہ چلا کہ ایصال ثواب کا مسئلہ برحق ہے عبادت فرشتے کرتے ہیں لیکن اس کا ثواب اس امت مرحومہ کو پہنچتا ہے۔

2۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے دو وزیر آسمان میں اور دو وزیر زمین میں ہوتے ہیں پس میرے دو وزیر آسمان کے جبریل امین اور میکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین کے دو وزیر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم دونوں حضور کے وزیر ہیں لیکن اس کے باوجود نبی نہیں ہیں حالانکہ پہلے نبیوں کے وزیر نبی ہوتے تھے خدا فرماتا ہے۔

وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا

اور ہم نے موسیٰ کے ساتھ ان کے بھائی ہارون کو وزیر بنادیا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر نبی نہیں ہوسکتے کہ آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہوگیا تو اور کوئی نبی کیسے بن سکتا ہے۔ وزیر بادشاہوں کے ہوتے ہیں اور چونکہ آپ کے وزیر آسمانوں میں بھی ہیں اور زمین میں بھی اس لئے آپ کی حکومت آسمانوں میں بھی ہے اور زمین پر بھی۔

اللہ اللہ شہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

حضرت جبریل واسرافیل علیہما السلام کا ذکر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جمع فرمائے گا تو سب سے پہلے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا۔ اے اسرافیل علیہ السلام تو نے میرے احکام کا کیا کیا تو نے میرے احکام پہنچا دیئے وہ عرض کریں گے یا اللہ میں نے تیرے احکام حضرت جبریل علیہ السلام تک پہنچا دیئے پھر حضرت جبریل امین علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کیا اسرافیل علیہ السلام نے میرے احکام تم تک پہنچا دیئے تھے وہ کہیں گے ہاں پھر اسرافیل علیہ السلام بری الذمہ ہو جائیں گے پھر خدا تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھے گا کیا تو نے میرے احکام پہنچا دیئے وہ عرض کریں گے ہاں میں نے تیرے احکام تیرے رسولوں تک پہنچا دیئے پھر رسولوں سے پوچھا جائے گا کیا جبریل علیہ السلام نے میرے احکام تم تک پہنچا دیئے تھے وہ عرض کریں گے ہاں جبریل علیہ السلام نے تیرے احکام ہم تک پہنچا دیئے تھے اور ہم نے وہ احکام امتوں تک پہنچا دیئے تھے پھر امتوں کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کیا رسولوں نے میرے احکام تم تک پہنچا دیئے تھے ان میں بعض انکار کریں گے اور بعض تصدیق کریں گے رسول کہیں گے ہمارے پاس گواہ موجود ہیں ان سے پوچھا جائے گا وہ کون ہیں یہ کہیں گے امت محمد ﷺ اب اس امت کو بلایا جائے گا ان سے پوچھا جائے گا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ رسولوں نے میرے احکام لوگوں تک پہنچا دیئے تھے وہ کہیں گے ہاں ہم گواہی دیتے ہیں امتیں کہیں گی یا اللہ یہ گواہی کیسے دے سکتے ہیں یہ تو ہمارے زمانے میں موجود ہی نہ تھے امت محمد ﷺ کہے گی یا اللہ تو نے اپنا رسول مقبول ہماری طرف بھیجا اور ہم پر تو نے ایک کتاب نازل فرمائی اور اس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ رسولوں نے تیرے احکام لوگوں تک پہنچا دیئے تھے اس لئے ہم گواہی دیتے ہیں خدا فرمائے گا انہوں نے سچ کہا ہے۔

(ص 519/1 تفسیر عزیزی)

حضرت جبریل امین اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کا ذکر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے تین دن پہلے جبریل امین علیہ السلام آپ کے پاس تیارداری کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خاص طور پر آپ ہی کیلئے بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ سے پوچھتا ہے کہ آپ کا کیا حال ہے اور آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میں اپنے آپ کو مغموم اور مکروب پاتا ہوں دوسرا دن ہوا تو جبریل علیہ السلام نے پھر یہی آکر کہا آپ نے پھر وہی جواب دیا جب تیسرا دن ہوا تو جبریل امین علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در دولت پر حاضر ہوئے اور ان دونوں کے ساتھ وہ فرشتہ بھی تھا جو ہوا میں معلق رہتا ہے جو نہ کبھی زمین پر اترا ہے اور نہ آسمان پر چڑھا ہے اور وہ ستر ہزار فرشتوں پر حاکم ہے اور ان ستر ہزار میں سے ہر فرشتہ ستر ہزار فرشتوں پر حاکم ہے ان سب فرشتوں سے پہلے جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آپ اپنے آپ کو کس طرح پاتے ہیں آپ نے فرمایا میں اپنے آپ کو مغموم اور مکروب پاتا ہوں پھر ملک الموت نے دروازے پر آکر اجازت طلب کی۔ جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملک الموت آپ کے پاس آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ انہوں نے آپ سے پہلے کسی سے اجازت نہیں مانگی اور نہ آپ کے بعد کسی سے اجازت مانگیں گے۔ آپ نے جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا ان کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔ ملک الموت مکان میں داخل ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے اور عرض کی خدا تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں آپ کی اطاعت کروں اگر آپ اجازت دیں تو آپ کی روح قبض کروں اور اگر آپ اجازت نہ دیں تو میں آپ کی روح قبض نہ کروں آپ نے ملک الموت سے فرمایا کیا تم ایسا کر سکو گے اس نے عرض کی ہاں مجھے یہی حکم ہوا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔ اللہ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے آپ نے فرمایا اے

ملک الموت تجھے جس بات کا حکم ہوا ہے اس کو پورا کرو۔ جبریل نے عرض کی السلام علیک یارسول اللہ زمین پر میرا یہ آخری پھیرا ہے میرے دنیا میں آنے کا مقصد صرف آپ کی ذات تھی آپ ہی کے لئے میں دنیا میں آتا تھا اس کے بعد حضور نے وفات پائی اور اہل بیت کے پاس ایک آنے والا آیا جس کی آواز سنائی دیتی تھی لیکن خود نظر نہ آتا تھا اس نے آکر کہا السلام علیکم یا اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہر جان کے لئے موت ہے اور قیامت کے دن پورا پورا اجر ملے گا اور ہر مصیبت پر صبر ہے آپ لوگ اللہ پر بھروسہ رکھیں اور اللہ ہی سے امید رکھیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جانتے ہو یہ کون ہیں یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

(ص 3/ 129 طبرانی کبیر)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے من جملہ خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ملک الموت نے آپ سے اجازت مانگی حالانکہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کبھی بھی کسی سے اجازت نہیں مانگی خواہ کوئی کتنے ہی بڑے مرتبے کا آدمی ہے اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ خدا کی بارگاہ میں آپ کا مقام کتنا بلند ہے۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام کا ذکر

1۔ حضرت وھب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صور کو شیشہ کی طرح صاف سفید موتی سے پیدا کیا اور عرش کو حکم دیا کہ صور کو لے لو تو اس نے لے لیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کن (ہوجا) تو اسرافیل علیہ السلام وجود میں آگئے تب اللہ نے حکم دیا کہ وہ صور اٹھالے تو اس نے اٹھالیا اس میں ہر پیدا شدہ روح اور ہر سانس لینے والے نفس کی تعداد کے برابر سوراخ ہیں دو روحیں ایک سوراخ سے نہیں نکل سکتیں صور میں زمین وآسمان کی گولائی کے برابر سوراخ ہے اور اسرافیل علیہ السلام نے سوراخ پر منہ رکھا ہوا ہے پھر اللہ نے اسے فرمایا کہ میں نے تجھے صور کے سپرد کیا پس تو پھونکنے اور چیخنے پر مقرر ہے تب اسرافیل علیہ السلام عرش کے سامنے داخل ہوئے اور اپنا دایاں پاؤں عرش کے

نیچے رکھا اور بایاں پاؤں آگے کیا اور جب سے اللہ نے اسے پیدا فرمایا تب سے اس نے پلک بھی نہیں جھپکی کیونکہ وہ اس کے انتظار میں ہے جس کا اسے حکم فرمایا گیا۔

(ص 11/367 فتح الباری)

2۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں کس طرح آسودہ حال ہو جاؤں جبکہ صور والے نے سینگ کو منہ میں لے لیا ہے اور اپنے ماتھے پر بل ڈالدیا ہے اور اپنے کان متوجہ کر دیئے ہیں اور انتظار کر رہا ہے کہ کب اسے حکم دیا جائے تاکہ وہ پھونک مارے صحابہ کرام نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو پھر ہم ایسے وقت میں کیا کہیں آپ نے فرمایا تم کہو۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا

(تاریخ بغداد ص 3/363) (مجمع الزوائد ص 7/131) (البدایہ والنہایہ ص 1/45)

3۔ حضرت مطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے جبریل علیہ السلام سے کہا اے جبریل علیہ السلام تم نے اسرافیل علیہ السلام کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا جبکہ میرے پاس جو فرشتہ بھی آتا ہے میں اسے ہنستا ہوا دیکھتا ہوں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی ہم نے اس فرشتہ کو تب سے ہنستے نہیں دیکھا جب سے دوزخ پیدا کی گئی ہے۔

(حدیث نمبر 5895 کنز العمال)

4۔ حضرت ضمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے سجدہ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے کیا ہے اس کے انعام میں اللہ تعالیٰ نے ان کی پیشانی پر سارا قرآن کریم تحریر کر دیا۔ (ص 1/86 البدریہ والنہایہ) (ص 1/50 درمنثور)

5۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام تین مرتبہ صور پھونکیں گے پہلی مرتبہ اس وقت کہ اس کے پھونکنے سے فزع یعنی گھبراہٹ طاری ہو جائے گی دوسری مرتبہ کے پھونکنے سے بے ہوشی طاری

ہو جائیگی تیسری مرتبہ جبکہ لوگ قبروں سے اٹھیں گے۔ (ص 1 ر 45 البدریہ والنہایہ)

6۔ تیسری مرتبہ صور پھونکنے کی کیفیت یہ ہوگی کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام روحوں کو آوازیں دیں گے تو تمام روحیں آجائیں گی مومنوں کی روحیں نورانی ہوں گی اور کافروں کی روحیں تاریک ہوں گی۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام ان روحوں کو صور میں رکھ لیں گے پھر اس میں پھونک ماریں گے خدا تعالیٰ فرمائے گا میری عزت کی قسم ہر روح اپنے اپنے جسم میں چلی جائے روحیں صور سے شہد کی مکھیوں کی طرح نکلیں گی جن سے آسمان وزمین کی درمیانی جگہ بھر جائیں گی اور ہر روح اپنے جسم کے پاس پہنچ کر اس میں داخل ہو جائیں گی پھر اللہ کے حکم سے زمین پھٹ جائے گی اور لوگ قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑنے لگیں گے۔ (ص 203 کتاب الروح)

حضرت عزرائیل علیہ السلام کا ذکر

1۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم موت اور اس کا فیصلہ جان لو تو امید اور اسکے دھوکے سے نفرت کرو کوئی بھی گھر والے ایسے نہیں مگر ہر روز ملک الموت ان کی تنبیہ کرتا ہے جب دیکھتا ہے کہ کسی کی عمر پوری ہوگئی ہے تو اسکی روح قبض کر لیتا ہے پھر جب اس کے رشتہ دار روتے ہیں تو وہ کہتا ہے تم کیوں روتے ہو خدا کی قسم میں نے تمہاری عمر سے کچھ کم نہیں کیا نہ میں نے تمہارے رزق سے کچھ کم کیا ہے میرا کوئی قصور نہیں میں نے تم میں بار بار آنا ہے یہاں تک کہ تم میں سے کسی کو نہ چھوڑوں گا۔

(حدیث نمبر 42133 کنز العمال)

2۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تو ملک الموت نے رب تعالیٰ سے درخواست کی کہ اسے اجازت ہو تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر انکو یہ بشارت سنائے اجازت ملنے پر انہوں نے یہ بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سنائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

فرمایا۔ ''الحمد للہ'' پھر فرمایا اے عزرائیل مجھے دکھا تو کفار کی روحیں کس حال میں قبض کرتا ہے تو انہوں نے عرض کی اے ابراہیم علیہ السلام آپ اس کی ہمت نہیں رکھتے فرمایا نہیں (میں دیکھنا چاہتا ہوں) عرض کی پھر چہرہ اُدھر کرلیں تو انہوں نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا پھر دیکھا تو وہ ایک سیاہ فام آدمی کی شکل میں تھے ان کا سر آسمان تک تھا ان کے منہ اور کان سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے ان کے جسم کا ہر بال ایک آدمی کی شکل میں تھا اور اس کے منہ اور کان سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر غشی طاری ہوگئی جب افاقہ ہوا تو ملک الموت پہلی صورت میں آچکے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے ملک الموت اگر کسی کافر کو کوئی مصیبت اور غم نہ بھی پہنچے تو تیری اس صورت کو دیکھ لینا ہی اس کے لئے بہت بڑی سزا ہے پھر فرمایا اب تو مجھے بتا کہ مومن کی روح کو تو کس حال میں قبض کرتا ہے عرض کی اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیں انہوں نے چہرہ دوسری طرف کرلیا پھر جو دیکھا تو ایک نوجوان کی شکل میں تھے جو سفید لباس میں خوبصورت ترین اور پاکیزہ خوشبو کا مالک ہو فرمایا اے ملک الموت اگر کوئی مومن اپنی موت کے وقت کوئی آنکھوں کی ٹھنڈک اور عزت نہ دیکھے بس تیری یہ صورت ہی دیکھ لے تو اس کی اطاعت شعاری کے انعام میں یہی کافی ہے۔ (ص 7 / 270 تفسیر مظہری)

3۔ حضرت برا ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومن آخرت میں داخل ہونے والا ہوتا ہے اور دنیا میں اس کی آخری سانسیں ہوتی ہیں تو اس کے پاس خورشید جیسے چمکیلے چہروں والے فرشتے اتر کر آتے ہیں جو اس کی حد نگاہ تک ہوتے ہیں پھر عزرائیل علیہ السلام آکر اس کے سرہانے بیٹھ کر فرماتے ہیں اے پاکیزہ روح اللہ کی مغفرت اور رضا کی طرف نکل چنانچہ وہ اس طرح آسانی کے ساتھ نکل آتی ہے جیسے مشک کے منہ سے قطرہ نکل آتا ہے ملک الموت اسے لے لیتے ہیں ان کے لیتے ہی فرشتے ان سے لے لیتے ہیں اور جنتی کفن اور خوشبو میں لپیٹ لیتے ہیں اس روح سے مشک سے زیادہ پیاری خوشبو آتی ہے پھر فرشتے

اس کو لے کر چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں وہی پوچھتے ہیں یہ پاکیزہ روح کس کی ہے لانے والے فرشتے اس کا دنیاوی اچھا نام لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ روح فلاں بن فلاں کی ہے یہاں تک اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں اور اس کیلئے دروازہ کھلواتے ہیں آخرکار دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس آسمان کے تمام مقرب فرشتے دوسرے آسمان تک اسے رخصت کرتے ہیں اسی طرح خدا کی بارگاہ تک پہنچتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کا اعمالنامہ علیین میں رکھ دو اور اسے زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے ہی اسے مٹی سے پیدا کیا ہے اور اسی میں لوٹا دوں گا دوسری بار اسی سے پیدا کروں گا پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں تمہارا رب کون ہے یہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر اس سے پوچھتے ہیں تمہارا دین کیا ہے یہ جواب دیتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر اس سے پوچھتے ہیں وہ جو تم میں مبعوث کئے گئے تھے وہ کون ہیں یہ جواب دیتا ہے وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں پھر یہ پوچھتے ہیں تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں یہ جواب دیتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی مجھے اس سے آپ کی رسالت کا علم ہوا پھر آسمان سے آواز آتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے اس کے نیچے جنتی فرش بچھادو اور جنت کی طرف کھڑکی کھول دی جاتی ہے پھر اس کی قبر میں جنت کی مہک اور خوشبو آنے لگتی ہے اور اس کی قبر حد نگاہ تک فراخ کر دی جاتی ہے پھر اس کے پاس ایک حسین و جمیل شخص آتا ہے جس کے لباس سے خوشبو آرہی ہوتی ہے اور کہتا ہے ایک مسرت انگیز خبر سن۔ آج کا وہ دن ہے جس کا دنیا میں تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا یہ پوچھتا ہے تم کون ہو تمہارے چہرے سے بشارت ٹپک رہی ہے یہ شخص جواب دیتا ہے میں تمہارا نیک عمل ہوں وہ یہ سن کر دعا مانگتا ہے اے رب قیامت قائم فرما میں اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ جاؤں۔ اسی طرح جب کافر اس دنیا سے رخصت ہو کر آخرت میں داخل ہونے والا ہوتا ہے تو نہایت کالے چہرے والے فرشتے اتر کر اس کے پاس آتے

ہیں ان کے ہاتھوں میں ٹاٹ ہوتی ہے یہ اس کی حد نگاہ تک ہوتے ہیں پھر ملک الموت آ کر اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں اے گندی روح اللہ کے قہر وغضب کی طرف نکل مگر روح اس کے جسم کے گوشے گوشے میں پھیل جاتی ہے پھر ملک الموت اسے کھینچتے ہیں جیسے تر روئی سے سلاخ کھینچی جاتی ہے اور اسے پکڑ لیتے ہیں مگر فرشتے ان سے لے لیتے ہیں اور ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں اس سے سڑی ہوئی لاش کی طرح بدبو نکلتی ہے اور فرشتے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جماعت سے گزرتے ہیں وہ جماعت ان سے پوچھتی ہے یہ گندی روح کس کی ہے یہ اس کا سب سے برا دنیاوی نام لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ روح فلاں بن فلاں کی ہے پھر اسے لے کر پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلواتے ہیں مگر دروازہ نہیں کھولا جاتا پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ

ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور وہ جنت میں نہ جائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل نہ ہو حق تعالیٰ فرماتا ہے اس کا اعمالنامہ سجین میں رکھ دو پھر اسکی روح اوپر سے پٹخ دی جاتی ہے اللہ فرماتا ہے جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا اسے خواہ پرندے اچک لیں یا ہوا اسے دور لے جا کر پٹخ دے، پھر اس کی روح جسم میں لوٹا دی جاتی ہے پھر دو فرشتے اس کے پاس آ کر پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے یہ جواب دیتا ہے ہائے ہائے مجھے معلوم نہیں پوچھتے ہیں وہ کون ہے جو تم میں مبعوث کیا گیا یہ جواب دیتا ہے ہائے ہائے مجھے معلوم نہیں پھر آسمان سے آواز آتی ہے میرا بندہ جھوٹا ہے اس کے نیچے آگ کا فرش بچھا دو اور جہنم کی کھڑکی کھول دو پھر اس کی قبر میں جہنم کی لپٹیں اور سخت گرم بو آنے لگتی ہے اور اسے قبر اتنا دبوچتی ہے کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی پسلیاں اِدھر آ جاتی ہیں اور اس کے پاس ایک بدصورت بدبودار اور برے کپڑوں میں ملبوس شخص آتا ہے اور کہتا ہے ایک بری خبر سن آج کا دن وہ ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا یہ پوچھتا ہے تو کون ہے تیرے چہرے سے برائی ٹپک رہی ہے یہ جواب دیتا ہے کہ میں تیرا گندہ عمل ہوں پھر یہ دعا مانگتا ہے اے رب

قیامت قائم نہ کر۔ (ص 2/306 ابوداؤد شریف (ص 4/287 مسند امام احمد)

4۔ حضرت ملک الموت لوگوں کے سامنے روح قبض کرنے آجاتے تھے اسی طرح وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے بھی آ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو تھپڑ امارا جس سے انکی آنکھ پھوٹ گئی تو وہ اپنے رب کے حضور حاضر ہوئے اور عرض کی اے میرے پروردگار تیرے بندے نے میری آنکھ پھوڑ دی ہے اگر وہ تیرے نزدیک صاحب اکرام نہ ہوتے تو میں بدلہ چکا دیتا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا میرے بندے کے پاس جاؤ اور اسے کہہ دو کہ وہ اپنا ہاتھ بیل کی پشت پر پھیرے جتنے بالوں کو اس کا ہاتھ چھوئے گا اتنے سال اسکی عمر اور بڑھ جائیگی انہوں نے آکر یہ ساری بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے بیان کردی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس کے بعد کیا ہوگا عرض کی موت ہوگی فرمایا پھر ابھی قبض کرلو۔ ملک الموت نے ان کو سونگھا اور ان کی روح قبض کرلی اور اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ درست کردی اس کے بعد سے وہ لوگوں کے پاس چھپ کر آتا ہے۔ (حدیث نمبر 22383 کنز العمال)

5۔ ایک مرتبہ ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاں حاضر ہوئے تو ان کی مجلس میں جتنے آدمی موجود تھے ان میں سے ایک آدمی کو گھور کر دیکھا جب وہ چلے گئے تو اس آدمی نے پوچھا یہ کون تھا فرمایا یہ حضرت عزرائیل علیہ السلام تھے۔ عرض کی میں نے اسے ایسے دیکھا جیسے وہ مجھے طلب کرتے ہیں فرمایا پھر تمہارا کیا ارادہ ہے عرض کی میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ہوا کو حکم دیں وہ مجھے ہندوستان پہنچادے آپ نے ہوا کو طلب فرمایا اور اسے اس پر سوار کردیا اس نے ہندوستان پہنچا دیا اس کے بعد ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا تم نے میرے ہم نشیں کو گھور کر کیوں دیکھا تھا تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس کی روح قبض کرنے کا حکم ہوا ہندوستان میں مگر یہ یہاں بیٹھا ہوا ہے۔ (ص 19 شرح الصدور)

6۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا وَّرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا

حضرت ادریس علیہ السلام کا قصہ یاد فرمایئے وہ سچا نبی تھا اور اس کا مرتبہ ہم نے بلند کیا۔

اس آیت کے تحت علامہ محمود آلوسی بغدادی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ملک الموت حضرت ادریس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا اے ملک الموت میرا ایک کام کردو اس نے کہا وہ کیا فرمایا میری روح قبض کر کے واپس لوٹا دو انہوں نے کہا خدا کی اجازت کے بغیر یہ کام نہیں ہوسکتا پھر ملک الموت نے خدا سے اجازت لی۔ اجازت ملنے پر آپ کی روح قبض کرنے کے بعد آپ کے جسم میں لوٹا دی ملک الموت نے پوچھا یا نبی اللہ آپ نے موت کو کیسا پایا فرمایا جیسا کہا کرتا تھا اور سنا کرتا تھا اس سے بھی زیادہ سخت پایا پھر کہا مجھے جہنم دکھا دو آپ نے جہنم کے ایک دروازے سے جہنم بھی دکھا دی جس کو دیکھ کر حضرت ادریس علیہ السلام بے ہوش ہو گئے پھر ملک الموت کے کہنے پر دروازہ بند کر دیا گیا اور حضرت ادریس علیہ السلام کا چہرہ صاف کیا ملک الموت نے کہا آپ نے جہنم کو کیسا پایا۔ فرمایا جیسا کہا کرتا اور سنا کرتا تھا اس سے بھی زیادہ سخت پایا پھر حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا مجھے ایک لحظہ جنت دکھا دو ملک الموت نے جنت بھی دکھا دی حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا میری خواہش ہے کہ میں جنت میں داخل ہو کر اس کے پھل کھاؤں اور اس کے مشروب استعمال کروں تا کہ اس سے جنت کی رغبت زیادہ ہو جائے آپ کو جنت میں داخل کر دیا گیا آپ نے وہاں کے پھل کھائے مشروب نوش فرمائے۔ اس کے بعد آپ کو ملک الموت نے کہا آپ کا کام ہو گیا اب آپ جنت سے باہر آجائیں قیامت کے دن خدا تعالیٰ آپ کو دوسرے نبیوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما دیگا آپ ایک درخت کی اوٹ میں ہو گئے اور کہا میں جنت سے ہرگز نہ نکلوں گا اور میں اس سلسلے میں تجھ سے بات چیت کرنے کو تیار ہوں پھر آپ نے خدا کے حکم سے ملک الموت سے کہا خدا فرماتا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ   ہر جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے

میں نے موت کا مزہ چکھ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا

ہر آدمی جہنم پر سے گزرے گا۔

میں نے یہ شرط بھی پوری کر دی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ

وہ جنت سے نہ نکالے جائیں گے۔

لہذا میں جنت سے نہ نکلوں گا خدا تعالیٰ نے ملک الموت سے فرمایا اس کو جنت میں رہنے دو میرے علم میں اسی طرح مقدر ہو چکا ہے۔ (ج 9 / 106 تفسیر روح المعانی)

7۔ حضرت حکم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ... علیہ السلام نے فرمایا اے ملک الموت کوئی بھی سانس لینے والا نفس ایسا نہیں مگر تم اس کی روح قبض کرتے ہو۔ عرض کی ہاں۔ فرمایا۔ کس طرح جب کہ تم میرے پاس یہاں بیٹھے ہو اور روحیں زمین کے اطراف میں ہیں عرض کی اللہ تعالیٰ نے زمین میرے تابع کر دی ہے اور یہ میرے لئے ایک تھال کی مانند ہے جو تم میں کسی ایک کے سامنے رکھ دیا جائے اور وہ اس کے اطراف سے جہاں سے چاہے تناول کر لے تو دنیا میرے لئے اسی طرح ہے۔ (ص 74 الحبائک فی اخبار الملائک)

8۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام میں بہت زیادہ غیرت تھی یہ جب گھر سے باہر نکلتے تو دروازے بند کر دیئے جاتے پھر کوئی ان کے لوٹنے تک گھر میں داخل نہ ہو سکتا تھا پس وہ ایک روز گئے اور واپس آئے تو ایک آدمی کو گھر میں کھڑا پایا تو اسے فرمایا تم کون ہو اس نے جواب دیا میں وہ ہوں کہ بادشاہوں سے بھی نہیں ڈرتا اور مجھے پردے بھی نہیں روک سکتے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی قسم پھر تو ملک الموت ہے اللہ کے حکم کے ساتھ خوش آمدید پھر حضرت داؤد علیہ السلام کمرے میں چلے گئے اور ان کی روح قبض کر لی گئی۔ (ص 8 / 206 مجمع الزوائد)

حضرت میکائیل علیہ السلام کا ذکر

1۔ جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو کہتا سبحان ربی الاعلیٰ اور یہ کلمہ سب سے پہلے میکائیل علیہ السلام نے کہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین علیہ السلام سے اس کلمہ کے ثواب کے بارے میں دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کی جب بندہ مومن مرد یا عورت اس کلمہ کو سجدے یا اس کے علاوہ کہتا ہے تو اس کا وزن عرش و کرسی اور دنیا کے تمام پہاڑوں سے زیادہ ہو جاتا ہے اور خدا فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا ہے میں ہر چیز سے بلند ہوں اور میرے اوپر کوئی چیز نہیں اے فرشتو گواہ ہو جاؤ میں نے اسے بخش دیا جب یہ بندہ مرتا ہے تو حضرت میکائل علیہ السلام روزانہ اس کی زیارت کرتا ہے اور قیامت کے دن اسے اٹھا کر خدا کے سامنے لائے گا اور اس کی شفاعت کرے گا خدا فرمائیگا میں نے تیری شفاعت اس کے حق میں قبول کی اسے جنت میں لے جاؤ۔ (تفسیر قرطبی ص 20/14)

2۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں سے میری مدد فرمائی ہے دو آسمانوں میں جبریل اور میکائیل علیہ السلام اور دو زمین میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

(ص 51 الحبائک فی اخبار الملائک)

3۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران بدر کے بارے میں صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں ان میں بعض آپ کے عزیز و اقارب ہیں ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دیں شاید ان میں کوئی مسلمان ہو جائے لیکن فاروق اعظم نے عرض کی یہ اسلام کے دشمن ہے ان لوگوں نے آپ کو جھٹلایا ہے آپ کو اپنے وطن سے نکالا ہے ان کو قتل کر دیا جائے اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ بعض لوگوں کے دل روئی سے بھی زیادہ نرم کر دیتا ہے اور بعض کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت کر دیتا ہے پھر آپ نے فرمایا اے صدیق رضی اللہ عنہ تمہاری مثال فرشتوں میں حضرت میکائیل علیہ السلام کی طرح جو مجرموں کے بارے میں شفیق اور مہربان ہوتا ہے اور اے عمر رضی اللہ عنہ تمہاری مثال جبریل علیہ السلام کی طرح ہے جو خدا کے دشمنوں پر خدا کا عذاب نازل کرتا ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کا ذکر

1۔ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام کا معنی عبداللہ ہے اور میکائیل علیہ السلام کا معنی عبید اللہ ہے اور اسرافیل علیہ السلام کا معنی عبدالرحمن ہے ہزوہ جوایل: کے ساتھ منسلک ہو وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہے۔ (ص 8/165 فتح الباری)

2۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اس کی اصلی صورت میں دو دفعہ دیکھا پہلی مرتبہ تو اس وقت جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تمہاری اصلی صورت میں تمہیں دیکھوں انہوں نے عرض کی کیا آپ اس کو پسند فرماتے ہیں فرمایا ہاں تو انہوں نے عرض کی آپ بقیع غرقد میں فلاں تاریخ کو مجھ سے ملاقات کریں پس آپ حسب وعدہ تشریف لے گئے تو جبریل علیہ السلام نے اپنے پروں میں سے ایک پر کو پھیلایا تو اس نے آسمان کا افق بھر دیا یہاں تک کہ آسمان کی کوئی چیز نظر نہ آتی تھی اور دوسری مرتبہ سدرۃ المنتھیٰ کے پاس معراج کی رات دیکھا تھا۔

(ص 34۔33 الحبائک فی اخبار الملائک)

3۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے چھ سو پر ہیں جو موتی کے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام نے ان پروں کو مور کی طرح پھیلایا اور ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ ایک تیز رفتار پرندہ پانچ سو سال کے سفر کے برابر اڑے تو پھر طے کرے۔

(ص 35 الحبائک فی اخبار الملائک)

4۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام بندوں کی ضروریات کے کفیل ہیں جب کوئی مومن بندہ دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جبریل علیہ السلام میرے بندے کی ضرورت کو روک لے کیونکہ میں اسے بھی

پسند کرتا ہوں اور اس کی آواز کو بھی پسند کرتا ہوں اور جب کوئی کافر پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جبریل علیہ السلام میرے بندے کی ضرورت پوری کردے کیونکہ میں اس سے بھی نفرت کرتا ہوں اور اس کی آواز سے بھی نفرت کرتا ہوں۔ (درمنثور ص 1 ر 92)

جن مومنوں کی دعائیں بار بار کرنے سے بھی پوری نہیں ہوتیں وہ اس حدیث سے اپنے دل مطمئن فرمائیں کیونکہ مومن کی دعا کا دیر میں قبول ہونا اس مومن کی قبولیت کی دلیل ہے اور مومن کا دربار خداوندی میں قبول ہوجانا ہی بڑی بات ہے۔

5۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس صورت میں جبریل علیہ السلام میرے پاس آیا کرتے تھے اس سے بھی حسین صورت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو میرے پاس نازل فرمایا پس جبریل علیہ السلام نے بتایا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اللہ آپ کو سلام فرماتا ہے اور آپ کے لئے یہ بھی فرماتا ہے کہ میں نے دنیا کی طرف وحی کی ہے کہ تو میرے دوستوں کے لئے کڑوی، بدمزہ، تنگ اور سخت ہوجا تاکہ وہ میری ملاقات کو پسند کریں اور میرے دشمنوں کے لئے آسان، کشادہ اور دل پسند ہوجا تاکہ وہ میری ملاقات کرنا پسند نہ کریں میں نے اس کو اپنے اولیاء کے لئے جیل اور دشمنوں کے لئے راحت بنایا ہے۔ (ص 6110 کنز العمال)

6۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یمن کا ایک گنجا بھینگا کوتا گردن ٹیڑھے پاؤں والا چھوٹے کانوں والا بائیں ہاتھ سے کام کرنے والا دبلا پتلا قدم کے اگلے حصہ کا قریب والا ایڑیوں کی دوری والا آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتلائیں اللہ نے مجھ پر کیا فرض کیا جب آپ نے ارشاد فرمایا تو اس نے کہا میں اللہ کے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ اس فریضہ میں کوئی اضافہ نہ کروں گا یعنی میں نفلی عبادت نہ کروں گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیوں عرض کی اس نے مجھے پیدا کیا میری شکل کو بگاڑ دیا یہ بات کہنے کے بعد وہ جانے لگا تو آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ

ناراضگی کا اظہار کرنیوالا کہاں ہے جس نے اپنے پروردگار پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ اللہ نے اس کی ناز بھری ناراضگی کو قبول فرمالیا ہے پھر نبی کریم ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا تم اس سے کہہ دو کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تجھے حضرت جبریل علیہ السلام کی صورت میں زندہ فرمائے گا وہ راضی ہو گیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اب تو میں اللہ سے معاہدہ کرتا ہوں کہ وہ مجھ پر جو حکم بھی فرمائے گا میں پورا کروں گا۔ (ص 44 الحبائک فی اخبار الملائک)

7۔ امام غزالی نے لکھا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام پر بارہ مرتبہ نازل ہوئے حضرت ادریس علیہ السلام پر چار مرتبہ نازل ہوئے۔ حضرت نوح علیہ السلام پر پچاس مرتبہ نازل ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بیالیس مرتبہ نازل ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر چار سو مرتبہ نازل ہوئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تیرہ مرتبہ نازل ہوئے اور حضرت محمد ﷺ پر بیس ہزار مرتبہ نازل ہوئے۔ (ص 229 احسن القصص)

لیکن علامہ بنہانی نے لکھا ہے کہ جبریل امین علیہ السلام حضور علیہ السلام پر چوبیس ہزار مرتبہ نازل ہوئے۔ (ص 2/ 333 جواہر البحار)

قرآن مجید میں ذکر جبریل علیہ السلام

قرآن پاک میں حضرت جبریل علیہ السلام کا نام صراحت کے ساتھ تین مقامات پر آیا ہے خدا فرماتا ہے۔

1۔ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ

تم فرمادو جو کوئی جبریل کا دشمن ہے تو اس (جبریل) نے تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا۔

2۔ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔

جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔

3۔ وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ۔

اور اگر ان پر زور باندھو تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

اور کچھ مقامات ایسے ہیں جہاں جبریل کا ذکر بطور تعظیم جمع کے ساتھ آیا ہے مثلاً۔

1۔ فَنَادَتْهُ الْمَلٰئِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ۔

تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔

یہاں ملائکہ سے مراد حضرت جبریل امین ہیں۔ (ص 395/3 جواہر البحار)

2۔ وَإِذْ قَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ۔

اور جب فرشتوں نے کہا مریم بے شک اللہ نے تجھے چن لیا۔

3۔ إِذْ قَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ۔

اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمے کی۔

ان دونوں آیات میں ملائکہ سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ (ص 3/ 395 جواہر البحار)

اور بعض مقامات پر حضرت جبریل علیہ السلام کا ذکر لفظ "روح" کے ساتھ آیا ہے۔ مثلاً

1۔ تَعْرُجُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوْحُ إِلَيْهِ۔

فرشتے اور جبریل اس کی طرف عروج کرتے ہیں۔

2۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ۔

اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے۔

3۔ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا۔

ہم نے مریم کی طرف اپنے جبریل کو بھیجا۔

4۔ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ

تم فرماؤ اسے پاکیزگی کی روح نے تیرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ اتارا تھا۔

5۔ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

اور ہم نے پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی۔

6۔ إِذْ أَيَّدتُّكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ

اور جب میں نے پاکیزہ روح سے تیری مدد کی۔

7۔ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ

پاکیزہ روح نے تیرے رب کی طرف سے اسے نازل کیا۔

8۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ

اسے روح الامین لے کر اترا تمہارے دل پر۔

ان آیات میں روح قدس اور روح الامین سے مراد حضرت جبریل امین علیہ السلام ہیں۔

(ص 395/3 جواہر البحار)

خدا تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کی چند صفات یوں بیان فرمائی ہیں ارشاد باری ہے۔

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ. مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ

بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قوت والا ہے مالک عرش کے حضور عزت والا ہے اس آیت میں حضرت جبریل امین علیہ السلام کی سات صفات بیان ہوئی ہیں اور وہ یہ ہیں رسالت کرامت، قوت، قربت، مرتبہ، ملائکہ کا ان کی اطاعت کرنا اور آپ کا امین ہونا۔ (ص 395/3 جواہر البحار)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب فرشتوں سے افضل حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ (ص198/8 مجمع الزوائد)

عمدۃ المحققین حضرت علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی بغدادی نے فرمایا

وانا اقول بالافضلیت ولیس عندی اقوی دلیلا علیہا من مزید صحبتہ لحبیب الحق بالاتفاق وسید الخلق علی الاطلاق ﷺ و کثرت نصرتہ وحبہ لہ ولامتہ۔

میں جبریل علیہ السلام کی افضلیت کا قائل ہوں اور میرے نزدیک اس پر اس سے زیادہ قوی دلیل اور کوئی نہیں کہ جبریل علیہ السلام کو حبیب الحق بالاتفاق اور سید الخلق علی الاطلاق کی صحبت کا زیادہ شرف حاصل ہوا آپ نے حضور کی خدمت بہت کی اور آپ حضور کو صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے ساتھ محبت تھی۔

علاوہ ازیں علامہ مذکور نے ایک دلیل یہ بھی بیان فرمائی ہے خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن حکیم میں جتنی تعریف حضرت جبریل علیہ السلام کی بیان کی ہے اتنی تعریف کسی اور فرشتے کی بیان نہ فرمائی نہ میکائیل علیہ السلام نہ اسرافیل علیہ السلام اور نہ ہی عزرائیل علیہ السلام کی۔

اور جگہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام سرور کونین پر وحی اور علم لے کر نازل ہوتے رہے اور یہ دونوں چیزیں روح کی غذا ہیں اور حضرت میکائیل علیہ السلام کے ذمے ہے نباتات اگانا اور بارش برسانا اور یہ چیزیں بدن کی غذا ہیں اور روح کی غذا بدن کی غذا سے افضل ہے لہذا حضرت جبریل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام سے افضل ہیں۔ (ص334/1 روح المعانی)

امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ

حضرت وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تمام فرشتوں میں سے جن کو سب سے زیادہ خدا کی بارگاہ کا قرب حاصل ہے وہ حضرت جبریل علیہ السلام ہیں اور ان کے بعد مقام قرب حضرت میکائیل علیہ السلام کو حاصل ہے۔ (ص94/1 درمنثور)

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ چونکہ سب سے زیادہ خدا کی بارگاہ کا قرب حضرت جبریل علیہ السلام کو حاصل لہذا آپ تمام فرشتوں سے افضل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے فرمایا۔جبریل علیہ السلام مجھے یقین ہے کہ تمہارے نزدیک میری بڑی شان ہے عرض کی بے شک قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپ مجھے تمام نبیوں سے زیادہ محبوب ہیں۔

(ص46 الحبائک فی اخبار الملائک)

جس طرح تمام صحابہ میں سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت تھی اس لئے تمام صحابہ سے افضل ہوگئے اسی طرح تمام فرشتوں میں سے جبریل علیہ السلام کو آپ سے زیادہ محبت تھی اور اس بناپر آپ تمام فرشتوں سے افضل قرار پاگئے۔

علامہ محمد بن عبدالباقی نے لکھا ہے

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنیوالے حضرت جبریل علیہ السلام ہیں اس کے بعد حضرت میکائل علیہ السلام پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام اور پھر حضرت عزرائیل۔ (ص51/1 زرقانی)

جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سب سے پہلے خدا کے ارشاد کی تعمیل حضرت جبریل امین علیہ السلام نے کی اس لئے آپ تمام فرشتوں سے افضل ہوگئے۔

باب دوم

باب الخذمت

اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ
حضرت جبریل علیہ السلام خادم مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

حضرت جبریل علیہ السلام خادم مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت جبریل امین علیہ السلام ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم ہیں اس کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ جب سورہ تبت یدا ابی لھب نازل ہوئی تو ام جمیل عوراء بنت حرب ابولہب کی بیوی ایک پتھر لے کر آئی اور اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد حرام میں تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ام جمیل کو دیکھا تو عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام جمیل آگئی ہے۔ یہ بڑی بدزبان عورت ہے۔ یہ آپ کو دیکھ لے گی آپ نے فرمایا وہ مجھ کو ہرگز نہ دیکھ سکے گی آپ نے قرآن پڑھا۔

وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ

ام جمیل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کھڑی ہوگئی اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا اس نے کہا اے صدیق تمہارے صاحب نے میری اور میرے خاوند کی ہجو کی ہے مجھے یہی خبر پہنچی ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے رب البیت کی اس نے تمہاری ہجو نہیں کی واللہ آپ نہ تو شعر کہتے ہیں اور نہ شعر پڑھتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم عوراء سے پوچھو تم میرے پاس کسی کو دیکھ رہی ہو وہ مجھ کو ہرگز نہ دیکھ پائے گی میرے اور اس کے درمیان حجاب کر دیا گیا ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عوراء سے پوچھا اس نے کہا کیا تم مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ واللہ میں تمہارے پاس کسی کو نہیں دیکھتی پھر وہ چلی گئی ایک روایت میں یوں آیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام جمیل آپ کو نہ دیکھ سکی آپ نے فرمایا اس کے اور میرے درمیان جبریل علیہ السلام حائل ہوگئے تھے۔

(ص 561/2 کنز العمال)(ص 33/1 مسند ابی یعلی)(330/1 خصائص کبریٰ)

اس حدیث میں خدمت کا پہلو یہ ہے کہ جبریل امین علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے پروں میں چھپالیا نہ تو وہ آپ کو دیکھ سکی اور نہ ہی آپ کا صدیق سے کلام سن سکی اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اپنا برا ارادہ پورا کرنے کی کوشش کرتی اور پتھر سے آپ کو اذیت دینے کی کوشش کرتی لیکن حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو اپنے پروں میں لے کر اس کا ناپاک منصوبہ ناکام بنا دیا۔

محمد کا اعلیٰ مقام اللہ اللہ

ہے جبریل ان کا غلام اللہ اللہ

2۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو جہل نے کہا اے گروہ قریش محمد ﷺ جو شے لائے ہیں تم دیکھتے ہو وہ تمہارے دین میں عیب نکالتے ہیں اور ہمارے باپ دادا کو برا کہتے ہیں اور ہمیں بے عقل سمجھتے ہیں اور ہمارے معبودوں کو گالیاں نکالتے ہیں اور میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کل میں محمد ﷺ کیلئے ایک پتھر لے کر بیٹھوں گا جس وقت وہ نماز میں سجدے کی حالت میں ہوں گے اس پتھر سے ان کا سر کچل دوں گا۔ اس کے بعد بنو عبد مناف جو چاہیں کر لیں جس وقت ابو جہل صبح کو اٹھا وہ ایک پتھر لے کر بیٹھ گیا۔ نبی کریم ﷺ نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور قریش بھی اپنی اپنی مجلس میں بیٹھ گئے وہ دیکھ رہے تھے کہ جب رسول خدا نے سجدہ کیا تو ابو جہل پتھر لے کر آپ کی طرف آیا لیکن جب آپ کے قریب پہنچا تو بدحواس ہو کر پیچھے بھاگا اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا خوفزدہ ہو گیا اس کے دونوں ہاتھ پتھر پر خشک ہو گئے اس نے پتھر کو ہاتھ سے رکھ دیا اور قریش کے مرد ابو جہل کے پاس آئے اور انہوں نے پوچھا تجھے کیا ہو گیا تھا ابو جہل نے کہا جب میں پتھر لے کر آپ کے قریب ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک نر اونٹ ہے جس کی گردن کی جڑ اور اس کی کھوپڑی بہت بڑی تھی۔ دانت لمبے لمبے تھے اس اونٹ نے مجھے کھانے کا ارادہ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے اگر ابو جہل میرے قریب آتا تو وہ اس کو پکڑ لیتا۔ (ص 327/1 خصائص کبریٰ) (190/2 دلائل النبوت)

اس حدیث میں خدمت کا یہ پہلو ہے کہ جب ابو جہل نے آپ کو پتھر مارنا چاہا تو حضرت جبریل امین علیہ السلام نے ایک خوفناک اونٹ کی شکل اختیار کر کے آپ کی حفاظت کی اور اس ناپاک انسان کے ناپاک منصوبے کو خاک میں ملا دیا۔

تیرے رتبے میں جس نے چون چرا کی
نہ سمجھا وہ بدبخت رتبہ خدا کا

3۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کی غطفان کی ایک جماعت نے ذی امر میں جمع ہو کر یہ ارادہ کیا ہے کہ رسول خدا کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیں انکا سردار دعثور بن حارث ہے یہ خبر سن کر حضور چار سو آدمیوں کا لشکر لے کر ان کی طرف نکلے آپکے ساتھ گھوڑے بھی تھے جب ان لوگوں نے آپ کے لشکر کو دیکھا تو وہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے اور رسول خدا مقام ذی امر میں اتر پڑے اور وہاں پر اپنا لشکر جمع کیا یہاں پر کثرت سے بارش ہوئی۔ نبی کریم ﷺ اپنی حاجت کے لئے وہاں سے دور نکل گئے آپ کے کپڑے بھیگ گئے مقام ذی امر کا صحرا آپ اور آپ کے صحابہ کے درمیان حائل ہو گیا آپ نے کپڑے اتار کر ایک درخت پر ڈال دیا تاکہ خشک ہو جائیں پھر آپ اس درخت کے نیچے لیٹ گئے اور وہ سب دیہاتی پہاڑ پر سے آپ کو دیکھ رہے تھے ان لوگوں نے اپنے سردار دعثور سے کہا تیرے لئے بڑا سنہری موقع ہے حضرت محمد ﷺ اپنے صحابہ سے تنہا ہو گئے ہیں اگر محمد ﷺ ان سے فریاد بھی کریگا تو اس کی فریاد کو نہیں پہنچ سکیں گے جا اس کو قتل کر دے اس نے ایک بہترین تلوار کا انتخاب کیا اور آ کر آپ کے پاس کھڑا ہو گیا اس نے کہا اے محمد میرے ہاتھ سے تجھے کون بچا سکے گا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بچائے گا۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام آئے اور آپ نے دعثور کے سینے پر ہاتھ مارا اور اس کو پیچھے دھکیل دیا اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ رسول اللہ ﷺ نے تلوار اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا تجھے کون بچائے گا اس نے کہا کوئی نہیں بچا سکتا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ لا الہ

الا اللہ وان محمدا رسول اللہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کے خلاف کوئی جماعت جمع نہ کروں گا۔ آپ نے دعثور کی تلوار اس کو واپس کر دی پھر اس نے آپ سے کہا آپ مجھ سے اچھے ہیں آپ نے فرمایا میں یقینا تجھ سے اچھا ہوں پھر دعثور اپنی قوم کے پاس آیا قوم نے کہا تجھے کیا ہو گیا تو نے قتل کیوں نہ کیا تیرے ہاتھ میں تلوار تھی دعثور نے کہا واللہ میں نے ایک گورے رنگ کے دراز قد مرد کو دیکھا اس نے میرے سینے پر دھکا دیا میں چت گر پڑا میں نے پہنچان لیا کہ وہ فرشتہ ہے اور میں نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں پھر اس نے اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلایا۔ (ص 561/1 خصائص کبریٰ)

اس حدیث میں خدمت کا پہلو یہ ہے کہ جب دعثور نبی کریم ﷺ کے دشمن کی حیثیت سے ایک تیز دھار تلوار لے کر آپ پر حملہ آور ہوا اور آپ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے مددگار بن کر تشریف لائے اور دعثور کو دھکا دے کر گرا دیا اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی جس پر نبی کریم ﷺ نے قبضہ کر لیا اور اس طرح دعثور اپنے برے ارادے میں بری طرح ناکام ہو گیا پھر وہ بت پرست نبی کا غلام بن گیا۔

محمد زور معبودان باطل توڑنے والا
محمد آدمی کا رشتہ حق سے جوڑنے والا

4۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تبوک کے میدان میں جبریل امین علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یا محمد ﷺ معاویہ بن معاویہ مزنی کا جنازہ تیار ہے آپ ان پر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور جبریل امین علیہ السلام ستر ہزار فرشتے لے کر نازل ہوئے انہوں نے پہاڑوں پر اپنا پر مارا وہ جھک گئے اور زمین پر پَر مارا وہ بھی جھک گئی یہاں تک کہ رسول خدا نے مکہ کو بھی دیکھا اور مدینہ کو بھی دیکھا۔ رسول خدا ﷺ جبریل علیہ السلام اور فرشتوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ جب نبی کریم ﷺ

جنازہ سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے جبریل علیہ السلام معاویہ بن معاویہ مزنی کو یہ مقام کیسے ملا عرض کی یہ اٹھتے بیٹھتے پیدل چلتے اور سواری پر ہر حال میں قل شریف پڑھتے رہتے تھے۔

(ص560/5 طبرانی اوسط)

ایک اور روایت میں ہے میدان تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے آفتاب بڑی تیز شعاعوں نور اور چمک کے ساتھ طلوع ہوا کہ اس سے پہلے کبھی اتنی تیز روشنی کے ساتھ طلوع نہ ہوا تھا۔ جبریل امین علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان سے دریافت فرمایا آج سورج اتنی تیز روشنی سے طلوع ہوا ہے کہ پہلے کبھی اتنی تیز روشنی سے طلوع نہیں ہوا عرض کی اس کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں معاویہ بن معاویہ مزنی نے وفات پائی ہے اور خدا نے ان کی نماز جنازہ کے لئے ستر ہزار فرشتے نازل کئے ہیں آپ نے اس کی وجہ دریافت فرمائی عرض کی وہ رات دن چلتے پھرتے کثرت سے قل ھو اللہ پڑھا کرتے تھے کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کیلئے زمین سمیٹ دوں تا کہ آپ نماز جنازہ پڑھ لیں فرمایا ہاں پھر آپ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔ (245/5 دلائل النبوت)

ایک روایت میں کہ جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاویہ بن معاویہ کا انتقال ہو گیا ہے کیا آپ ان کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں فرمایا ہاں جبریل علیہ السلام نے پَر مارا درخت اور ٹیلے جھک گئے۔ (ص601/1 کنز العمال)

ان احادیث میں خدمت کا پہلو یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام نے اپنا پَر پہاڑوں درختوں اور ریت کے ٹیلوں پر مارا وہ جھک گئے اور معاویہ بن معاویہ مزنی کا جنازہ آپ کے سامنے آ گیا اور آپ نے ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

مکان عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمان سرائے محمد

5۔ علامہ محمد بن یعقوب شیرازی نے لکھا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی عمر سات سال کی ہوئی تو آپ کے دادا عبدالمطلب کی وفات ہوگئی اور ابو طالب آپ کے کفیل ہوئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا اے اسرافیل علیہ السلام میرے محبوب کی خدمت میں رہا کرو چنانچہ حضرت اسرافیل علیہ السلام گیارہ سال کی عمر تک آپ کی خدمت میں رہے پھر حضرت جبریل امین علیہ السلام کو حکم ہوا اور وہ ستائیس سال کی عمر تک آپ کی خدمت میں رہے لیکن انہوں نے اپنے آپ کو ظاہر نہیں کیا۔ (ص 1/5 سفر السعادت)

اس حدیث میں خدمت کا پہلو یہ ہے کہ اسرافیل علیہ السلام نے چار سال، جبریل علیہ السلام نے سولہ سال نبی کریم ﷺ کی خدمت کی۔

6۔ جب حضرت سلمان فارسی ایمان لانے کیلئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ایک تاجر یہودی کو بطور ترجمان بلایا یہ عربی اور فارسی دونوں زبانوں پر عبور رکھتا تھا حضرت سلمان رسول خدا ﷺ کی تعریف اور توصیف بیان کرتے رہے اور یہودیوں کی مذمت بیان کرتے رہے مگر یہودی ترجمان نے آپ کے محامد و محاسن کو سب و شتم میں بدل کر کہا یا رسول ﷺ یہ آپ کو گالیاں دیتا ہے آپ نے فرمایا یہ فارس سے آیا ہے اسے کیا تکلیف پہنچی ہے جو مجھے گالیاں دیتا اس وقت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت سلمان کی گفتگو کا ترجمہ عربی میں کیا چنانچہ نبی کریم ﷺ نے سارا ترجمہ یہودی کو سنایا یہودی سٹپٹایا اور کہنے لگا جب آپ فارسی ترجمہ جانتے تھے تو مجھے کیوں ترجمان بنایا آپ نے فرمایا مجھے جبریل علیہ السلام نے آگاہ کر دیا ہے یہودی نے فوراً کہا یا رسول اللہ ﷺ اس سے قبل میں آپ پر اتہام و بہتان باندھتا تھا مگر اب میرا ایمان ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا سلمان کو عربی زبان سکھا دو۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ سلمان سے کہہ کہ آنکھیں بند

کر کے منہ کھول دیں انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جبریل علیہ السلام نے سلمان کے منہ میں تھوک دیا انہوں نے فصیح عربی بولنا شروع کر دی۔ (ص 120 شواہد النبوت)

اس حدیث میں خدمت کا پہلو یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام نے سلمان کی گفتگو کا درست ترجمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تا کہ آپ کو اصل حقیقت معلوم ہو جائے نیز جبریل علیہ السلام نے آپ کے ارشاد کے مطابق حضرت سلمان کو عربی زبان سکھا دی اور اپنی خادمانہ حیثیت ظاہر فرمائی۔

7۔ پانچ مشرک تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برا مذاق کرتے تھے ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث، اسود بن المطلب، حارث بن عیطل اور عاص بن وائل، حضرت جبریل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے شکایت کی جبریل علیہ السلام نے ولید کی شہ رگ کی طرف اشارہ کیا آپ نے جبریل علیہ السلام کو اسود بن المطلب دکھایا جبریل علیہ السلام اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا تم نے یہ کیا کیا جبریل علیہ السلام نے کہا میں نے اس کو کفایت کی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو اسود بن عبد یغوث دکھایا حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا تم نے کیا کیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا میں نے اس کو کفایت کی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو حارث دکھایا۔ جبریل علیہ السلام نے اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا تم نے کیا کیا عرض کی میں نے اس کو کفایت کی پھر عاص بن وائل آپ کے پاس گزرا۔ جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے تلوے کی طرف اشارہ کیا آپ نے جبریل علیہ السلام س پوچھا تم نے کیا کیا اس نے کہا میں نے اس کو کفایت کی پھر ان گستاخاں رسول کو یہ واقعات پیش آئے کہ ولید کی طرف سے بنی خزرعہ کا ایک آدمی گزرا وہ اپنے تیر کو پَر لگا رہا تھا وہ تیر ولید کی شہ رگ پر لگا اور اس کی شہ رگ کو کاٹ ڈالا اسود بن المطلب ایک کیکر کے نیچے اترا اور اپنے بیٹوں سے کہنے لگا تم مجھ سے دفع نہ کرو گے اس کے بیٹوں نے پوچھا کس چیز کو دفع کریں ہم تو کسی چیز کو نہیں دیکھتے وہ کہتا تھا

میں ہلاک ہو گیا میری آنکھ میں کانٹا چبھ گیا ہے وہ یہی کہتا رہا یہاں تک کہ اس کی دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں اور اسود بن عبد یغوث کے سر میں زخم ہوا جس کی وجہ سے وہ واصل جہنم ہو گیا ۔حارث کے پیٹ میں زرد پانی پیدا ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ پانی اس کے منہ سے نکلا اس سے وہ مر گیا عاص گدھے پر سوار ہو کر طائف کی طرف گیا راستے میں ایک جگہ اترا ایک کانٹا اس کے تلوے میں لگا جس سے وہ مر گیا۔ (ص 388/1 خصائص کبریٰ)

اس حدیث میں خدمت کا پہلو یہ ہے کہ جبریل امین علیہ السلام نے ان گستاخان رسول کے انجام کی طرف اشارہ کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے یہ گستاخ اپنے انجام کو پہنچے اور واصل جہنم۔

وہ کہ اس در کا ہوا خلق اس کی ہوئی

وہ کہ اس در سے پھر اللہ اس سے پھر گیا

8۔ جب مکہ فتح ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دو انہوں نے ارشاد کی تعمیل کی جب مشرکین نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کی آواز سنی تو خالد بن سید عتاب بن اسید، حارث بن ہشام اور حکم بن العاص نے یا وہ گوئی کی اس پر جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور وہ جو کچھ ان لوگوں نے کہا تھا اور بکواس کی تھی سب کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا اور جس نے جو کچھ کہا تھا سب کی خبر دی اور یہ بات چند لوگوں کے مسلمان ہونے کا سبب بنی مثلاً جیسے حارث بن ہشام، عتاب بن اسید۔

(ص 352/2 مدارج النبوت)

اس حدیث میں خدمت جبریل علیہ السلام کا پہلو یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام ان کے بکواسات کی خبر دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا کر ان کو اس بات سے آگاہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ دیکھ کر ان میں کچھ لوگ مخلص مومن بن گئے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔

9۔ معراج کی رات جبریل امین علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خدمات سرانجام دیں ان

میں چند ایک حسب ذیل ہیں۔

ا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے سیر کرائی گئی تو جبریل امین علیہ السلام اس چٹان کے پاس آئے جو بیت المقدس میں ہے پس اس میں اپنی انگلی رکھ کر اس میں سوراخ کیا اور اس کے ساتھ براق باندھا۔

ب۔ حضرت داتا صاحب نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "کشف المحجوب" میں فرماتے ہیں جبریل علیہ السلام نے ہزاروں سال ایک خلعت کی انتظار میں عبادت کی اور یہ خلعت شب معراج حضور ﷺ کے ساتھ خدمت گزار کے طور پر رفاقت کا شرف تھا۔ حتیٰ کی جبریل علیہ السلام نے اس رات آپ کی سواری کی خدمت۔ (ص 429 اردو الیواقیت)

ج۔ معراج کی رات حضرت جبریل امین علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ براق پر سوار ہو جایئے پس آپ سوار ہوئے اور جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ کو لے کر محو پرواز ہوئے اور فضا کو چیرتا گیا آپ ﷺ کو پیاس لگی اور پانی کی ضرورت محسوس ہوئی تو جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس دو برتن لائے ایک میں دودھ دوسرے میں شراب اور یہ شراب کی حرمت سے پہلے کا واقعہ ہے پس دونوں برتن آپکی خدمت میں پیش کئے گئے آپ نے دودھ والا پیالہ پکڑ لیا۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپ نے فطرت کو پسند فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے آپ کی امت کو درست رکھے۔

(ص 430 الیواقیت والجواھر)

د۔ معراج کی رات حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آپ کی رکاب تھامی اور میکائیل علیہ السلام نے لگام پکڑی۔

10۔ روایت ہے کہ کفار مکہ حضور ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنا رہے تھے اچانک ابلیس لعین آ گیا اور بولا محمد کا نگہبان خدا ہے تم ان کو قتل نہیں کر سکتے البتہ میں تجھے ایک تجویز دوں گا۔ ابلیس

نے ابو جہل سے کہا تم اپنے بت کو محمد کے روبرو رکھ کر سجدہ کرو ہو سکتا ہے تمہارا بت محمد کے بارے میں اظہار خیال کرے اور یہ بات محمد کے قتل سے بھی زیادہ اذیت ناک ہے۔ابو جہل کا بت جواہرات سے مرصع تھا اس نے بت اٹھایا اور حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیا اس وقت آپ حرم شریف میں تشریف فرما تھے۔ابو جہل نے بت کو سجدہ کر کے کہا۔اے میرے معبود میں تیری عبادت کرتا ہوں اور محمد تمہاری تکذیب کرتا ہے تم محمد کی توہین کر کے مجھے خوش کر دو بت حرکت میں آ گیا۔اس نے حضور ﷺ کی شان میں نازیبا باتیں اور گالیاں بکیں۔آپ ﷺ کو سخت صدمہ ہوا۔آپ ﷺ کے شانہ اقدس سے چادر گر پڑی۔آپ ﷺ حزن و ملال میں تھے اور خدیجہ کے گھر آ کر اندر سے دروازہ بند کر لیا۔

تھوڑی دیر گزری تھی دروازے پر دستک ہوئی۔دروازہ کھولا گیا ایک اجنبی جوان اندر آ گیا اس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر حضرت خدیجہ گھبرا گئیں اس جوان نے حضور ﷺ کو سلام کیا۔آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا آپ ﷺ نے پوچھا کون ہو۔عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں جن ہوں فرمایا تم میں کتنی طاقت ہے۔اس نے کہا پہاڑوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک سکتا ہوں آپ ﷺ نے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو۔عرض کی ایک سمندری جزیرہ میں تھا۔حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آ کر مجھ سے کہا فلاں شیطان کو قتل کر دو اس نے ابو جہل کے بت میں داخل ہو کر ہمارے آقا کو گالیاں بکی ہیں۔جبریل علیہ السلام نے مجھے تلوار دی میں مکہ آیا وہ شیطان مکہ میں نہ تھا میں نے اسے تلاش کر کے اس کو قتل کر دیا اور آپ کی خدمت میں آ گیا جن نے عرض کی آپ کل بھی حرم شریف میں تشریف لے جائیں چنانچہ دوسرے دن پھر حرم میں آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ناگاہ ابو جہل بت لے آیا اس نے بت کو حضور ﷺ کے سامنے رکھا اور اس کے سامنے سجدہ کیا اور کہا کل کی طرح آج بھی محمد کو گالیاں دو لیکن بت بولا تو یہ بولا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

میں جھوٹا معبود ہوں اور جو خدا کو چھوڑ کر میری عبادت کرتا ہے وہ نقصان میں اور اس کے لئے جہنم کا دردناک عذاب ہے۔ ابوجہل نے بت کو توڑ کر کہا محمد نے میرے بت پر جادو کر دیا ہے۔ (ص 136 جامع المعجزات)

اس حدیث میں خدمت جبریل علیہ السلام کا پہلو یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام نے اپنے آقا کے گستاخ کو برداشت نہ کیا اور اس وقت تک چین نہیں لیا جب تک اس گستاخ کو واصل جہنم نہیں کر دیا۔

11۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ خندق سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس روز غزوہ بنی قریظہ واقع ہوا۔ سید عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے اور اپنے بدن سے گرد و غبار جھاڑ کر جسم سے ہتھیار اتار کر غسل فرما رہے تھے سر مبارک ایک جانب سے دھو لیا تھا اور دوسری جانب کو ابھی دھویا نہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت سید فاطمہ کے گھر میں تھے چونکہ آپ کی عادت یہ تھی کہ جب غزوہ سے یا کسی سفر سے تشریف لاتے تو پہلے سیدہ فاطمہ کے گھر آتے اور ان کو بوسہ دیتے اچانک ایک شخص نے گھر کے باہر سے سلام کیا حضور علیہ السلام کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے میں بھی ان کے پیچھے دروازہ پر چلی گئی یہ حضرت دحیہ کلبی تھے جن کے چہرے اور سامنے کے دانتوں پر غبار جما ہوا تھا اور سفید اونٹ پر سوار تھے آپ نے اپنی چادر سے ان کا گرد و غبار صاف کیا اور انہوں نے حضور علیہ السلام سے کچھ باتیں کیں جب حضور علیہ السلام گھر میں تشریف لائے فرمایا یہ جبریل علیہ السلام تھے اور انہوں نے مجھے حکم رب پہنچایا ہے کہ میں فوراً بنو قریظہ کی طرف متوجہ ہو جاؤں ایک روایت میں کہ جبریل علیہ السلام نے آکر کہا آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں مگر ہم نے ابھی تک نہیں اتارے۔ اللہ آپ کو حکم دیتا ہے کہ بنو قریظہ کی طرف چلو۔ خدا کی قسم میں جا کر ان کے قلعوں میں تہلکہ ڈالتا ہوں ان میں زلزلہ ڈالتا ہوں اور ان کو پامال کرتا ہوں جس طرح مرغی کے انڈے کو پتھر پر مارتے ہیں۔ جبریل علیہ السلام فرشتوں

کے ساتھ واپس چلے گئے ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گویا میں نے کوچہ بنی غنم میں جبریل علیہ السلام کی سواری کو غبار اڑاتے ہوئے دیکھا۔اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال کو حکم دیا کہ اعلان کردو کہ لوگ اپنی سواریوں پر سوار ہو جائے اور بنو قریظہ میں پہنچنے سے پہلے نماز عصر نہ پڑھیں آپ مسلمانوں کو ساتھ لے کر نکلے ۔دائیں طرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے بائیں جانب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے ۔آگے مہاجر و انصار کے اکابر تھے یہ سب تین ہزار کا لشکر تھا راستے میں بنی نجار کو دیکھا جو سوار ہو کر انتظار میں کھڑے ہیں فرمایا تمہیں ہتھیار پہن کر انتظار کرنے کو کس نے کہا ہے انہوں نے کہا دحیہ کلبی کہہ گئے ہیں فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے۔ (227/2مدارج النبوت)

اس حدیث میں خدمت جبریل علیہ السلام کا پہلو یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام نے کہا میں بنو قریظہ کے قلعوں میں زلزلہ ڈالتا ہوں تا کہ وہ پریشان ہو جائیں اور مسلمان ان کو آسانی سے فتح کر لیں نیز بنی نجار کو مسلح ہو کر تیار رہنے کا حکم دیا تا کہ وہ بھی لشکر اسلام شامل ہو جائیں اور خدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح سے ہمکنار فرمائے۔

12۔ جب مکہ فتح ہوا تو اس وقت چند بڑے بڑے بت اونچی جگہوں پر نصب تھے اور ایک روایت میں آیا کہ سب سے اونچا ہبل بت تھا۔حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے قدم ناز کو میرے کندھوں پر رکھئے اور ان بتوں کو گرا دیجئے ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تم میں بار نبوت کو اٹھانے کی طاقت نہیں ۔تم میرے کندھوں پر آؤ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش پر آئے اور ان بتوں کو گرا دیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حال میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم خود کو کیسے دیکھتے ہو۔عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسا دیکھتا ہوں کہ گویا تمام حجابات اٹھ گئے ہیں اور میرا سر عرش سے جاملا ہے اور جدھر میں ہاتھ پھیلاؤں وہ چیز میرے ہاتھ آجاتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تمہارا کتنا اچھا وقت ہے کہ تم کار حق ادا کر رہے ہو اور میرا کتنا

مبارک حال ہے کہ میں بار حق اٹھائے ہوئے ہوں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتوں کو نیچے گرا دیا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تو خود کو روش حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کعبہ کے قریب گرا دیا اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب واحترام کی بنا پر تھا جب وہ زمین پر گرے تو تبسم فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہنسنے کی وجہ پوچھی عرض کی میں اس لئے ہنسا کہ میں نے خود کو اتنی دور سے گرایا ہے اور مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں تکلیف کیسے پہنچتی جبکہ تم کو اٹھانے والا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور تمہیں اتارنے والا جبریل علیہ السلام ہو۔ (348/2 مدارج النبوت)

تیرے آنے سے اصنام حرم ٹوٹ گئے
تیرا وہ رعب کہ شہ زوروں کے دم ٹوٹ گئے

تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا
ہو گئیں زندگیاں ختم قلم ٹوٹ گئے

اس حدیث میں خدمت جبریل علیہ السلام کا پہلو یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام نے خادمانہ حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور داماد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش کی بلندی سے بحفاظت نیچے اتار دیا اور ان کو کوئی اذیت نہ آنے دی نہ کوئی تکلیف پہنچنے دی اور حضرت جبریل علیہ السلام کی اس خدمت سے یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔

13۔ محمد بن اسحاق رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ بنی قریظہ کی طرف تشریف لے گئے وہاں جا کر ان کے ایک قلعے کی دیوار کے ساتھ تشریف فرما ہوئے عمرو بن جحاش نے ایک آدمی کو بھیجا کہ جاؤ اوپر سے ایک پتھر گرا دو تا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو جائیں جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے یہودیوں کی اس سازش سے آپ کو خبردار کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کر مدینہ کی طرف تشریف لے گئے۔ (ص 216/3 نسیم الریاض)

14۔ عمرو بن امیہ نے بنی کلاب قبیلہ کے دو آدمیوں کو قتل کر دیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکی دیت

کے بارے میں بنو نضیر کے ہاں تشریف لے گئے وہاں حی بن اخطب نے آپ سے کہا اے محمد تشریف رکھئے تا کہ ہم آپ کی مہمان نوازی کریں اور جو آپ چاہتے ہیں وہ آپ کو عطا کر دیں۔ نبی کریم ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف فرما ہوئے پھر حی بن اخطب نے یہودیوں کے ساتھ مشورہ کیا آپ کو قتل کرنے کا جبریل امین علیہ السلام نے آپ کو ان کے ناپاک منصوبے سے آگاہ کر دیا اس پر آپ اس طرح کھڑے ہوئے جیسے آپ کو طبعی حاجت پیش ہوئی ہو اور آپ چلے یہاں تک کہ آپ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

(ص 217/3 شرح ملا علی قاری)(ص 232/1 شفا شریف)

ان دونوں احادیث میں خدمت جبریل امین علیہ السلام کا پہلو یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو یہودیوں کی ناپاک سازشوں سے خبردار کیا اور آپ کو قتل ہونے سے بچایا اور یہودیوں کو ان کے ناپاک منصوبے میں کامیاب نہ ہونے دیا۔

خدا کا وہ نہیں ہوتا خدا اس کا نہیں ہوتا
جسے آتا نہیں ہونا تمہارا یا رسول اللہ

15۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو مشرکین کا ایک آدمی قلعہ سے نکلا اور اس نے ایک صحابی رسول کو اٹھا لیا تا کہ اسے قلعہ کے اندر لے جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ يَّسْتَنْقِذُهُ وَلَهُ الْجَنَّةُ

جو اس صحابی کو اس کافر سے چھڑائے گا اس کے لئے جنت ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اس کام کے لئے آگے بڑھے رسول خدا ﷺ نے فرمایا جاؤ تمہارے ساتھ جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جا کر ان دونوں کو اٹھا لیا اور لا کر حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ (ص 243/7 ابن عساکر)(ص 20/4 حلیۃ الاولیاء)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مدد کی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس صحابی رسول کو اس کافر کے پنجے سے چھڑانے میں کامیاب ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کو خادمانہ حیثیت سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔

16۔ غزوہ حنین میں مالک بن عوف نے اپنی ایک جماعت کو لشکر اسلام کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا وہ لوگ جب واپس ہوئے تو لرزہ براندام تھے۔ مالک بن عوف نے اس پریشانی کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا کہ ہم جب لشکر اسلام میں پہنچے تو ہم نے سفید پوش لوگوں کو دیکھا جو ابلق گھوڑوں پر سوار تھے جن کی مانند ہم نے کبھی نہ دیکھا تھا اب مناسب یہی ہے کہ ہم یہاں سے لوٹ جائیں اگر ہمارے سپاہیوں نے ان کو دیکھ لیا تو انکی حالت بھی وہی ہو جائے گی جو ہماری ہوئی ہے مالک بن عوف کو یقین نہ آیا اس نے اور لوگوں کو بھیجا انہوں نے بھی آ کر یہی بیان کیا یہ فرشتے تھے جو لشکر اسلام کی مدد کے لئے آئے تھے جس طرح کے بدر میں آئے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ یا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا زمین سے مٹھی بھر خاک دو انہوں نے دی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافروں کی طرف پھینکی اور فرمایا شاھت الوجوہ یہ خاک تمام کافروں کے منہ پر جا پڑی انکی آنکھوں میں جا پڑی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی یا اللہ اپنا وعدہ پورا فرما آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی۔

اللھم لك الحمد والیك المشتکیٰ وانت المستعان وبك المستغاث وعلیك التکلان.

اور پھر فرمایا۔انہزموا ورب محمد
یعنی رب محمد کی قسم کافر بھاگ گئے۔

اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ

کلمات تلقین فرمائے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت تلقین فرمائے تھے جب بنی اسرائیل کے لئے دریائے نیل میں راستہ بنایا گیا۔ (ص 368/2،ص 371/2 مدارج النبوت)

معلوم ہوا جو فرشتے ابلق گھوڑوں پر سوار ہو کر لشکر اسلام کی مدد کو آئے تھے ان میں حضرت جبریل علیہ السلام بھی شامل تھے اور خادمانہ حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت پر مامور تھے۔

17۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ اس وقت بیمار تھے اور آپ کا سر ایک آدمی کی گود میں تھا اور وہ آدمی نہایت حسین و جمیل تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محوخواب تھے جب میں اندر گیا تو اس آدمی نے کہا اپنے چچازاد بھائی کے پاس آجایئے آپ مجھ سے زیادہ حقدار ہیں۔ میں ان دونوں کے قریب ہو گیا وہ آدمی کھڑا ہو گیا اور میں اس کی جگہ بیٹھ گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی جانتے ہو یہ آدمی کون تھا۔ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں میں نہیں جانتا یہ کون تھا فرمایا یہ جبریل امین علیہ السلام تھے یہ میرے ساتھ باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ میری تکلیف دور ہو گئی اور میں اسکی گود میں سر رکھ کر سو گیا۔ (ص 290/2 الریاض لنضرۃ)

اس حدیث میں خدمت جبریل علیہ السلام کا پہلو یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی حالت میں آپ سے کلام کیا اور جبریل علیہ السلام کا یہ کلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سکون اور آرام کا موجب بنا اور آپ خواب استراحت میں جلوہ فرما ہو گئے اور آپ کی تکلیف دور ہو گئی۔

18۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل امین علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جبکہ آپ اہل مکہ کے ظلم وستم کی بنا پر خون آلودہ ہو کر غمگین تھے جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نشانی دکھائی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ جبریل علیہ السلام نے ایک درخت کو دیکھ کر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس درخت کو بلائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا وہ

حاضر خدمت ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔آپ ﷺ اس کو واپسی کا حکم دیں۔آپ ﷺ نے اس کو واپس جانے کا حکم دیا وہ چلا گیا۔آپ نے فرمایا بس یہ کافی ہے۔ (ص1/15 سنن دارمی)

اس حدیث میں خدمت جبریل علیہ السلام کا پہلو یہ ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے دیکھا کہ مشرکین مکہ نے آپ پر ظلم کیا اور دل برداشتہ ہو گئے غمزدہ ہو گئے تو آپ ﷺ کے غم کو دور کرنے کیلئے آپ کو ایک نشانی دکھائی کہ آپ کے اشارے سے ایک درخت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واپس اپنے مقام پر چلا گیا اس نشانی کو دیکھ کر آپ خوش ہو گئے۔

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں
بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے

19۔ مشرکین مکہ نے جب دیکھا کہ صحابہ رفتہ رفتہ ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ بھی آج کل میں جانیوالے ہیں تو مشورہ کیلئے دارالندوہ میں جمع ہوئے۔ ابلیس لعین ایک بوڑھے شخص کی شکل میں نمودار ہوا اور دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔لوگوں نے دریافت کیا تم کون ہو کہا میں نجد کا شیخ ہوں تمہاری گفتگو سننا چاہتا ہوں اور اگر ممکن ہو تو اپنے مشورہ سے تمہاری امداد کروں گا۔لوگوں نے اندر آنے کی اجازت دی۔اب مشورہ شروع ہوا۔کسی نے کہا آپ کو کسی بند کوٹھڑی میں قید کر دیا جائے۔شیخ نجدی نے کہا یہ رائے درست نہیں اس لئے کہ ان کے اصحاب تم پر ٹوٹ پڑیں گے اور ان کو چھڑا کر لے جائیں گے۔کسی نے کہا ان کو جلاوطن کر دیا جائے۔شیخ نجدی نے کہا یہ رائے تو بالکل غلط ہے۔کیا تم انکی شیریں لسانی سے واقف نہیں اگر ان کو یہاں سے نکال دیا گیا تو ممکن ہے دوسرے شہر والے ان کا کلام سن کر ان پر ایمان لے آئیں پھر سب مل کر حملہ آور ہوں۔ابوجہل نے کہا میری رائے یہ ہے کہ نہ تو ان کو قید کیا جائے اور نہ جلا وطن کیا جائے بلکہ ہر قبیلہ سے ایک جوان چنا جائے اور پھر سب مل کر اچانک حملہ کر دیں

اور محمد ﷺ کو قتل کردیں اس پر محمد کا خون قبائل پر تقسیم ہو جائے گا اور بنی عبد مناف تمام قبائل سے لڑ نہ سکیں گے مجبوراً دیت پر معاملہ ختم ہو جائیگا۔ شیخ نجدی نے کہا رائے تو بس یہ ہے تمام حاضرین نے اس رائے پسند کیا۔ (ص1/321 زرقانی)

اور یہ بھی طے پایا کہ یہ کام آج ہی رات کو کر دیا جائے جلسہ برخاست ہوا اور ادھر جبریل امین علیہ السلام وحی ربانی لے کر حاضر ہوئے۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ۔

اور یاد کرو جس وقت کافر تدبیریں کر رہے تھے کہ آپ کو قید کردیں یا قتل کردیں یا نکال دیں اور طرح طرح کے فریب کرتے تھے اور اللہ تدبیر کرتا ہے اور اللہ بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا آج رات آپ اپنی خوابگاہ میں نہ سوئیں۔

(ص1/496 خصائص کبریٰ)

اس حدیث میں خدمت جبریل علیہ السلام کا پہلو یہ ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو کفار کے مکر و فریب اور منصوبے سے آگاہ کیا اور آپ کو قتل ہونے سے محفوظ کیا آپ ان کافروں کے سروں پر خاک ڈالکر سورہ یٰسین پڑھ کر چلے گئے۔

وہ ڈراتا ہوا وحدت کا دم بھرتا ہوا نکلا
تلاوت سورہ یٰسین کی کرتا ہوا نکلا

20۔ جب حضرت خدیجہ نے حضور علیہ السلام کو مال تجارت دیکر میسرہ کے ساتھ ملک شام بھیجا اور تجارتی قافلہ واپس ہوا تو مقام مرالظہر ان پر پہنچا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میسرہ سے کہا جو اس کاروان میں موجود تھے قافلہ کے آنے کی خوشی میں حضور علیہ السلام کو خدیجہ کے پاس بھیج دو میسرہ نے یہ بات منظور کرلی جب آپ کو روانہ کیا تو ابوجہل کہنے لگا یہ تو ابھی بچے ہیں۔ اے میسرہ ایسا نہ

کرو یہ راستہ بھول جائیں گے کسی دوسرے آدمی کو بھیجو اس پر میسرہ نے کہا کیا ہوا۔ عمر میں چھوٹے ہیں عقل میں تو بڑے ہیں چنانچہ آپ روانہ ہو گئے ابھی تھوڑا ہی سفر طے کیا تھا کہ آپ کو اونٹ پر نیند آ گئی اور اونٹ اپنی راہ سے بھٹک گیا۔ خدا نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اونٹ کو مہار پکڑ کر اسے سیدھے راستے پر ڈال دو اور تین دن کی مسافت ایک دن میں طے ہو جائے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ حضور نے میسرہ کا خط حضرت خدیجہ کو پہنچایا اور اسی دن واپس چلے گئے جب قافلہ کے قریب ابو جہل بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا اے میسرہ میری بات تو نے سنی ان سنی کر دی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راہ بھول کر واپس آ گئے ہیں۔ حضرت صدیق اور میسرہ غمزدہ ہو گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قافلہ میں پہنچ کر حضرت خدیجہ کا خط دیا۔ میسرہ نے ابو جہل سے کہا معلوم ہوتا ہے راہ تو بھول گیا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی غلطی نہیں ہو سکتی اس پر ابو جہل شرمندہ ہو گیا۔

(ص 77 شواہد النبوت)

اس حدیث میں خدمت کا پہلو یہ ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آپ کے اونٹ کی مہار پکڑ کر اس کو سیدھے راستے پر ڈال دیا اور تین دن کی مسافت ایک دن میں طے کرا دی۔

21۔ میدان بدر میں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا مانگ کر فارغ ہوئے۔ تو حضور علیہ السلام اپنے قبہ سے باہر تشریف لائے تو صحابہ بہت خوش ہوئے ان کے دل خوشی سے باغ باغ ہو گئے۔

مگر جب کملی والا آ گیا اُٹھ کر مُصلّے سے
خدائی ہو گئی محفوظ شیطانو نکے بلّے سے

صدائے نعرہ تکبیر سے تھرا اُٹھی وادی
کہ امت کے ضعیفوں کی مدد کو آ گیا ہادی

خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمایا اور فرشتوں کے ذریعے لشکرِ اسلام کی امداد فرمائی۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ (القرآن)

جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ایک ہزار فرشتوں کی قطار سے۔

علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے جبریل امین علیہ السلام پانچ سو ملائکہ کے ساتھ میمنہ پر نازل ہوئے اور اس طرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور میکائیل علیہ السلام پانچ سو ملائکہ کے ساتھ میسرہ پر نازل ہوئے اور میسرہ پر علی مرتضی رضی اللہ عنہ تھے۔ ابوجہل نے ابن مسعود سے پوچھا وہ آواز کہاں سے آرہی تھی جو ہم سنتے تھے لیکن آواز والا آدمی نظر نہ آتا تھا اس پر آپ نے فرمایا وہ فرشتوں کی آواز تھی ابوجہل نے کہا فرشتوں نے ہم پر غلبہ حاصل کیا نہ کہ تم نے۔ (ص 15/130 کبیر)

علاوہ ازیں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح البیان کے اندر لکھا ہے کہ بدر کے دن میدان میں جب غازیوں کو پتہ چلا کہ کرز ابن جابر محاربی مشرکین مکہ کی امداد کے لئے ایک بھاری لشکر لے کر آرہا ہے تو مسلمانوں کو پریشانی ہوئی کہ پہلے ہی کفار مسلمانوں سے تین گنا ہیں اور اب ان کو مزید کمک پہنچ رہی ہے اب کیا ہوگا۔ تب حضور علیہ السلام نے فرمایا اے مجاہدو! گھبراؤ نہیں تمہاری کمک آسمان سے آرہی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَن يَكْفِيَكُمْ أَن يُمِدَّكُمْ رَبُّكُم بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنزَلِينَ۔ (قرآن مجید)

جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اُتار کر۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ

تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔

مواہب الدنیہ میں ہے کہ حضرت ربیع بن انس نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے بدر کے دن ایک ہزار ملائکہ سے امداد فرمائی بعد میں وہ تین ہزار کی تعداد میں ہو گئے اس کے بعد ملائکہ پانچ ہزار ہو گئے۔ (ص 129/2 مدارج النبوت)

علاوہ ازیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان تینوں آیات کو باب غزوہ بدر میں ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ایک تین اور پانچ ہزار ملائکہ کی امداد غزوہ بدر میں تھی۔

ابن اسید نے اپنے نابینا ہونے کے بعد کہا اگر میں تم لوگوں کے ساتھ اب بھی بدر میں ہوتا اور میری بینائی ہوتی تو میں تمہیں ان گھاٹیوں کی نشاندہی کرتا جن سے فرشتے نکلے تھے۔

(ص 536/1 خصائص کبریٰ)

حضور علیہ السلام نے بدر کے دن ارشاد فرمایا۔

هٰذَا جِبْرِیْلُ آخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ عَلَیْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ۔ (ص 10/3 بخاری)

یہ جبریل ہیں اپنے گھوڑے کے سر کو پکڑے ہوئے ہیں ان کے جسم پر جنگ کے آلات ہیں۔

جبیر بن مطعم نے کہا قوم کے بھاگنے سے پہلے آدمی لڑ رہے تھے میں نے ایک سیاہ کمبل دیکھا جو آسمان سے آیا وہ کمبل زمین پر گرا میں نے غور سے دیکھا تو وہ سیاہ چونٹیوں کی مثل کوئی چیز تھی۔ جس سے سارا میدان بھر گیا مجھے یقین ہو گیا کہ وہ فرشتے ہیں جن کے نزول کے بعد مشرکین نے راہ فرار اختیار کر لی (ص 174/2 انسان العیون)

بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب کہ میں قلیب بدر کے پاس تھا ایک تند ہوا آئی کہ میں نے اسکی مثل پہلے نہ دیکھی تھی وہ چلی گئی بعد ازاں ایک اور تند ہوا آئی کہ میں نے اس کی مثل کبھی نہ دیکھی مگر وہ جو اس ہوا سے پہلے تھی۔ پھر ایک تند ہوا آئی۔ جو ہوا اول آئی وہ جبرائیل تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ حضور علیہ السلام کے ساتھ رہنے کے لئے آئے

تھے دوسری ہوا میکائیل علیہ السلام تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ حضور علیہ السلام کے داہنی جانب نازل ہوئے اور داہنی جانب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور تیسری ہوا اسرافیل علیہ السلام تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میسرہ سے نازل ہوئے اور اس بائیں جانب میں تھا۔

(ص 1/537 خصائص کبریٰ (ص 1/380 مسند ابی یعلیٰ)

ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے بنی غفار کے ایک آدمی سے روایت کی ہے کہ میں اور میرا چچازاد بھائی بدر میں موجود تھے اور ہم لوگ شرک پر قائم تھے ہم ایک پہاڑ پر چڑھ کر جنگ کا مظاہرہ کر رہے تھے کہ شکست کس کو ہوتی ہے تا کہ لوٹ مار کریں۔ دریں اثنا ایک بادل سامنے سے آیا جب وہ پہاڑ کے قریب ہوا تو ہم نے اس ابر میں سے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سنی کہ ہم نے یہ سنا کہ ایک سوار کہہ رہا ہے اے حیزدم آگے بڑھو اس واقعہ سے میرے ساتھی کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا میں بھی اتنا خوفزدہ ہوا کہ قریب تھا کہ ہلاک ہو جاتا۔ حیزدم جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے۔ (ص 1/536 خصائص کبریٰ)

جب لڑائی شروع ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی یا اللہ اگر کافر غالب آ گئے تو شرک پھیل جائے گا اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اللہ ضرور آپ کی مدد کرے گا اور آپ کو سرخرو کرے گا پس اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتے قطار اندر قطار نازل کئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہیں بشارت ہو یہ جبریل علیہ السلام ہیں زرد عمامے کے ساتھ زمین اور آسمان کے درمیان گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہیں جب نازل ہوئے تو کچھ دیر غائب رہے اور عرض کی آپ کی دعا کی بنا پر آپ کے لئے اللہ کی مدد آئی ہے۔

(ص 3/54 دلائل النبوت)

اس سارے واقعہ میں جبریل علیہ السلام کی خدمت کا پہلو یہ ہے کہ آپ فرشتوں کی فوج لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کے لئے تشریف لائے تھے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

جب میدان احد میں مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور حضور ﷺ کو تنہا چھوڑ گئے اس وقت آپ جوش میں آگئے آپ کی پیشانی سے پسینہ متقاطر ہوا اس حال میں آپ نے حضرت علی المرتضیٰ کو ملاحظہ فرمایا جو آپ کے پہلو میں کھڑے تھے اس وقت کافروں کی ایک ٹولی نے آپ پر حملہ کر دیا اور آپ کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے علی اس ٹولی سے میری حفاظت کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پر سخت حملہ کیا ان کا گھیرا توڑا اور بہت سوں کو واصل جہنم کیا۔

اس نازک مرحلے میں فرشتے بھی حاضر ہوئے تھے۔ حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام دو مردوں کی شکل میں سفید لباس میں ملبوس نبی کریم ﷺ کے دائیں اور بائیں کھڑے تھے اور کافروں کے ساتھ جنگ میں مشغول تھے کیونکہ یہ دونوں مقرب فرشتے آپ کی بارگاہ کے مخصوص خدمت گزاروں میں سے ہیں۔ (ص 166/1 مدارج النبوت)

22۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں براق پر سوار ہوا پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چلے جب پہلے آسمان پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے اس کا دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے انہوں نے کہا جبریل علیہ السلام ہے پھر آسمان کے فرشتے نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے انہوں نے محمد ﷺ پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں کہا گیا انہیں خوش آمدید ہو۔ ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے۔ دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہنچا تو آدم علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے! میں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو۔ صالح بیٹے اور صالح نبی کو۔ پھر جبریل علیہ السلام (میرے ہمراہ) اوپر چڑھے۔ یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور انہوں نے اس کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبریل علیہ السلام۔ دریافت کیا گیا تمہارے

ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ۔ پھر پوچھا گیا کہ وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں۔ اس (دوسرے آسمان کے دربان) نے کہا خوش آمدید ہو۔ ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے۔ یہ کہہ کر دروازہ کھول دیا۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو وہاں یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ملے وہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں آپ انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ ان دونوں نے سلام کا جواب دیا۔ اور کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح کو پھر جبریل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل علیہ السلام دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ محمد ﷺ۔ پھر دریافت کیا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں! اس کے جواب میں کہا گیا انہیں خوش آمدید ہو۔ ان کا آنا بہت ہی اچھا اور نہایت مبارک ہے اور دروازہ کھول دیا گیا پھر جب میں وہاں پہنچا تو یوسف علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ خوش آمدید ہو اخ صالح نبی صالح کو۔ اس کے بعد جبریل علیہ السلام چوتھے آسمان پر مجھے لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل۔ پھر دریافت کیا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ محمد ﷺ پھر پوچھا گیا کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ چوتھے آسمان کے دربان نے کہا کہ انہیں خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت ہی اچھا اور نہایت مبارک ہے اور دروازہ کھول دیا گیا۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو ادریس علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ادریس ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح کو۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے ساتھ لے کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے اور انہوں نے اس کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل! دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا گیا کیا وہ

بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پانچویں آسمان کے دربان نے کہا انہیں خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے پھر جب میں وہاں پہنچا تو ابراہیم علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ انہیں سلام کیجئے۔ حضور ﷺ نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ابن صالح اور نبی صالح کو جبریل علیہ السلام نے جو انبیاء کرام کا تعارف کرایا ہے تو صرف اس لئے کہ اپنی خادمانہ شان ظاہر کر دیں۔

23۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے پاس حضور ﷺ نے اپنے ترکش سے احد والے دن تمام تیر پھیلا دیئے اور فرمایا تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں مشرکین کو مار آپ اٹھا کر دیئے جاتے اور میں نشانہ باندھ کر مشرکین کو مارتا جاتا تھا اس دن میں نے دو شخصوں کو دیکھا حضور ﷺ کے دائیں بائیں تھے اور سخت لڑائی کر رہے تھے میں نے نہ تو اس سے پہلے کبھی ان کو دیکھا اور نہ اس کے بعد یہ دونوں جبریل امین علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام تھے۔

(ص 36/4 تفسیر ابن کثیر)(ص 5/3-254 دلائل النبوت)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ جبریل و میکائیل علیہما السلام نبی کریم ﷺ کی مدد کیلئے کافروں سے لڑے تا کہ لشکر اسلام کو خدا تعالیٰ فتحیاب کر دے اور رسول اللہ ﷺ خوش ہو جائیں۔

24۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ رب العالمین آپ کو سلام کہتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے مگر پھر یہ پوچھتا ہے کہ آپ اس قدر غمگین کیوں رہتے ہیں آپ نے فرمایا جبریل یہ سب غم اپنی پیاری امت کے لئے ہیں دیکھئے قیامت کے دن انکے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپ کو کافر امت کا غم ہے یا مومن مسلمان کلمہ گو کا قلق ہے فرمایا ہاں مسلمان کلمہ گو امت کی جانب سے نہایت غمگین رہتا ہوں یہ سن کر جبریل علیہ السلام نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور ایک قبرستان میں لے گئے جہاں کافر اور مسلمان دونوں قسم کے لوگ مدفون تھے

پھر ایک مسلمان کی قبر پر جبریل علیہ السلام نے پَر مارا اور کہا قم باذن اللہ حکم الٰہی سے زندہ ہو جا مردہ فوراً زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اس حالت میں کہ اس کا چہرہ روشن تھا اور زبان سے کہہ رہا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ الحمد للہ رب العالمین۔ آپ نے اسے ملاحظہ کیا کیونکہ یہ سب کچھ آپ کا فیض تھا پھر جبریل علیہ السلام نے ایک کافر کی قبر پر پَر مارا اور فرمایا۔ قم باذن اللہ اس قبر سے ایک ایسا آدمی نکلا جس کا منہ کالا تھا اور ہائے حسرت ہائے خرابی ہائے ندامت کہہ رہا تھا۔ جبریل علیہ السلام نے اشارہ کیا یہ پھر خاک ہو گیا یہ دونوں واقعات آپ نے ملاحظہ فرمائے تب جبریل علیہ السلام نے عرض کی اے شفیع محشر جو حال آپ نے مسلمان کا یہاں ملاحظہ فرمایا ہے اسی طرح ہر مسلمان کلمہ گو کو خوش شاداں اپنی قبر سے اٹھایا جائے گا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی اور تشفی ہو گئی۔ (ص 194 تنبیہ الغافلین)

اس حدیث میں خدمت جبریل علیہ السلام کا پہلو یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غمِ امت اس طرح دور کیا مسلمان کو قبر سے زندہ کر کے نکالا تا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرمالیں کہ کلمہ طیبہ پڑھنے والے کا انجام کتنا حسین و جمیل ہو گا اور آپ کے منکر کا انجام کتنا بھیانک اور خوفناک ہو گا۔

حرام اس پہ ہو جائے نار جہنم
پڑھے صدق دل سے جو کلمہ تمہارا

قیامت میں چھوٹیں گے سستے وہ تاجر
جنہوں نے خریدا ہے سودا تمہارا

25۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جبریل امین علیہ السلام یہ آیت پڑھتے ہوئے نازل ہوئے۔

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے جبریل علیہ السلام قیامت کے دن لوگوں کی کیا کیفیت ہو گئی عرض کی یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن لوگ ایسی سفید زمین پر ہوں گے جس پر ہرگز گناہ نہ کیا گیا ہو گا جب جہنم چنگاڑی گی تو فرشتے عرش کے ساتھ معلق ہو جائیں گے ہر فرشتہ نفسی نفسی کے عالم میں ہو گا اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح اڑتے پھریں گے اور پہاڑ جہنم کے خوف سے پگھل جائیں گے قیامت کے دن جہنم اس حال میں لائی جائے گی اس سے خوفناک آواز آئے گی اور ستر ہزار فرشتوں نے اسے لگاموں سے تھام رکھا ہو گا۔ اللہ فرمائے گا اے جہنم کلام کر وہ کہے گا۔

لا الہ الا اللہ

تری عزت کی قسم میں آج ان سے انتقام لوں گی جو رزق تو تیرا کھاتے تھے لیکن عبادت اوروں کی کرتے تھے اور میرے اوپر سے وہی گزر کر جائیگا جس کے پاس پروانہ راہداری ہو گا حضور ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا۔ قیامت کے دن پروانہ راہداری کیا ہو گا جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن آپ کی امت کے پاس پروانہ راہداری ہو گا آپ کو بشارت ہو اور وہ ہے۔

لا الہ الا اللہ

جس سے آپ کا امتی پل صراط کو پار کرے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میری امت کو یہ کلمہ عطا فرمایا۔ (ص 192 تنبیہ الغافلین)

اس حدیث میں خدمت کا یہ پہلو ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو بشارت سنا کر خوش کر دیا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی امت کو کلمہ لا الہ الا اللہ عطا کیا ہے جس کی برکت سے وہ پل صراط کو پار کر کے جنت میں داخل ہو جائے گا۔

26۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول خدا ﷺ اور جبریل امین علیہ السلام کوہ صفا پر موجود ہے آپ نے فرمایا اے جبریل علیہ السلام قسم ہے اس ذات کی

جس نے تجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے شام کو آل محمد (ﷺ) کے پاس ایک مٹھی بھر آٹا اور ایک ہتھیلی بھر ستو بھی نہیں ہوتے بس یہ فرما ہی رہے تھے کہ آسمان سے ایک سخت آواز آئی فرمایا جبریل علیہ السلام یہ کیا ہے عرض کی اسرافیل علیہ السلام کو آپ کے پاس حاضر ہونے کا حکم ہوا ہے چنانچہ وہ حاضر ہو گئے اور کہا آپ نے جو ابھی کلام کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے سنا اور مجھے آپ کے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے کر بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ میں وہ آپکی خدمت میں پیش کر دوں اور تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد یاقوت سونا اور چاندی بنا دوں اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو میں ابھی یہ کام کر دیتا ہوں آپ کو اختیار ہے کہ چاہے نبی بادشاہ بنیں یا نبی بندے جبریل علیہ السلام نے اشارہ کیا کہ آپ تواضع اختیار کریں پس آپ نے تین مرتبہ فرمایا میں نبی بندہ بننا چاہتا ہوں۔

(ص 288/10 طبرانی کبیر)

اس حدیث میں خدمت جبریل علیہ السلام کا پہلو یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام نے تواضع اختیار کرنے کا اشارہ کیا کیونکہ تواضع میں انسان کی عزت اور بلندی کا راز مضمر ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے من تواضع للہ رفعہ اللہ جس نے اللہ کیلئے عاجزی کی خدا نے اس کو بلند کر دیا چونکہ آپ نے سب سے زیادہ عاجزی کی ہے اس لئے خدا نے آپ کو سب سے زیادہ بلند کر دیا جس کا مظاہرہ معراج کی رات ہوا کہ آپ عرش پر جلوہ گر ہوئے۔

محترم یوں تو سارے نبی ہیں پر کسی کا یہ رتبہ نہیں ہے
تاجدار حرم کے علاوہ عرش پر کوئی پہنچا نہیں ہے

27۔ حضرت عکرمہ سے روایت ہے جس وقت نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو زمین نور سے منور ہو گئی اور ابلیس لعین نے کہا آج کی رات ایک ایسا لڑکا پیدا ہوا ہے جو ہمارا کام ہم پر فاسد کرے گا اس کے لشکروں نے اس سے کہا اگر تو اس لڑکے کے پاس جائے گا تو اسکی عقل کو فاسد کر دیگا ابلیس لعین رسول اللہ ﷺ کے قریب گیا۔ اللہ تعالیٰ اے جبریل علیہ السلام کو بھیجا

جبریل امین علیہ السلام نے ایسی ٹھوکر ماری کہ لعین عدن میں جا گرا۔ (ص 1/123 خصائص کبریٰ)

اس حدیث میں خدمت جبریل علیہ السلام کا پہلو یہ ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی اور شیطان لعین کے لشکر سے آپ کو محفوظ فرمایا اور انہوں نے اس لعین کو پاؤں کی ٹھوکر سے عدن پہنچا دیا۔

28۔ خدا تعالیٰ نے سورہ بقرہ کے شروع میں فرمایا ''الم'' شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں ص 1 / 76 پر لکھا کہ (الف) سے مراد ہے اللہ اور ل سے مراد ہے جبریل علیہ السلام اور م سے مراد ہے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علماء فرماتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں اھل عرب میں یہ رواج تھا کہ کسی کے نام کا پہلا حرف لیکر اس کی ذات مراد لے لیتے تھے اور جہاں یہ رواج تھا وہاں یہ بھی رواج تھا کہ آقا کے نام کا پہلا حرف لیتے اور غلام کے نام کا آخری حرف لیتے تا کہ آقا اور غلام کا فرق واضح ہو جائے۔ اب ''الم'' کا مفہوم یہ ہو گیا کہ (الف) سے مراد اللہ اور م سے مراد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یعنی اللہ کے لفظ میں پہلے ا ہے اور م سے مرد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیونکہ لفظ محمد میں پہلے م ہے لہذا اللہ بھی آقا اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی آقا اور باقی رہ گیا ل اور یہ لفظ جبریل علیہ السلام کا آخری حرف ہے جو اس طرف اشارہ ہے جبریل علیہ السلام خدا کا بھی غلام ہے اور مصطفی کا بھی غلام ہے۔

محمد کا اعلیٰ مقام اللہ اللہ

ہے جبریل ان کا غلام اللہ اللہ

29۔ جنگ خندق کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات گئے تک نماز پڑھتے رہے فارغ ہو کر دریافت فرمایا کوئی ہے جو جا کر لشکر کفار کی خبر لائے۔ اللہ کا نبی اس سے شرط کرتا ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوگا کوئی کھڑا نہ ہوا کیونکہ خوف کی بھوک کی اور سردی کی انتہا تھی پھر آپ دیر تک نماز پڑھتے رہے پھر فرمایا کوئی جا کر یہ خبر لائے کہ مخالفین نے کیا کیا۔ اللہ کا رسول اسے مطمئن کرتا ہے کہ وہ ضرور واپس آئے گا۔

مَنْ رَجُلٌ فَيَقُوْمُ فَيَنْظُرُ لَنَا مَا فَعَلَ الْقَوْمُ عَلٰى اَنْ يَّكُوْنَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ

کون ہے جو قوم کی خبر لائے اس شرط پر کہ وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا۔

کوئی کھڑا نہ ہوا اسلئے کہ خوف بھوک اور سردی کی شدت تھی جب کوئی کھڑا نہ ہوا تو حضرت حذیفہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے مجھے بلایا فرمایا حذیفہ اب میرے لئے کھڑا ہونے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میں سردی سے کانپ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے میرے سر اور چہرے پر ہاتھ پھیرا فرمایا جاؤ قوم کی خبر لاؤ لیکن وہاں کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کرنی پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ فَوْقِهٖ وَمِنْ تَحْتِهٖ۔

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں میں نے تیر کمان لیا اور چل پڑا مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے میں گرم حمام میں چل رہا ہوں میں دشمن قوم کے پاس پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زبردست آندھی اور اپنا لشکر بھیجا ان کی ہنڈیاں چولہوں پر قائم نہ رہ سکیں آگ ہوا میں اڑنے لگی خیموں کی طنابیں اکھڑ گئیں ابوسفیان بیٹھا آگ تاپ رہا تھا میں نے کمان میں تیر رکھ کر اس کا کام تمام کرنا چاہا لیکن نبی کریم ﷺ کا ارشاد یاد آگیا کہ وہاں کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کرنی جب ابوسفیان نے ہوا اور خدا کے لشکر کی تباہ کاری دیکھی تو کہنے لگا ہر شخص اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ لے اور اچھی طرح اس کو دیکھ لے کہ وہ کون ہے حضرت حذیفہ فرماتے ہیں میں نے اپنے قریب والے کا ہاتھ پکڑ کر اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں قبیلہ ہوازن کا فلاں آدمی ہوں۔ ابوسفیان نے کہا جو تباہی ہو رہی ہے تم دیکھ رہے ہو پھر بنو قریظہ نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے چلو کوچ کرو میں تو جا رہا ہوں اس کے اونٹ کا گھٹنہ بندھا ہوا تھا وہ اسی طرح اس پر سوار ہوگیا اور اس کو مارنے لگا وہ اونٹ تین پاؤں سے کھڑا ہوگیا بعد میں اس کا گھٹنہ کھولدیا گیا میں واپس آگیا آتے ہوئے بھی مجھے یوں

معلوم ہوا کہ میں حمام میں چل رہا ہوں ایک عجیب بات میں نے یہ دیکھی کہ وہ خطرناک ہوا جو دیگیں الٹ دیتی تھی وہ ان کے لشکر کے احاطے تک ہی محدود تھی میں نے واپس آکر حضور ﷺ کو قوم کی خبر سنائی۔ حضور ﷺ مسکرائے اور تاریکی میں آپ کے دانت مبارک چمکے۔ مجھے حضور ﷺ نے اپنے پاؤں کی طرف سلالیا آپ کے قدم میرے پیٹ سے لگے ہوئے تھے مجھے نیند آگئی جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا اے سونے والا اٹھ جا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں واپسی پر میں نے بیس گھوڑ سوار دیکھے انہوں نے سفید عمامے باندھے ہوئے تھے انہوں نے کہا اے حذیفہ اپنے نبی سے کہنا کہ اللہ نے آپ کو کفایت دی ہے اور آپ کے دشمنوں کا شر آپ سے دور کر دیا ہے یہ فرشتے تھے۔

(ص 304 تفسیر مظہری)(ص 181 تفسیر ابن کثیر)

امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ خندق کے دن حضرت جبریل علیہ السلام ایسے حال میں آئے کہ ان کے ساتھ ہوا تھی جس وقت رسول خدا ﷺ نے جبریل امین علیہ السلام کو دیکھا آپ نے تین بار فرمایا تم لوگوں کو بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قوم کی طرف ہوا کو بھیج دیا ہے پھر اس ہوا نے مشرکین کے خیموں کو پھاڑ ڈالا ہانڈیوں کو اوندھا کر دیا کجادوں کو خاک میں دفن کر دیا اور خیموں کی میخیں اکھڑ گئیں اس پر مشرکین ایسے بھاگے کی کوئی کسی کو مڑ کر نہیں دیکھتا تھا۔

(618/1 خصائص کبریٰ)

اس حدیث میں خدمت کا یہ پہلو تھا کی جبریل علیہ السلام ایسی ہوا لے کر آئے جس نے کفار کا سارا نظام درہم برہم کر دیا اور جبریل امین علیہ السلام نے یہ ہوا صرف اس حصہ زمین پر چلائی جہاں مشرکین مکہ تھے تا کہ وہ حیران اور پریشان ہو کر بھاگ جائیں اور لشکر اسلام کو فتح ہو اور نبی کریم ﷺ کی پریشانی دور ہو جائے یوں کہیئے کہ خادم مصطفی ﷺ نے ہوا چلا کر جنگ کا نقشہ ہی بدل دیا۔

مدینے کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر
پلٹ دیتے تقدیریں محمد کے غلام اکثر

30۔ جب ابو جہل اور اس کے ساتھی نبی کریم ﷺ کے مقابلے سے عاجز آ گئے اور شریعت مطہرہ کا آفتاب دن بدن بلند ہونا شروع ہوا تو لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے تو اس وقت ابو جہل نے امیر شام حبیب بن مالک کو خط لکھا کہ ہمارے ہاں ایک جادوگر ظاہر ہوا ہے جو ایک خدا کا قائل ہے اور اس نے نیا دین ایجاد کیا ہے اور وہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے جب بھی ہمارا اور اس کا مقابلہ ہوا تو وہ دلائل سے ہم پر غالب آ گیا۔ اب تیرا اور تیرے آباء کا دین کمزور ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے کہ اس کا دین پھیل جائے آ کر اس کی خبر لے۔ حبیب بن مالک بارہ گھوڑ سواروں کے ساتھ آیا۔ ابو جہل نے بڑے تحائف سے اس کا استقبال کیا۔ حبیب نے ابو جہل کو اپنے دائیں طرف بٹھا کر آپ ﷺ کے حالات دریافت کئے۔ ابو جہل نے کہا اے سردار! بنی ہاشم سے اس کے حالات پوچھ لیجئے۔ حبیب نے ان سے حالات پوچھے انہوں نے کہا ہم اس کے بچپن ہی سے سچا جانتے ہیں جب وہ چالیس سال کا ہوا تو ہمارے معبودوں کو گالیاں دینے لگا اور ہمارے آباء کے دین کے علاوہ ایک اور دین ایجاد کیا۔ حبیب نے کہا حضرت محمد ﷺ کو حاضر کیا جائے۔ حضور اکرم ﷺ کو بلا بھیجا گیا۔ آپ ﷺ سرخ لباس میں ملبوس سیاہ عمامہ پہنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دائیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اپنے عقب میں لے کر تشریف لائے۔ جب حبیب نے آپ کو دیکھا تو تعظیماً آپ ﷺ کیلئے کھڑا ہو گیا جب آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے تو آپ ﷺ کے چہرے سے نور ظاہر ہوا۔ مشرکین کی زبانیں خاموش ہو گئیں اور ان پر آپ ﷺ کی ہیبت طاری ہو گئی۔ حبیب نے کہا اے محمد ﷺ! تو جانتا ہے کہ انبیاء کے معجزات ہوتے ہیں کیا تیرا بھی کوئی معجزہ ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا حبیب تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ سورج غروب ہو جائے اور چاند نکل آئے اور

زمین پر اتر آئے اور آپ ﷺ اس کے دو ٹکڑے کر دیں پھر وہ آسمان پر آ کر مکمل روشنی دینے والا چاند بن جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں ایسا کر دکھاؤں تو کیا تو ایمان لے آئے گا؟ اس نے کہا ہاں لیکن شرط یہ ہے کہ آپ ﷺ میرے دل کی بات بتا دیں۔ رسول خدا ﷺ کوہ ابو قبیس پر چڑھ گئے اور وہاں دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ خدا سے دعا مانگی پس حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا۔

اِنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَاللَّیْلَ وَالنَّھَارَ۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے سورج چاند رات اور دن مسخر کر دیئے۔

اور حبیب بن مالک کی ایک لڑکی ہے کہ جس کے ہاتھ پاؤں اور آنکھیں نہیں اور خدا تعالیٰ نے اس کے یہ اعضاء درست فرما دیئے۔ رسول خدا ﷺ پہاڑ سے اترے اور حضرت جبریل علیہ السلام اور فرشتے ہوا میں معلق تھے۔ نبی کریم ﷺ نے سورج کو اشارہ فرمایا وہ غائب ہو گیا اور رات کی تاریکی چھا گئی اور چاند طلوع ہو گیا وہ بھی چودھویں رات کا۔ پھر آپ ﷺ نے چاند کو اشارہ کیا وہ زمین پر نازل ہوا اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

عقل والے زمیں پر ہیں ششدر چاند ٹکڑے ہوا ہے فلک پر
ساری دنیا ہے محو نظارہ آپ انگلی اٹھائے ہوئے ہیں

پھر چاند آسمان پر جا کر مکمل اور منیر ہو گیا اور پہلے کی طرح سورج ظاہر ہو گیا پھر حبیب نے کہا ایک شرط باقی رہ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا خدا نے تیری لڑکی کے اعضاء درست فرما دیئے ہیں۔ حبیب نے کھڑے ہو کر کہا اے اہل مکہ! ایمان کے بعد کفر نہیں یعنی میں ان کی نبوت پر ایمان لے آیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ابو جہل نے کہا آپ ایک جادوگر پر ایمان لے آئے پھر حبیب مسلمان ہو کر شام چلا گیا اپنے محل میں داخل ہوا اس کی لڑکی نے اس کا استقبال کیا اور کہا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

حبیب نے کہا تجھے اس کلمہ کا علم کہاں سے ہوا اس نے کہا ایک ہستی مجھے خواب میں نظر آئی اس نے کہا تیرے باپ نے اسلام قبول کرلیا ہے اگر تو بھی ایمان لے آئے تو ہم تیرے اعضاء درست کردیں گے۔ میں خواب میں ایمان لے آئی اور میرے اعضاء درست ہو گئے۔

(خرپوتی، ص 133)

اس حدیث میں خدمت کا پہلو یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی خدا نے آفتاب اور مہتاب دن اور رات کو آپ کے زیر فرمان کر دیا ہے۔ یہ آپکی اطاعت کریں گے نیز یہ کہ حبیب بن مالک کی لڑکی کو خدا نے شفایاب کر دیا ہے علاوہ ازیں جبریل و فرشتے ہوا میں معلق رہے کہ کب حضور اشارہ کریں تو دن کو رات میں تبدیل کر دیا جائے اور چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں تا کہ آپ کا معجزہ متحقق ہو جائے۔

30۔ حضرت خلیل بن عبداللہ ازدی انصار کے ایک آدمی سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت سے فرمایا مسجد کی سمت قبلہ متعین کرے اس وقت حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ سمت قبلہ متعین کریں آپ کعبہ کو دیکھ رہے ہیں پھر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے درمیان سے پہاڑ درخت اور تمام دوسری چیزیں ہٹا دیں جب رسول خدا تعین سمت قبلہ سے فارغ ہوئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے پہاڑ درخت اور جملہ اشیاء اپنی حالت پر لوٹا دیں اور آپ کا قبلہ میزاب رحمت کے مطابق متعین ہوا۔

(ص 366/1 وفاء الوفا)

اس حدیث میں خدمت جبریل علیہ السلام کا پہلو یہ ہے کہ انہوں نے مدینہ اور مکہ کے درمیان سے تمام پہاڑوں درختوں اور دیگر چیزوں کو ہٹا دیا تا کہ نبی کریم ﷺ کعبہ کو دیکھ لیں۔

خدا نے جب ازل سے نعمتیں تقسیم فرمائیں
لکھی جبریل کی تقدیر میں خدمت محمد کی

باب سوم

باب العقائد

اس باب میں ثابت کیا جائیگا کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام کے عقائد وہی ہیں جو ہم اہلسنت و جماعت کے عقائد ہیں

باب العقائد

اس باب میں یہ بیان کیا جائیگا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے عقائد کیا ہیں یہ بات ذہن میں رہے کہ عقیدہ قرآن وحدیث سے بنتا ہے اس لئے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام کے عقائد قرآن وحدیث سے ثابت کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

عقیدہ نمبر 1 ''حضرت جبریل علیہ السلام کی حاجت''

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ سے آگے بڑھے تو آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا۔

یا جبرائیل ھل لك من حاجۃ الیٰ ربك

اے جبریل رب کی طرف کوئی حاجت ہوتو بیان کرو۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔

یا محمد سل اللہ ان ابعثہ اجناحی علی الصراط حتیٰ یجوزوا علیہ امتك

اے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے سوال کریں کہ قیامت کے دن آپ کی امت جب پل صراط سے گزرے تو میں ان کے قدموں کے نیچے اپنے پَر بچھادوں تا کہ وہ آسانی سے گزر جائیں۔ (روح البیان ص 221/5)

جب جبریل علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی حاجت دریافت فرمائی تو انہوں نے یہ نہیں کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر کوئی حاجت ہوگی تو میں اللہ کی بارگاہ میں عرض کرونگا وہ میری حاجت پوری فرمادیگا آپ تو میرے حاجت روا نہیں بلکہ عرض کی کہ ہاں میری حاجت ہے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے خدا کی عطا کردہ طاقت سے آپ کو حاجت روا سمجھا اس سے ثابت ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کا عقیدہ ہے۔ رسول خدا حاجت روا ہیں۔

تائید: حدیث نمبر 1:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ مجھے اجازت دیں کہ میں جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کروں اور آپکی اور اپنی مغفرت کی درخواست کروں۔ والدہ نے اجازت دے دی اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مغرب کی نماز آپ کی اقتداء میں ادا کی پھر نوافل پڑھے اس کے بعد عشاء کی نماز ادا کی جب آپ نماز سے فارغ ہو کر چلے تو میں بھی آپکے پیچھے پیچھے چلا آپ نے میرے قدموں کی آواز سن کر فرمایا کیا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ ہے میں نے عرض کی ہاں آپ نے فرمایا۔

ما حاجتك غفر الله لك ولامك

تیری کیا حاجت ہے اللہ تجھے اور تیری ماں کو بخشے۔

یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا اس فرشتے نے اپنے رب سے میرے پاس آکر سلام کرنے کی اجازت لی ہے اور مجھے بشارت دے رہا ہے کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (ص 570 مشکوٰۃ)

اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

ا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا تیری کیا حاجت ہے معلوم ہوا کہ وہ اپنی حاجت لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تھا اور آپ کو حاجت روا سمجھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس سے ثابت ہوا اس صحابی کا عقیدہ ہے کہ اللہ کا رسول خدا کی عطا سے حاجت روا ہے۔

ب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے دل کی بات بتادی کہ تو یہ ارادہ لے کر آیا ہے کہ اپنی اور اپنی والدہ کی مغفرت کی دعا مجھ سے کرائے اور اس لئے میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ تیری اور تیری والدہ کی مغفرت فرمائے اور ارادہ جان بھی لیا اور دعا بھی کر دی۔

ج۔ حضرت سیدہ فاطمہ اپنے زمانے کی تمام جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

د۔ حضرت امام حسن اور امام حسین علیہم السلام تمام جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

حدیث نمبر 2:

حضرت زیاد بن ابی زیاد رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خادم سے فرمایا کرتے کوئی حاجت ہو تو بتاؤ ایک دن ایک خادم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ایک حاجت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری کیا حاجت ہے اس نے عرض کی میری حاجت یہ ہے کہ قیامت کے روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری شفاعت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ بات تجھے کس نے بتائی ہے۔ عرض کی میرے رب نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کثرت سجود سے میری مدد کرو۔

(ص 249/2 مجمع الزوائد)

اس حدیث سے معلوم ہوا اس صحابی خادم نے آپ کو حاجت روا جان کر آپ سے حاجت طلب کی۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ فاعنی بکثرۃ السجود کثرت سجود سے میری مدد کرو ثابت ہوا کہ اللہ کے برگزیدہ بندے خدا کی عطا کردہ طاقت سے مدد کرنے کے مجاز ہیں لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطریق اولیٰ مددگار ثابت ہوئے۔

قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت برحق ہے لیکن جو اس پر یقین نہیں رکھتا وہ اس بات کا اہل نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں۔

حدیث نمبر 3:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بندہ مومن خدا سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اس کی دعا قبول نہ کرو میں اس کی دعا سننا پسند کرتا ہوں اور جب فاجر دعا کرتا ہے کہ تو خدا تعالیٰ جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے۔

یاجبریل اقض حاجتہ

اے جبریل اس کی حاجت پوری کردو۔

میں اس کی آواز سننا پسند نہیں کرتا۔ (151/10 مجمع الزوائد)

حضور ﷺ نے فرمایا۔

ارسلت الی الخلق کافۃ

میں ساری مخلوق کا رسول ہوں۔

حضرت جبریل علیہ السلام بھی مخلوق ہے لہذا آپ اس کے بھی رسول ہیں یا یوں کہو کہ جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کے امتی ہیں جب خدا کی عطا سے حضرت جبریل علیہ السلام حاجت روا ہیں تو پھر نبی کریم ﷺ تو بطریق اولیٰ حاجت روا ہیں۔

عقیدہ نمبر 2:

نبی کریم ﷺ سے استعانت۔

خدا فرماتا ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ.

تمہارے مددگار نہیں ہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کو مددگار بنائے تو بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔

جب حضرت جبریل امین علیہ السلام اس آیت کو لے کر نازل ہوئے تو آپ ﷺ کا یہ عقیدہ بن گیا کہ خدا کے رسول حضرت محمد مصطفی ﷺ خدا کی عطا سے مددگار ہیں اور آپ سے

استعانت جائز ہے نیز اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا کے بندوں کو اپنا مددگار بنانا مومنوں کا طریقہ ہے نہ کہ کافروں کا اور جو مسلمان خدا کے برگزیدہ بندوں کو یعنی نبیوں اور ولیوں کو اپنا مددگار بناتے ہیں وہ اللہ کا گروہ اور جماعت ہیں اور جو انبیاء اور ولیوں کی مدد کے منکر ہیں وہ شیطانی گروہ ہیں الحمدللہ ہم اہل سنت و جماعت خدا کی عطا سے انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو اپنا مددگار بناتے ہیں ہم حزب الرحمن ہیں اور جو امداد کے منکر ہیں وہ حزب الشیطان ہیں۔

تائید: حدیث نمبر 1:

جب غزوہ حنین کے بعد وفد ہوازن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے اموال و عیال جو مسلمان غنیمت میں لائے تھے حضور ﷺ سے مانگے اور طالب احسان ہوئے تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا۔

اذا صلیت الظهر فقوموا فقولوا انا نستعین برسول الله علی المومنین والمسلمین فی نسائنا و ابنائنا۔ (136/2 نسائی)

جب میں ظہر کی نماز پڑھ چکوں تو تم کھڑے ہو جانا اور یوں کہنا ہم رسول اللہ ﷺ سے استعانت کرتے ہیں مومنین پر اپنی عورتوں اور بچوں کے بارے میں۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ رسول خدا ﷺ نے خود استعانت کی تعلیم فرمائی ہے پھر یہ شرک اور ناجائز کیسے ہو گئی کیونکہ اللہ کا نبی شرک مٹانے کیلئے آتا ہے تاکہ شرک کو رواج دینے کے لئے آتا ہے الحمدللہ ہم نبی کریم ﷺ سے استعانت کر کے آپ کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں اور جو اسے شرک قرار دیتے ہیں وہ آپ کی تعلیم کی مخالفت کرتے ہیں اور جو اللہ کے نبی کی مخالفت کرتے ہیں ان کا انجام یہ ہے کہ

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

پس ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ یا دردناک عذاب پہنچے۔

حدیث نمبر 2:

غزوہ تبوک کے موقع پر مسلمان تنگی اور عسرت میں تھے اس وقت۔

بعث النبی ﷺ الیٰ عثمان یستعینه فی عبیش العسرۃ فبعث الیه عثمان بعشرۃ آلاف دینار۔ (دار قطنی)

نبی کریم ﷺ نے کسی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا اور ان سے استعانت طلب کی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں دس ہزار دینار پیش کیے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خدا کے بندوں سے استعانت نبی کریم ﷺ کی سنت ہے پس ثابت ہو گیا کہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام سے استعانت کرنا جائز ہے ناجائز اور شرک نہیں۔

عقیدہ نمبر 3:

حضور ﷺ سب سے افضل ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے کہا

قلبت مشارق الارض ومغاربها فلم ارىٰ رجلا افضل من محمد ﷺ ۔ (217/8 مجمع الزوائد)

میں نے زمین کے مشارق ومغارب کو چھان مارا میں نے حضرت محمد ﷺ سے افضل کسی کو نہ دیکھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام انسانوں سے افضل امام الانبیاء ہیں اور انسان کو خدا نے اشرف المخلوقات بنایا ہے لہذا ثابت ہوا کہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہیں اور حضرت جبریل امین علیہ السلام کا یہی عقیدہ ہے۔

تائیدازقرآن:

حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

ولا تخزنی یوم یبعثون

مجھے رسوانہ کرنا جس دن لوگ اٹھائے جائیں۔

اور حبیب کے لئے خود خدا نے ارشاد فرمایا۔

یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ

قیامت کے دن خدا تعالیٰ نبی اور ایمان والوں کو رسوانہ کریگا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں فرشتے معزز مہمان ہوئے اور خدا فرماتا ہے۔

هَلْ اَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ اِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ

اور یہی فرشتے حبیب خدا کے غزوہ بدر میں سپاہی بنے خدا فرماتا ہے۔

يُمْدِدْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی رضا چاہی خدا فرماتا ہے۔

وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى

لیکن خدا نے اپنے حبیب کی رضا چاہی خدا فرماتا ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے خدا نے فرمایا۔

لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ

خواہش کی پیروی نہ کرنا یہ بات تجھے خدا کی راہ سے بہکادیگی۔

اور خدا نے اپنے حبیب کے بارے میں فرمایا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

خدا کا محبوب کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتا مگر جو وحی کی جائے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی۔

رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ

الٰہی میری مدد فرما بدلہ اس کا کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا۔

لیکن خدا نے اپنے حبیب کے لئے فرمایا۔

وَیَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِیْزًا

اللہ تیری زبردست مدد فرمائیگا۔

پس ثابت ہوا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

سب سے زیادہ خدا کو محمد سے پیار

مہرباں ان پہ ہے پاک پروردگار

وہ ہیں محبوب حق

حق کے ہیں راز دار

ملک کونین میں انبیاء تاجدار

تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

تائید از حدیث نمبر:1

امام بیہقی نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ان کے سامنے ایک شخص نے خواب بیان کیا گویا لوگ حساب کے لئے جمع کئے گئے اور حضرات انبیاء بلائے گئے ہر نبی کے ساتھ اس کی امت آئی ہر نبی کے لئے دو نور ہیں اور ان کے امتی کے لئے ایک نور جسکی روشنی میں وہ چلتا ہے پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلائے گئے۔ان کے سرانور اور روئے مبارک کے ہر بال سے جدا جدا نور کے بکے بلند ہو رہے ہیں جن کو دیکھنے والا تمیز کرے اور آپ کے ہر امتی کے لئے

انبیاء کی طرح دو نور ہیں جس کی روشنی میں وہ چلتا ہے۔ کعب نے خواب سن کر فرمایا تجھے خدا کی قسم جس کے سوا کوئی سچا نہیں تو نے واقعی یہ خواب دیکھا ہے اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ انہا لصفة محمد وامتہ وصفة الانبیاء وامہم فی کتاب اللہ فکانما قرأتہ فی التوراة۔

قسم اسکی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک کتاب اللہ میں یونہی لکھا ہے محمد ﷺ اور انکی امت اور انبیاء سابقین اور ان کی امتوں کی یہ صفت ہے گویا تو نے توریت میں پڑھ کر بیان کیا ہے۔ (39/7 دلائل النبوۃ، ص 342/1 ابن عساکر)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن ہمارے نبی ﷺ کی ایک امتیازی شان ہوگی کہ ان کے جسم کے بال سے نور کے بکے بلند ہو رہے ہوں گے اور ان کے ہر امتی کو انبیاء کی طرح دو نور عطا ہوں گے۔

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
جیسے منہ سے بولتا قرآن وہ تقریر ہے
سوچتی ہے دل میں دنیا مصطفی کو دیکھ کر
وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے

حدیث نمبر 2:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور المرسلین ﷺ نے فرمایا۔

انا اول من تنشق عنہ الارض فاکسی حلة من حلل الجنة اقوم عن یمین العرش لیس احد من الخلائق یقوم ذالك المقام غیری۔ (ترمذی شریف)

میں سب سے پہلے اپنی قبر سے باہر آؤنگا پھر مجھے جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا میں عرش کے دہنی جانب ایسی جگہ کھڑا کیا جاؤنگا جہاں تمام مخلوق میں کسی کو بار نہ ہوگا۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل

اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

حدیث نمبر 3:

حضور ﷺ نے فرمایا۔

ان لکل نبی یوم القیامۃ منبرا من نور وانی لعلی اطولھا وانورھا

قیامت کے دن ہر نبی کے لئے ایک نور کا منبر ہوگا اور میرا منبر سب سے زیادہ بلند ار نورانی ہوگا ایک منادی آکر ندا کریگا کہاں ہیں نبی امی ﷺ انبیاء کہیں گے ہم سب نبی امی ہیں کسے یاد فرمایا ہے۔ منادی واپس جائیگا اور دوبارہ آکر یوں ندا کریگا کہاں ہیں نبی امی عربی ﷺ اب حضور اقدس ﷺ اپنے منبر سے اتر کر جنت کی طرف تشریف لے جائیں گے دروازہ کھلوا کر اندر تشریف لے جائیں گے۔ رب تعالیٰ ان کے لئے تجلی فرمائیگا اور ان سے پہلے کسی پر تجلی نہ فرمائیگا۔ حضور ﷺ اپنے رب کے لئے سجدہ میں گر جائیں گے۔

خاک افتادو بس ان کے آنے ہی کی دیر ہے

خود وہ گر کر سجدے میں تم کو اٹھاتے جائیں گے

(ص 137/8) صحیح ابن حبان)

عقیدہ نمبر 4:

بے مثل رسول۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب معراج کی رات حضرت جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کیلیے براق لے کر حاضر ہوئے تو براق نے کچھ شوخی کا مظاہرہ کیا اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نے براق سے فرمایا۔ اللہ کی قسم تجھ پر ان کی مثل کوئی سوار نہیں ہوا۔

(ص 362/2 دلائل النبوت)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جبریل امین علیہ السلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ بے مثل ہے۔

معراج کی رات جب نبی کریم سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں سدرۃ سے آگے نہیں جاسکتا اگر میں ایک انگلی کے پورے کے برابر بھی آگے جاؤں گا تو جل کر خاکستر ہو جاؤں گا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو ایک فرشتے کے سپرد کیا جس کے پاس ایک مخملی فرش تھا جس کو رفرف کا نام دیا گیا ہے وہ آپ کو لے کر اڑ گیا۔

یوں کون پیغمبر گیا ساتوں فلک طے کر گیا
بالا سے بالاتر گیا کیا کیا کہوں کیا کر گیا

رفرف تیرا فر فر گیا اوپر سے بھی اوپر گیا
پَر والا تو سدرۃ رہا تو عرش پر بے پَر گیا

سدرۃ المنتہیٰ عروج ونزول کی انتہا ہے یعنی سدرۃ سے اوپر والی مخلوق نیچے نہیں آسکتی اور نیچے والی مخلوق اوپر نہیں جاسکتی لیکن حضور ﷺ معراج کی رات نیچے سے اوپر بھی گئے ہیں اور اوپر سے نیچے بھی آئے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ نہ اوپر والی مخلوق میں کوئی آپ کی مثل ہے اور نیچے والی مخلوق میں کوئی آپ کی مثل ہے اگر آپ نیچے والوں کی طرح ہوتے تو سدرہ سے اوپر نہ جاسکتے اور اگر اوپر والوں کی مثل ہوتے تو آپ سدرہ سے نیچے نہ آسکتے۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے نہ تو نبی کریم ﷺ کو اپنی مثل سمجھا اور نہ ہی اپنے آپ کو حضور ﷺ کی مثل سمجھا اگر نبی کو اپنی مثل سمجھتے تو کہتے کہ جب میں سدرہ سے آگے نہیں جاسکتا تو آپ بھی نہیں جاسکتے کیونکہ آپ میری مثل ہیں اور اگر اپنے آپ کو نبی کی مثل تصور کرتے تو کہتے کہ اگر نبی کریم ﷺ سدرہ سے آگے جاسکتے ہیں تو میں بھی نبی کی مثل ہوں میں بھی سدرہ سے آگے جاسکتا ہوں معلوم ہوا جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو بے مثل سمجھا پس حضور ﷺ جبریل علیہ السلام کے نزدیک بے مثل ہیں۔

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امین

تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

تائید: حدیث نمبر 1:

معراج کی رات حضور ﷺ کا شق صدر ہوا اور آپ کے سینے سے دل باہر نکالا گیا اور آپ کی حیات میں کوئی فرق نہیں آیا معلوم ہوا کہ آپ اپنی حیات میں قلب کے محتاج نہیں بلکہ دیکھا جائے تو نبی کریم ﷺ اپنی زندگی میں ہوا یعنی آکسیجن کے بھی محتاج نہیں کیونکہ موجودہ سائنسی تحقیق کے مطابق ہوا صرف دو سو میل تک ہے اسی لئے جو سائنسدان چاند پر سفر کے لئے جاتے ہیں وہ اپنے ساتھ آکسیجن کی تھیلیاں لیجاتے ہیں اور چاند پونے دو لاکھ میل کی مسافت پر واقع ہے اور نبی کریم ﷺ تو چاند سورج بلکہ عرش سے بھی اوپر تشریف لے گئے ہیں اور آپ کے ساتھ کوئی آکسیجن نہ تھی پس ثابت ہوا کہ نبی کریم اپنی حیات میں ہوا کے بھی محتاج نہیں آپ نے وصال کے روزے رکھے جس میں نہ سحری ہے نہ افطار اور کئی کئی دن بغیر کھائے پیے گزار دیئے اس سے یہ ظاہر ہوا کہ آپ کھانے پینے کے بھی محتاج نہیں لامکاں تک پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ مکان کے بھی محتاج نہیں۔ وقت سورج کی گردش سے بنتا ہے آپ سورج سے اوپر تشریف لے گئے معلوم ہوا کہ آپ وقت کے بھی محتاج نہیں ہر چیز اپنے وجود میں اور ہر ذی روح اپنی حیات میں زمان و مکان ہوا کھانے پینے کی محتاج ہے اور نبی کریم ﷺ اپنی حیات میں ان میں سے کسی چیز کے محتاج نہیں بلکہ کائنات کی ہر چیز اپنے وجود میں آپ کی محتاج ہے اس ساری بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ بے مثل رسول ہیں۔

محبوب خدا کا کوئی ہم پایہ نہیں ہے

اس شان کا مرسل کوئی آیا نہیں ہے

بے مثل نے محبوب بھی بے مثل بنایا

وہاں جسم نہیں ہے تو یہاں سایہ نہیں ہے

حدیث نمبر 2:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بندگان خاص میں سے تین سو بندے زمین میں ایسے ہیں جن کے دل حضرت آدم کے دل کے مطابق ہیں اور چالیس ایسے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل کے مطابق ہیں اور سات مقبولان بارگاہ ایسے ہیں جن کے قلوب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کے مطابق ہیں اور پانچ محبوب ایسے ہیں جن کے دل حضرت جبریل علیہ السلام کے دل کے مطابق ہیں اور تین کے قلوب حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل کے مطابق ہیں اور ایک مقدس ہستی ایسی ہے جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل کے مطابق ہے جب ایک کا وصال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ تین میں سے ایک کو اس کی جگہ مقرر کر دیتا ہے اور تین میں سے کسی کا وصال ہو جائے تو پانچ میں سے ایک کو اس کی جگہ مقرر کیا جاتا ہے جب پانچ میں سے کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو سات میں سے ایک اس کی جگہ مقرر کر دیا جاتا ہے اگر سات میں سے کسی کا وصال ہو جائے تو چالیس میں سے ایک کو اس کی جگہ مقرر کر دیا جاتا ہے اور جب چالیس میں کوئی فوت ہو جائے تو تین سو میں سے ایک کو اسکی جگہ مقرر کر دیا جاتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی کمی عام صالحین سے پوری کر دی جاتی ہے اللہ ان کی بدولت امت سے بلیات دور فرماتا ہے۔ (ص 318 شواہد الحق)

سرور کونین ﷺ نے اولیاء امت کے قلوب کو انبیاء کے قلوب کے مطابق ہونے کا تذکرہ فرمایا لیکن یہ نہیں فرمایا کہ کسی کا دل میرے قلب اطہر کے مطابق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی کا دل بھی حضور ﷺ کے دل کی طرح نہیں بنایا معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا قلب بے مثال ہے جب دل بے مثال ہے تو دل والا رسول بھی بے مثال ہے۔

نہ زمیں پہ تیری نظیر نہ فلک پہ تیری مثال
نہیں جس کے پایے کا دوسرا تو نبی وہ باکمال ہے

عقیدہ نمبر 5:

صفات خداوندی سے متصف۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آ کر یوں سلام کیا۔

السلام علیك یا اول السلام علیك یا آخر السلام علیك یا ظاہر السلام علیك یا باطن۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے کہا یہ تو خالق کی صفات ہیں مخلوق کو کیونکہ مل سکتی ہیں عرض کی میں نے خدا کے حکم سے آپ کو یوں سلام کیا ہے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان صفات سے فضیلت اور تمام انبیاء ومرسلین پر خصوصیت بخشی ہے اپنے نام اور صفت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نام وصفت مشتق فرمائے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اول رکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے مقدم ہیں اور آخر اس لئے کہ ظہور میں سب سے موخر اور آخر امم کی طرف خاتم الانبیاء ہیں اور باطن اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ آدم کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے ساق عرش پر سرخ نور سے اپنے نام کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا اور مجھے درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے ہزار سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا یہاں تک کہ خدا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا بشیر ونذیر بنا کر داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر اور ظاہر اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام رکھا کہ اس نے اس زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ادیان پر غلبہ دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف اور فضل سب آسمان وزمین پر آشکارا کیا تو ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رب محمود اور حضور محمد حضور کا رب اول و آخر وظاہر وباطن اور حضور اول وآخر وظاہر وباطن یہ عظیم بشارت سن کر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حمد اس خدا کی جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام اور صفت میں۔

(نسیم الریاض ص 425/2) (شرح شفا ملا علی قاری 425/2)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی صفات عطا فرمائی ہیں۔

''تائید از قرآن''

1۔ خدا تعالیٰ نور ہے خدا فرماتا ہے۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بھی نور ہیں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قَدْ جَآءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ

2۔ خدا تعالیٰ عظیم ہے خدا فرماتا۔

وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم بھی عظیم ہے خدا فرماتا ہے۔

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٌ

3۔ خدا تعالیٰ عزیز ہے خدا فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ

سید المرسلین بھی عزیز ہیں خدا فرماتا ہے۔

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ

4۔ خدا کریم ہے خدا فرماتا ہے۔

یٰاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ

رسول خدا بھی کریم ہیں خدا فرماتا ہے۔

اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ

5۔ خدا تعالیٰ حق ہے خدا فرماتا ہے۔

ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ

خدا کے محبوب بھی حق ہیں خدا فرماتا ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ کُمُ الْحَقُّ

امام شعرانی نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ معراج کی رات اسمائے الٰہیہ کی بارگاہ سے گزرے تو ان اسماء کی صفات سے متصف ہوتے گئے۔

جب الرحیم پر گزرے تو رحیم ہو گئے اور الغفور الکریم الحلیم الشکور الجوار سے گزرے تو غفور کریم حلیم شکور اور جوار ہو گئے۔ (ص 36/2 الیواقیت والجواہر)

وہ نامی کہ نام خدا نام تیرا
رؤف و رحیم علیم و علی ہے

عقیدہ نمبر 4:

حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان میں نازل ہوئے آپ پر وحشت طاری ہوئی۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے اذان کہی اور جب کہا۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ

تو حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا یہ محمد کون ہے انہوں نے جواب دیا۔

ھذا آخر ولدك من الانبیاء

یہ تیری اولاد میں سے آخری نبی ہے۔

(ص 107/5 حلیۃ الاولیاء)(114/6 کنز العمال)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہ آئیگا۔

تائیداز قرآن

آیت نمبر1:

'را فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔

وہ ہے جس نے بھیجا اپنا رسول (حضرت محمد ﷺ) ہدایت اور دین حق کے ساتھ تا کہ ان کو تمام ادیان پر غالب کر دے اگر چہ مشرکین برا مانیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ہدایت عامہ اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ آپ کو تمام ادیان وملل پر غالب کر دے اور ظاہر ہے کہ تمام مذاہب پر کسی کا غلبہ جب ہی ثابت ہوتا ہے جب کہ یہ شخص تمام ادیان کے عالم میں آجانے کے بعد پیدا ہوا ہو تو ثابت ہوا کہ حضرت محمد ﷺ تمام ادیان کے بعد دنیا میں تشریف لائے ہیں آپ کے بعد کوئی نیا دین اس دنیا میں نہ آیگا۔

آیت نمبر2:

خدا فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ۔

اے ایمان والو میں تمہیں ایک سوداگری بتاؤں جو بچائے تمہیں دردناک عذاب سے ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر۔

اس آیت کریمہ میں بتایا کہ ایمان والو تمہارے لئے نافع تجارت یہ ہے کہ تم اللہ اور

اس کے رسول پر ایمان لے آؤ دردناک عذاب سے بچ جاؤ گے جب نجات کیلئے امام الانبیاء کو ماننا کافی ہے تو پھر کسی نئے نبی کی ضرورت نہ رہی لہٰذا حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔

آیت نمبر 3:

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مضبوط بات سے مضبوط کرتا ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

یہ آیت کریمہ عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے جسکی تفسیر میں بخاری شریف میں ہے کہ حضرت برا ابن عازب فرماتے ہیں کہ جب مومن قبر میں بٹھایا جائیگا تو اس کے پاس فرشتے آئیں گے پھر وہ شہادت دیگا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ یہی قول ثابت ہے۔ اور امام جلال الدین سیوطی نے در منثور تفسیر میں فرمایا کہ مومن سے جب نبی کے بارے میں پوچھا جائے گا تو وہ جواب میں کہے گا میرے نبی محمد ﷺ ہیں جو خاتم النبیین ہیں۔

تائید از احادیث

حدیث نمبر 1:

حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ زید بن خارجہ ایک روز مدینہ طیبہ کے کسی راستہ میں چل رہے تھے یکا یک زمین پر گرے اور فوراً وفات ہوگئی انصار کو اسکی خبر ہوئی تو ان کو وہاں سے اٹھا کر گھر لے آئے اور چاروں طرف سے ڈھانپ دیا گھر میں کچھ انصار عورتیں تھیں جو ان کی وفات پر رو رہی تھیں اور کچھ مرد جمع تھے اسی طرح جب مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت آیا تو اچانک انہوں نے ایک آواز سنی جو دو مرتبہ سنائی دی گئی اے لوگوں چپ رہو انہوں نے ان کے سینے اور چہرے سے کپڑا ہٹا دیا تو انہوں نے کہا محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین یعنی

حضرت محمد رسول اللہ نبی الامی ہیں وہ تمام نبیوں کے خاتم ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں یہ مضمون توریت اور انجیل میں موجود ہیں۔ (218/5 طبرانی کبیر)

حدیث نمبر 2:

حضرت ابن غنم سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کا پیٹ چاک کیا اور پھر کہا کہ قلب حفاظت کرنیوالا ہے کان سننے والے ہیں اور آنکھیں دیکھنے والی ہیں یہ محمد اللہ کے رسول ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں اور جن کے بعد قیامت قائم ہوگئی۔ (25/1 خصائص کبریٰ)

حدیث نمبر 3:

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح جب یرموک پہنچے تو لشکر روم کے سردار نے ایک قاصد بھیجا قاصد نے کہا ملک شام کے گورنر ماہان کی طرف سے آیا ہوں انہوں نے کہا ہے آپ ہمارے پاس اپنی جماعت میں سے ایک عقلمند کو بھیج دیں تا کہ ہم ان سے مکالمہ کریں حضرت خالد بن ولید کو بھیجا گیا ماہان نے آپ سے پوچھا تمہارے رسول نے تمہیں خبر دی ہے کہ ان کے بعد کوئی اور رسول آئے گا فرمایا نہیں۔ بلکہ یہ خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

(484/2 خصائص کبریٰ)

عقیدہ نمبر 7:

آپ شفاعت فرمائیں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن پل صراط کے قریب کھڑے ہو کر اپنی امت کے پل پر سے گزرنے کا انتظار کر رہا ہوں گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ سبھی انبیاء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور آپ سے ایک درخواست کرتے ہیں اور وہ یہ کہ آپ اللہ تعالیٰ

سے دعا کریں کہ وہ تمام امتوں کو اپنے اپنے ٹھکانے تک پہنچادے اور اس میدان کے شدائد ومصائب سے نجات دے وہ سب اپنے اپنے پسینے میں غرق ہو رہے ہیں اور پسینہ ان کے مونہوں تک پہنچا ہوا ہے مومن پر تو میدان محشر میں زکام کی سی حالت طاری ہوگی مگر کافر پر موت کا سا عالم طاری ہوگا۔

آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائیں گے آپ یہیں ٹھہریں یہاں تک کہ میں واپس آپکے پاس آؤں آپ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے عرش کے نیچے کھڑے ہوں گے اور اس قرب سے نوازے جائیں گے جو نہ کسی مقرب فرشتے کو حاصل ہوگا اور نہ ہی نبی مرسل کو اللہ کا شکر کرتے ہوئے سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو حکم دے گا کہ محمد کریم ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے عرض کرو اپنا سر بلند کرو جو مانگو آپ کو عطا کیا جائیگا جسکی شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی چنانچہ مجھے امت کی شفاعت کا حق دیا جائیگا۔ (ص 208 شواہد الحق)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت فرمائیں اب اس عقیدے کی تائید میں چند مزید احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

تائید از احادیث

حدیث نمبر 1:

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول کریم ﷺ کے ہمراہ تھے ایک رات میری آنکھیں نہ لگیں اور نیند کا فور ہوگئی چنانچہ میں اپنی جگہ سے اٹھا کیا دیکھتا ہوں کہ لشکر کی قیام گاہ میں حد نگاہ تک ہر جانور زمین پر سر رکھ کر سویا ہوا ہے میرے دل میں خیال آیا کہ رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضری دیتا ہوں اور صبح تک آپ ﷺ کے ساتھ بات چیت میں مصروف رہتا ہوں میں لوگوں کے درمیان سے گزرتا ہوا لشکر گاہ سے باہر نکلا کسی آدمی کا اثر و نشان محسوس ہوا ادھر روانہ ہوا تو وہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح تھے اور

حضرت معاذ بن جبل ان دونوں نے مجھ سے دریافت کیا اس وقت باہر نکلنے کا کیا سبب ہے میں نے کہا جس چیز نے آپ کو ادھر نکلنے پر مجبور کیا ہے اسی نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہمارے قریب ہی درختوں کا ایک جھنڈ تھا ہم اس کی طرف چلے تو ہمیں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ اور ہواؤں کی سرسراہٹ سی محسوس ہوئی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا یہاں ابوعبیدہ بن الجراح ہیں ہم نے عرض کی جی ہاں آپ نے فرمایا معاذ بن جبل ہیں عرض کی جی ہاں آپ نے فرمایا کیا عوف بن مالک ہیں ہم نے عرض کی جی ہاں آپ ہماری طرف تشریف لائے نہ ہم آپ سے کوئی سوال کرتے اور نہ آپ نے کوئی سوال کیا حتیٰ کہ آپ اپنی قیامگاہ کی طرف چلے تب آپ نے فرمایا میں تمہیں اس امر کی خبر نہ دوں جس کا اختیار ابھی ابھی میرے رب نے مجھے دیا ہے ہم نے عرض کی ہاں کیوں نہیں ضرور بتلائیں۔

آپ نے فرمایا مجھے رب نے یہ اختیار دیا ہے کہ میری دو تہائی امت کو بلا حساب و عذاب جنت میں داخل کر دے اور یا مجھے حق شفاعت دے دے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے کس امر کو اختیار فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا میں نے شفاعت کو اختیار کیا ہے ہم سب نے مل کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں بھی اپنی شفاعت کے قابل لوگوں میں داخل فرما لیں آپ ﷺ نے فرمایا میری شفاعت تمام اہل اسلام کے لئے ہے۔

(ص 132/8 صحیح ابن حبان)

پیش حق مثردہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

حدیث نمبر 2:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن انبیاء کرام کے نورانی منبر ہوں گے جن پر وہ تشریف فرما ہوں گے مگر میرا منبر خالی رہے گا میں اس پر نہ بیٹھوں گا بلکہ اپنے رب کے حضور اس خوف و خطرہ اور اندیشہ کے تحت کھڑا رہوں گا کہ کہیں مجھے جنت کی طرف بھیج دیا جائے اور میری امت جنت میں داخل ہونے سے رہ جائے لہذا میں اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا۔ الٰہی ان کا حساب جلد شروع فرما چنانچہ ان کو بلا کر حساب شروع کیا جائیگا ان میں سے بعض خدا کی رحمت سے اور بعض میری شفاعت سے جنت میں داخل ہو جائیں گے میں سلسلہ شفاعت جاری رکھوں گا حتیٰ کہ مجھے ان لوگوں کی فہرست دی جائے گی جن کو آگ میں بھیجا جا چکا ہوگا اور خازن جنت مجھے کہے گا آپ نے رب کے قہر و غضب کے لئے اپنی امت میں انتقام کیلئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ (446/3 طبرانی اوسط)

حدیث نمبر 3:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید المرسلین نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ قضاء حکم کا فیصلہ فرمائیگا تو ایک ندا دینے والا ندا دیگا۔ کہاں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت میں اٹھ کر خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا اور میرے پیچھے میری امت ہوگی ان کے اعضائے وضو اور چہرے وضو کی وجہ سے نورانی ہوں گے الغرض ہم آخری ہیں اور اول بھی حساب و کتاب اور دخول جنت کے اعتبار سے ہماری راہ سے دوسری امتوں کو ہٹایا جائے گا اور ہمارا راستہ صاف کیا جائے گا ہماری اس عزت و کرامت کو دیکھ کر دوسری امتیں کہیں گی کہ یہ تو ساری امت اس مرتبہ کو پہنچی ہوئی ہے کہ گویا نبی ہیں۔ (281/1 مسند امام احمد)(214/4 مسند ابی یعلیٰ)

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

عقیدہ نمبر 8:

نبی کریم ﷺ مشکل کشا ہیں۔

چار مقرب فرشتے چار ہزار سال سے چار مسائل میں بحث کر رہے تھے لیکن ان کو حل نہ کر سکے جب نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی تو ان فرشتوں کو یقین ہوا کہ یہ مشکل مسائل آپ ہی سے حل ہوں گے تو انہوں نے اپنی مشکل کشائی کے لئے نیاز اور زاری سے استدعا کی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو بلایا اور مقام قرب سے مشرف فرمایا اور وہاں جو وحی ہوئی اس میں سے ایک یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب کو احسن صورت میں دیکھا پھر خدا نے فرمایا وہ کون سے مسائل ہیں جن میں مقرب فرشتے بحث کر رہے ہیں میں نے کہا اے میرے رب، تو بہتر جانتا ہے پھر اللہ نے اپنا ید قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا حتیٰ کہ ان کی ٹھنڈک کا اثر میں نے اپنے سینے میں پایا اس کے بعد فرمایا اے پیارے محمد ﷺ آپ جانتے ہیں وہ کون سے مسائل ہیں جن میں مقرب فرشتے بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کی وہ مسائل کفارات منجیات درجات اور مہلکات ہیں فرمایا تو نے سچ فرمایا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یاملائکتی وجدتم حل المشکلات فاسئلوا اشکالکم

اے میرے فرشتوں اب تم نے مشکلات کا حل پالیا تم اپنی مشکلات حل کرالو۔

پھر اسرافیل علیہ السلام نے عرض کی کفارات کیا ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ تین کام ہیں ایک یہ کہ سخت سردی میں مکمل وضو کیا جائے دوسرا نماز باجماعت کے لئے پیدل چل کر جانا تیسرا ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا پھر میکائیل علیہ السلام نے عرض کی درجات کیا ہیں حضور ﷺ نے فرمایا بھوکوں کو کھانا کھلانا اور سلام کو لوگوں میں عام کرنا اور رات کو نوافل پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوں پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی منجیات کیا ہیں یعنی وہ کونسے کام ہیں جن پر عمل کرنے سے عذاب سے نجات ملتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ظاہراً اور پوشیدہ طور پر خدا سے

ڈرنا اور فقر و غنیٰ ہر دو حال میں میانہ روی کرنا اور غضب اور نرمی میں عدل کرنا پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی مہلکات کیا ہیں۔ جن کاموں کے کرنے سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایک یہ کہ بخل کی اطاعت کی جائے۔ خواہش نفسانی کی پیروی کی جائے اور انسان اپنے آپ کو دوسروں سے اچھا گمان کرے۔

(ص 171 خرپوتی)(ص 237/2 بریقہ محمدیہ شرح طریقہ محمدیہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چاروں مقرب فرشتوں حضرت اسرافیل، حضرت میکائیل، حضرت جبریل امین اور حضرت عزرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو خدا کی عطا کردہ طاقت سے مشکل کشا سمجھا اور ان سے اپنی مشکلات کو حل کرایا اور خود خدا تعالیٰ نے ان مقرب فرشتوں سے فرمایا کہ میرے محبوب سے اپنی مشکلات حل کرالو پس ثابت ہوا کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام کا بھی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کا رسول مشکل کشا ہے۔

تائید از حدیث

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں پر سے گزرے جن میں عذاب ہو رہا تھا۔ فرمایا ان آدمیوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب کسی دشوار بات میں نہیں ہو رہا ان میں سے ایک پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا پھر ایک تر شاخ لے کر اس کو آدھا آدھا چیرا اور ہر قبر پر ایک ایک کو گاڑ دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ فرمایا جب تک یہ ٹکڑے خشک نہ ہوں گے ان دونوں کے عذاب میں کمی کی جائے گی۔

یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے فعل سے دونوں کی مشکل دور فرمائی اور ان کے عذاب میں کمی ہو گئی پس ثابت ہوا کہ حضور ﷺ خدا کی عطا سے مشکل کشا ہیں۔

عقیدہ نمبر 9:

مسئلہ حیات النبی ﷺ۔

مسلم شریف کی روایت ہے کہ فرشتوں نے معراج کی رات حضور ﷺ کا سینہ اوپر سے نیچے تک چاک کیا اور قلب مبارک باہر نکالا پھر اسے شگاف دیا اور اس سے خون کا ایک لوتھڑا نکال کر باہر پھینک دیا اس شق صدر میں ایک حکمت یہ تھی کہ حضور ﷺ کی حیات بعد الموت پر دلیل قائم ہو جائے اور وہ اس طرح کہ عادۃً بغیر روح کے جسم میں حیات نہیں ہوتی لیکن اللہ کے نبی قبض روح کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں چونکہ روح حیات کا مستقر قلب انسانی ہے لہذا جب کسی انسان کا دل اس کے سینے سے باہر نکال لیا جائے تو وہ زندہ نہیں رہتا لیکن رسول کریم ﷺ کا دل مبارک جبریل امین علیہ السلام نے سینہ سے باہر نکالا اسے شگاف دیا اور وہ منجمد خون جو جسمانی اعتبار سے دل کیلئے بنیادی حیثیت رکھتا تھا صاف کر دیا اس کے باوجود بھی حضور ﷺ زندہ رہے جو اس امر کی روشن دلیل ہے کہ قبض روح کے بعد بھی حضور ﷺ زندہ ہیں کیونکہ جس کا دل بدن سے باہر ہو اور وہ پھر بھی زندہ رہے اگر اسکی روح قبض ہو کر باہر ہو جائے تو وہ کب مردہ ہو سکتا ہے پس ثابت ہوا کہ جبریل امین علیہ السلام کے نزدیک حضور ﷺ قبض روح کے بعد زندہ ہیں ورنہ حضرت جبریل امین علیہ السلام آپ کا دل سینے سے باہر نہ نکالتے۔ حضرت جبریل علیہ السلام اس راز سے واقف تھے کہ زندگی کے لئے حضور ﷺ دل کے محتاج نہیں نہ روح کے محتاج ہیں بلکہ یہ دونوں چیزیں اپنے ہونے میں نبی کی محتاج ہیں۔

تائید از حدیث نمبر 1:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا

والذی نفسی بیدہ لینزلن عیسی ابن مریم ثم لان قام علی قبری فقال یامحمد لاجبتہ۔

قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے عیسیٰ ابن مریم ضرور نازل ہوں گے پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے یا محمد کہہ کر پکاریں گے تو میں ضرور جواب دوں گا۔ (ص462/11 مسند ابی یعلیٰ)

قبر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پکارنے کا جواب دینا اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

حدیث نمبر 2:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون (ص147/6 مسند ابی یعلیٰ)

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

حدیث نمبر 3:

حضرت اوس ثقفی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے سب دنوں میں افضل ترین دن جمعہ ہے لہذا جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائیگا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو بوسیدہ ہو جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔

(ص264/1 سنن دارمی)(110/3 شعب الایمان)

عقیدہ نمبر 10:

خدا تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرما۔

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ عام لوگوں کو غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ برگزیدہ رسولوں کو علم فرماتا ہے اور تمام رسولوں سے زیادہ برگزیدہ رسول حضرت محمد ﷺ ہیں۔ لہذا یقیناً خدا تعالیٰ نے آپ کو علم غیب عطا فرمایا ہے جب حضرت جبریل علیہ السلام اس آیت کو لے کر نازل ہوئے تو آپ کا یہ عقیدہ بن گیا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو علم غیب عطا فرمایا۔

تائید از قرآن

خدا فرماتا ہے۔

وما هو على الغيب بضنين

اور یہ غیب کی بات بتانے میں بخیل نہیں۔

اس آیت کے تحت مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے لکھا ہے۔

یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ کے اسماء وصفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتانے میں ذرا بخل نہیں کرتا۔

تائید از حدیث

حضرت سواد بن قارب زمانہ جاہلیت میں کاہن تھے اور ایک جن ان کے تابع تھا ان کے جن نے مسلسل تین راتوں میں سواد کو بیدار کر کے بتایا کہ مکہ میں رسول معظم اور ہادیٔ برحق قبیلہ بنی ہاشم سے پیدا ہو چکے ہیں اور وہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچ چکے ہیں اکثر جنات بھی ان پر

ایمان لا چکے ہیں تم بھی چلو اور ان پر ایمان لے آؤ۔ مسلسل تین راتیں اسی طرح گزریں بالآخر حضرت سواد کے دل میں اسلام جاگزیں ہوا۔ سواد بن قارب فرماتے ہیں میں مدینہ پہنچا تو حضور ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا خوش آمدید تمہیں اے سواد بن قارب تمہارے آنے کا سبب ہم خوب جانتے ہیں۔ میں نے عرض کی حضور ﷺ میں نے کچھ شعر کہے ہیں۔ سن لیجئے۔ اجازت پا کر آپ نے جو اشعار سنائے ان میں سے ایک شعر یہ تھا۔

فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهٗ

وَاَنَّكَ مَامُوْنٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبٍ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اور بیشک آپ ہر غیب پر امین ہیں۔

جب نبی کریم ﷺ نے اشعار سنے تو سواد بن قارب فرماتے ہیں۔

فضحك النبی ﷺ حتى بدت نواجذه

حضور ﷺ مسکرائے یہاں تک کہ حضور ﷺ کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے۔

(عمدۃ القاری 8/17)(ارشاد الساری 185/6)(طبرانی 92/7) خصائص کبریٰ 255/1)

حضرت سواد نے جو قصیدہ حضور ﷺ کو سنایا اس میں صاف صاف کہا کہ حضور ﷺ ہر غیب پر امین ہیں اس پر حضور ﷺ نے انکار نہ فرمایا بلکہ آپ خوش ہوئے اور مسکرائے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کی عطا سے حضور ﷺ علم غیب جانتے ہیں۔ حضور ﷺ کا خوش ہونا اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپ اس شخص سے خوش ہیں جس کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو عطائے الٰہی سے علم غیب حاصل ہے۔

سواد بن قارب نے حضور ﷺ کو ہر غیب پر امین بنایا معلوم ہوا کہ غیب اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور مالک کی اجازت کے بغیر امانت میں تصرف کرنا خیانت ہے اس لئے حضور ﷺ نے اگر کسی کے پوچھنے پر غیب کی کوئی بات نہ بتائی تو اس سے آپ کی لاعلمی ثابت نہیں ہوتی بلکہ

حضور ﷺ کا امین ہونا ثابت ہوتا ہے۔

عقیدہ نمبر 11:

حضور ﷺ دور سے دیکھتے ہیں۔

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

اور تم فرشتوں کو دیکھتے ہو عرش کے ارد گرد حلقہ کئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے۔

اب سنئے عرش کتنی دور ہے زمین سے پہلا آسمان پانچ سو سال کی راہ پر ہے ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا فاصلہ بھی اتنا ہی ہے اور ایک آسمان کی موٹائی بھی اتنی ہی ہے۔ سات آسمان ہیں۔ اوپر جنت ہے جنت کے سو درجات ہیں ایک درجے سے دوسرے درجے کا فاصلہ بھی پانچ سو سال کی راہ کے برابر ہے پھر سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ سے عرش تک ستر ہزار پردے ہیں ایک پردے سے دوسرے پردے کا فاصلہ بھی پانچ سو سال کی راہ کے برابر ہے پھر کہیں جا کر اللہ کا عرش آتا ہے اندازہ کر لیجئے کہ اللہ کا عرش کتنی دور ہے اور فرش زمین پر کھڑے ہو کر عرش کے ارد گرد کے فرشتوں کو دیکھ رہے ہیں۔ جب جبریل علیہ السلام اس آیت کو لے کر نازل ہوئے تو تو آپ کا عقیدہ بن گیا کہ نبی کریم ﷺ عرش تک کی چیزوں کو دیکھ سکتے ہیں پس ثابت ہوا کہ جبریل علیہ السلام کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ دور کی چیز کو دیکھتے ہیں۔

تائید از حدیث نمبر 1:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ان اللہ زوی لی الارض حتی رأیت مشارقها ومغاربها۔

(کتاب الفضل مسلم شریف)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ لیا یہاں تک کہ میں نے ساری زمین اور اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

حدیث نمبر 2:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الیٰ کفی ھذہ۔ (ص 286/8 مجمع الزوائد)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ دنیا نام ہے ساتویں آسمان سے ساتویں زمین تک کا اب اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتویں آسمان سے لے کر ساتویں زمین تک کی تمام اشیاء کو دیکھ رہے ہیں آپ کی نگاہ سے کوئی پوشیدہ نہیں۔

عقیدہ نمبر 12:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دور کا درود وسلام سنتے ہیں۔

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَآ اَوْ رُدُّوْھَا

اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو۔

ہر نمازی نماز میں آپ پر اس طرح سلام پیش کرتا ہے۔

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ برکاتہ

اور سلام کا جواب دینا فرض ہے معلوم ہوا آپ ہر نمازی کو سلام کا جواب دیتے ہیں جواب سے پہلے سلام کا سننا ضروری ہے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دور والوں کا سلام سنتے ہیں۔ کیونکہ نمازی دنیا کے مختلف ممالک میں رہتے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام جب یہ

آیت کریمہ لے کر نازل ہوئے تو آپ کا یہ عقیدہ ہوگیا کہ نبی کریم ﷺ تمام سلام کرنے والوں کو جواب دیں گے کیونکہ آپ کو سب کا سلام سننے کی قوت خدا نے عطا کی ہے ثابت ہوا کہ جبریل علیہ السلام کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ دنیا کے نمازیوں کا سلام سنتے ہیں۔

تائید از حدیث

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرورکونین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوته حیث کان قلنا وبعد وفاتك قال وبعد وفاتی ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔

(ص 73 جلاء الافہام)

کوئی شخص ایسا نہیں کہ مجھ پر درود پڑھے مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے یعنی میں اس کی آواز سنتا ہوں چاہے وہ کہیں ہو صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ وفات کے بعد بھی آپ سنیں گے فرمایا۔ وفات کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حرام فرمادیا ہے زمین پر نبیوں کے جسم کو کھانا۔

تائید نمبر 2:

حضرت ابوبکر محمد بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا تو شبلی آئے اور ابوبکر بن مجاہد اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے اور اس سے معانقہ کیا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے کہا اے میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ ایسا کرتے ہیں حالانکہ آپ اور تمام بغداد والے اسے دیوانہ تصور کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا میں نے شبلی کے ساتھ ایسا ہی کیا جیسا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے میں نے خواب میں دیکھا۔ حضور ﷺ کھڑے ہو گئے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ آپ شبلی کے ساتھ یہ کیا کرتے ہیں تو فرمایا شبلی ہر نماز کے بعد پڑھتا ہے۔

لقد جاء کم رسول من انفسکم آخر سورۃ تک پھر تین مرتبہ کہتا ہے صلی اللہ علیك یا محمد۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے شبلی سے پوچھا تو انہوں نے تصدیق کی اور ویسے ہی بیان کیا جیسے میں نے سنا تھا۔

(ص 395/4 تاریخ بغداد) (ص 173 القول البدیع) (258 جلاء الافہام)

تائید نمبر 3:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک فرشتہ ہے جس کو تمام مخلوقات کی قوت سماع عطا ہوئی ہے اور وہ میری قبر انور پر میری وفات سے لے کر قیامت تک قائم رہے گا پس کوئی شخص میری امت سے ایسا نہیں ہوگا جو مجھ پر درود پڑھیگا مگر وہ فرشتہ اس کا نام اور اس کے باپ کا نام لے کر کہے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فلاں بن فلاں نے آپ پر ان الفاظ سے درود بھیجا ہے۔

(ص 62 جلاء الافہام)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ارسلت الی الخلاق کافۃ

میں ساری مخلوق کا رسول ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر جو فرشتہ مقرر ہے وہ بھی مخلوق ہے اور آپ اس کے رسول ہیں یا یوں کہئے کہ وہ فرشتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہے اور ساری مخلوقات کے درود کو سنتا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کا یہ کمال ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا کمال ہوگا۔

عقیدہ نمبر 13:

خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے علوم خمسہ جانتے ہیں۔

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡاَرۡحَامِ وَمَا تَدۡرِیۡ

نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے بارش اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کل کیا کمائے گا اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ علوم خمسہ یہ ہیں۔

1۔ قیامت کا علم۔ 2۔ بارش کا علم۔ 3۔ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے۔ 4۔ کل کیا ہوگا۔ 5۔ کوئی کہاں مرے گا۔

ان علوم کے بارے میں دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ان علوم کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی تعلیم سے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ان علوم کو جانتے ہیں۔ دلائل ملاحظہ ہوں۔

قیامت کا علم

متذکرہ آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ

بے شک اللہ کے پاس قیامت کا علم۔

اور چوتھے پارے میں خدا فرماتا ہے۔

وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ

اور اللہ ہی کے پاس ہے اچھا ثواب۔

اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ بیشک ثواب اللہ ہی کے پاس ہے لیکن وہ اپنے عبادت گزار بندوں کو بھی ثواب عطا فرماتا۔ نماز، روزہ، حج وعمرہ، زکوٰۃ اور جہاد غرضیکہ ہر نیک کام کرنے والے خدا کی طرف سے ثواب پاتے ہیں اب آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ گو ثواب خدا تعالیٰ کے

پاس ہے لیکن وہ یہ ثواب اپنے عبادت کرنیوالے بندوں کو عطا فرماتا بھی ہے اسی طرح اللہ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ

بے شک قیامت کا علم خدا کے پاس ہے۔

لیکن وہ اپنے برگزیدہ بندوں کو یہ علم عطا بھی فرماتا ہے جس طرح ثواب اللہ کے پاس ہے اور وہ بندوں کو بھی عطا فرماتا ہے اسی طرح قیامت کا علم خدا کے پاس ہے اور اپنے برگزیدہ بندوں کو بھی عطا فرماتا ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے۔

قُلۡ اِنۡ اَدۡرِیۡۤ اَقَرِیۡبٌ مَّا تُوۡعَدُوۡنَ اَمۡ یَجۡعَلُ لَہٗ رَبِّیۡۤ اَمَدًا

تم فرمادو میں نہیں جانتا آیا نزدیک ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا میرا رب اسے کچھ وقفہ دے گا۔

امام فخر الدین رازی اور علامہ ابن کثیر نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ جس چیز کا وعدہ کیا گیا وہ قیامت ہے اور آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

عَالِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا ۔ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ

غیب کا جاننے والا ہے اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

یہاں غیب قیامت کے وقت کو کہا گیا ہے چنانچہ امام رازی فرماتے ہیں۔

عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا ای وقت وقوع القیامۃ

یعنی قیامت کے وقوع کا وقت

الا من ارتضی من رسول

مگر اسکی اطلاع ان کو دیتا ہے جو اس کے پسندیدہ رسول ہیں۔

اور حضرت محمد مصطفی ﷺ سے بڑھ کر اور کون خدا کا پسندیدہ رسول ہے لہذا ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو قیامت کا علم عطا فرمایا ہے۔

لیکن خدا تعالیٰ نے اس علم کو چھپانے کا حکم دیا چنانچہ علامہ زرقانی فرماتے ہیں۔

(وقد قالوا فی علم الساعة) وباقی الخمس المذ کور فی آیة ان الله عنده علم الساعة (نحو هذا) یعنی انه علمها ثم امر بکتمها۔ (ص265/1 زرقانی)

علم قیامت اور باقی ان پانچ چیزوں کے متعلق جن کا سورہ لقمان کی آخری آیت میں ذکر ہے علماء نے یہی لکھا ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو ان پانچوں چیزوں کا علم عطا فرمایا ہے اور آپ ﷺ کو ان کے مخفی رکھنے کا حکم فرمایا۔

نیز آیت بالا میں درابت کی نفی ہے علم کی نہیں اور درایت کہتے ہیں اٹکل اور قیاس سے جاننا یعنی قیامت کا علم وحی سے حاصل ہوا ہے نہ کہ اٹکل اور قیاس سے۔

جب یہ آیت حضرت جبریل علیہ السلام لے کر نازل ہوئے تو ان کا عقیدہ ہو گیا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو قیامت کا علم عطا فرمایا ہے۔

علامہ محمود آلوسی نے لکھا ہے۔

ویجوز ان یکون الله تعالیٰ قد اطلع حبیبه علیه الصلوٰة والسلام علی وقت قیامها علی وجه کامل۔

اور یہ بات جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو وقوع وقت قیامۃ پر مکمل اطلاع دی

(روح المعانی زیر آیت علوم خمسہ)

تائید

حدیث نمبر 1:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔

ان اول شئی خلقه الله القلم فقال له اکتب فقال یارب وما اکتب قال اکتب القدر یجری من ذالك بما هو کائن الی ان تقوم الساعة۔ (ص167/1 مرقاۃ)

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور اسے کہا کہ لکھ عرض کی اے میرے رب کیا لکھوں فرمایا قیامت تک ہونے والی تقدیر لکھ دے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قلم نے قیامت ہونے والے تمام واقعات لکھ دیئے جو قلم نے آخری واقعہ لکھا ہے اس کے بعد کوئی اور واقعہ نہ لکھا اس بات کی دلیل ہے کہ اس آخری واقعہ کے بعد قیامت ہے پس ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ نے قلم کو علم قیامت عطا فرمایا ہے اگر خدا تعالیٰ نے قلم کو قیامت کا علم عطا کیا ہے تو اپنے حبیب ﷺ کو بھی ضرور یہ علم عطا کیا ہے۔

حدیث نمبر 2:

حضرت عمرو بن اخطب سے روایت ہے کہ

صلی بنا رسول اللہ ﷺ یوما الفجر وصعد المنبر فخطبنا فحضرت الظھر ثم نزل فصلی الظھر ثم صعد المنبر فخطبنا حتیٰ حضرت العصر ثم نزل فصلی العصر فصعد المنبر فخطبنا حتیٰ غابت الشمس فحدثنا بما کان وما ھو کائن
(ص 341/5 مسند امام احمد)

رسول خدا ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر جلوہ گر ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر آ گئی ۔آپ ﷺ نے منبر سے اتر کر ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر چڑھ کر آپ ﷺ نے خطبہ دیا حتیٰ کہ عصر آ گئی پھر آپ ﷺ نے اتر کر نماز عصر پڑھائی پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا آپ ﷺ نے جو کچھ ہو چکا جو ہونے والا تھا سب کچھ بیان فرما دیا۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے قیامت تک ہونے والے تمام واقعات بیان فرما دیئے جو واقعہ آپ ﷺ نے آخری بیان کیا اس کے بعد کوئی اور واقعہ بیان نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس آخری واقعہ کے بعد قیامت آئے گی۔ معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ

نے آپ ﷺ کو علم قیامت عطا فرمایا تھا۔

حدیث نمبر 3:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

قام فینا رسول اللہ ﷺ مقاما ماترک شیئا یکون فی مقامہ ذالک الی قیام الساعۃ الاحدث بہ۔ (ص 390 مسلم)(ص 231/2 ابوداؤد)

ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے اس وقت سے لے کر قیامت کی تمام چیزیں بیان کیں۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے قیامت تک کے سارے حالات بیان فرمائے جو واقعہ آخری بیان فرمایا اس واقعہ کے بعد کوئی اور واقعہ نہ بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے بعد قیامت آئے گی جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قیامت کا علم عطا فرما دیا تھا۔

حدیث نمبر 4:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

اخبرنی رسول اللہ ﷺ بما ھو کائن الی ان تقوم الساعۃ مامنہ شئی الاقدسالتہ۔ (ص 390/2 مسلم شریف)

قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا اس کی رسول خدا ﷺ نے مجھے خبر دی اور ہر چیز کے متعلق میں نے سوال کیا۔

یہ حدیث بھی گزشتہ حدیث کی طرح آپ کا علم قیامت ثابت کر رہی ہے۔

علامہ اسماعیل حقی نے لکھا ہے۔

قدذھب بعض المشائخ الی ان النبی ﷺ کان یعرف وقت الساعۃ

باعلام اللہ تعالیٰ (ص 389/2 روح البیان)

بعض مشائخ کا مسلک یہ ہے ہ نبی کریم ﷺ قیامت کے وقت کو جانتے تھے خدا تعالیٰ تعلیم سے۔

بارش کا علم

جب حضرت یوسف علیہ السلام قید میں تھے مصر کے بادشاہ نے خواب دیکھا کہ سات دبلی گائیں ہیں جو سات موٹی گائیوں کو کھا رہی ہیں اور سات خشک بالیاں ہیں جو سات سبز بالیوں سے لپٹ گئیں اور ان کو بھی خشک کر دیا اس خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھی گئی آپ نے فرمایا تم سات سال لگاتار کھیتی باڑی کرو گے جو کاٹو اسے اسکی بالی میں رہنے دو صرف اتنے دانے نکال لینا جتنے تم نے کھانے ہوں پھر اس کے بعد سات سال ایسے آئیں گے کہ تم سارا اندوختہ کھا لو گے صرف اتنا بچے گا جو بطور بیج استعمال ہو سکے۔

ثُمَّ يَأْتِي مِنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ۔

پھر ان کے بعد ایک سال آئیگا جس میں لوگوں کو بارش دی جائے گی اور اس میں نچوڑیں گے۔قرآن کی اس عبارت سے پتہ چلا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خبر دی کہ چودہ سال کے بعد بارش ہو گی ایسا ہی ہوا۔

قرآن کریم حضرت جبریل امین علیہ السلام لے کر نازل ہوئے جب حضرت جبریل علیہ السلام اس آیت کو لے کر نازل ہوئے تو ان کا یہ عقیدہ ہو گیا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کو بارش کا علم عطا فرمایا تھا جو خدا حضرت یوسف علیہ السلام کو بارش کا علم دے سکتا ہے وہ اپنے محبوب حضرت محمد مصطفی ﷺ کو بھی اس علم سے مشرف فرما سکتا ہے۔

تائید

حدیث نمبر 1:

حضرت ابوالجوزاء سے روایت ہے کہ اھل مدینہ سخت قحط میں مبتلا کئے گئے انہوں نے حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوکر شکایت کی۔ حضرت عائشہ نے فرمایا تم نبی کریم ﷺ کی قبر انور پر جاؤ اور حجرہ کی چھت میں روشندان کھولدو تا کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان کوئی حجاب باقی نہ رہے چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا اور خوب بارش ہوئی یہاں تک کہ گھاس اُگ آئی اور اونٹ موٹے ہو گئے اور اس سال کا نام رکھا گیا ارزانی کا سال۔ (ص 216/3 مشکوٰۃ)

یہ حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا کی کرامت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ قبر انور اور آسمان کے درمیانی حجاب کو دور کردو تا کہ آسمان آپ کی قبر کو دیکھے اور رحمت کی بارش ہونے لگے۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ آسمان آپ کی قبر کو دیکھ کر رونے لگا۔ خدا فرماتا ہے۔ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ یعنی فرعونیوں پر زمین و آسمان نہیں روئے معلوم ہوا کہ زمین و آسمان کافروں پر نہیں روتے بلکہ مومنوں پر روتے ہیں اور آسمان امام الانبیاء کی قبر کو دیکھ کر رویا اور اس کا رونا اھل مدینہ کے لئے بارش کی صورت میں تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو علم تھا کہ ایسا کرنے سے بارش ہوگی۔

حدیث نمبر 2:

حضرت عبدالرحمن بن سابط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاملات دنیا کا انتظام کرنے والے چار فرشتے ہیں۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام: یہ ہواؤں اور لشکروں کے سرکردہ ہیں۔

حضرت ملک الموت علیہ السلام: یہ روحوں کے قبض کرنے پر مقرر ہیں۔

حضرت میکائیل علیہ السلام: یہ بارش اور نباتات پر مقرر ہیں۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام: یہ ان تینوں کو ان کے امور کی اطلاع دیتے ہیں۔

(ص 27 الحبائک) (ص 48/1 شعب الایمان)

حضرت میکائیل علیہ السلام بارش پر مقرر ہیں لہذا اللہ آپ کو علم دیتا ہے کب اور کس علاقے میں بارش برسانی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ارسلت ای الخق کافه

میں ساری مخلوق کا رسول ہوں۔

حضرت میکائیل علیہ السلام بھی مخلوق ہے لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بھی رسول ہیں یا یوں کہو کہ میکائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ بارش کب ہوگی جب امتی کے علم کا یہ کمال ہے تو نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا کیا کمال ہوگا۔

حدیث نمبر 3:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ایک دفعہ ایک جنگل میں ایک آدمی جا رہا تھا اس نے بادل سے ایک گرج سنی جس میں یہ بات بھی تھی کہ فلاں کے باغ کو پانی پلاؤ تو یہ بادل ایک سیاہ پتھریلی زمین کی طرف چلا اور اس میں جو پانی تھا وہ بارش کی صورت میں پلٹ دیا اور وہ پانی ایک وسیع میدان میں جمع ہو گیا پھر ایک نالے تک جا پہنچا اور چل پڑا اور یہ آدمی بھی اس بادل کے ساتھ ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ اس نے ایک آدمی کو اپنے باغ میں موجود پایا جو اسے پانی پلا رہا تھا اس نے کہا اے خدا کے بندے تیرا نام کیا ہے اس نے کہا تم کیوں پوچھتے ہو اس نے کہا جس بادل کا یہ پانی ہے اس بادل سے میں نے ایک آواز سنی تھی جس میں آپ کا نام لے کر کہا گیا کہ فلاں کے باغ کو پانی پلاؤ تو جب اس کی فصل اٹھاتا ہے تو کونسا نیک کام کرتا ہے اس نے کہا جب تو نے

پوچھ لیا ہے تو سن میں اس کی آمدنی کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں ایک حصہ اپنے اہل خانہ کے لئے مقرر کرتا ہوں اور دوسرا حصہ اس باغ میں خرچ کرتا ہوں اور تیسرا حصہ محتاجوں سائلوں اور مسافروں کو دیتا ہوں۔

(ص1 مشکوٰۃ)(276/3 حلیۃ الاولیاء)(کنزالعمال حدیث نمبر 16049)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بارش کے فرشتے کو علم تھا کہ اس بادل سے بارش ہوگی تبھی تو اس نے بادل کو حکم دیا کہ فلاں کے باغ کو سیراب کرو بادل سے بارش برسی اور اس سخی کا باغ سیراب ہو گیا۔

حدیث نمبر 4:

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ سے بیان کیا جو پانی کا قطرہ بھی بارش سے گرتا ہے تو فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اس پر مقرر ہوتا ہے اور وہ فرشتہ اس قطرے کو اس کی جگہ پر رکھ دیتا ہے۔(ص33 منیر الدین)

حدیث نمبر 5:

ایک دفعہ مکہ میں قحط پڑا لوگوں نے ابوطالب سے درخواست کی کہ آپ بارش کے لئے دعا کریں۔ابوطالب نبی کریم ﷺ کو ساتھ لیکر ایک مجمع کے ساتھ حرم شریف میں حاضر ہوئے اور آپ کی پشت کو خانہ کعبہ سے لگایا آپ نے بطور تضرع اور التجا انگشت شہادت کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا۔بادل کا کہیں بھی نام ونشان نہ تھا اشارہ کرتے ہی ہر طرف سے بادل امڈ آئے اور اس قدر بارش ہوئی کہ تمام ندی نالے بہنے لگے اسی بارے میں ابوطالب نے کہا ہے۔

وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ

ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

ایسے روشن اور منور کہ ان کے چہرے کی برکت سے خدا سے بارش مانگی جاتی ہے جو یتیموں کی پناہ اور بیواؤں کا ملجاء اور ماویٰ ہیں۔ (ص1/190 زرقانی)

ایک واقعہ

خلیفہ معتمد بن متوکل کے زمانے میں قحط شدید پڑا خلیفہ نے مسلمانوں کو نماز استقاء پڑھنے کا حکم دیا مسلمانوں نے تین دن تک نماز پڑھی لیکن بارش نہ ہوئی پھر عیسائی اپنے پادری کو لے کر نکلے جب پادری نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف پھیلایا تو بادل آیا اور بارش ہونے لگی دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا اس پر بعض ضعیف الاعتقاد لوگ مرتد ہو گئے یہ بات خلیفہ پر بڑی شاق گزری خلیفہ نے امام حسن عسکری کو بلا بھیجا وہ آئے تو ان سے کہا اپنے نانا کی امت کی خبر لیجیے اس سے پہلے کہ یہ ہلاک ہو جائیں امام صاحب نے فرمایا کل سب لوگ باہر نکل کر آئیں میں انشاء اللہ اس شک کو دور کر دوں گا اور آپ نے خلیفہ سے فرمایا میرے جو ساتھی آپ کی قید میں ہیں ان کو آزاد کر دیا جائے۔ خلیفہ نے سب کو چھوڑ دیا جب لوگ بارش کے لئے نکلے اور پادری نے عیسائیوں کے ساتھ آ کر اپنا ہاتھ بلند کیا تو آسمان پر بادل چھا گئے۔ امام حسن عسکری نے فرمایا اس پادری کا ہاتھ پکڑ لو ہاتھ کو دیکھا تو اس میں ایک آدمی کی ہڈی تھی وہ ہڈی اس کے ہاتھ سے لے لی گئی امام صاحب نے فرمایا اب بارش کی دعا کرو اس پادری نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو بادل غائب ہو گیا اور دھوپ نکل آئی لوگوں کو تعجب ہوا خلیفہ نے امام صاحب سے کہا یہ کیا ہوا آپ نے فرمایا یہ کسی نبی کی ہڈی ہے جو اس نے کسی قبر سے اٹھائی ہے۔ نبی کی ہڈی آسمان کو دکھائی جائے تو بارش ہونے لگتی ہے پھر اس کا تجربہ کیا گیا تو ایسا ہی ہوا۔

(ص 207 الصواعق المحرقہ)

مخالفین کے گھر کی گواہی

حافظ لیاقت علی دیوبندی کہتا ہے کہ ایک بار میں مولوی رشید احمد گنگوہی سے رخصت ہونے لگا تو آپ نے فرمایا اب نہ جاؤ راستہ میں بارش میں بھیگ جاؤ گے۔ پریشان ہو گے چونکہ اس وقت

آسمان صاف اور آفتاب نکلا ہوا تھا مجھے بارش کا وسوسہ بھی نہ گزرا۔ میں نے عرض کی حضرت آسمان پر ابر کا نشان بھی نہیں آپ نے پھر یہی فرمایا راستہ میں بارش میں بھیگ جاؤ گے پریشان ہو گے۔ میں نے پھر عرض کیا حضرت ابھی تو بارش کا کوئی بھی سامان نہیں اور مجھے بوجہ ملازمت آج ہی وطن پہنچنا ضروری ہے میرے اصرار پر حضرت نے اجازت دے دی اور میں گنگوہ سے باہر نکلا دو تین کوس چلا ہوں گا کہ دفعۃً ابر نمودار ہوا اور چاروں طرف گھٹا چھا گئی اس زور کی بارش ہوئی کہ پاؤں اٹھانا اور ایک قدم چلنا مشکل پڑ گیا سر سے لیکر پاؤں تک خوب نہایا۔ (ص 221/2 تذکرۃ الرشید)

دیوبندیوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ بارش کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں لیکن مولوی رشید احمد گنگوھی کے علم بارش پر کسی نے اعتراض نہیں کیا جو علم نبی کے لئے نہیں مانتے وہ اپنے مولوی کے لئے تسلیم کر رہے ہیں یہ مذہبی معتقدات سے انحراف کی بدترین مثال ہے۔

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

دیو بندیوں میں شرم کا کچھ بھی اثر نہیں

ہے اعتراض غیروں پر اپنی خبر نہیں

علم ما فی الارحام

جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے پاس بغیر موسم کے پھل دیکھے تو خیال آیا جو اللہ تعالیٰ حضرت مریم کو بغیر موسم کے پھل دے سکتا ہے وہ مجھے بھی بڑھاپے میں اولاد دے سکتا ہے آپ نے وہاں کھڑے ہو کر دعا مانگی اے اللہ مجھے پاکیزہ لڑکا عطا فرما خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔

خدا فرماتا ہے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى

تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا بے شک اللہ تجھے یحییٰ کی بشارت دیتا ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آواز دینے والا جبریل امین علیہ السلام تھا جمع تعظیم کے لئے آیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب حضرت زکریا کی بیوی حاملہ ہوئیں تو ان کو علم تھا کہ میری بیوی کے حمل میں لڑکا ہے۔ حضرت زکریا رضی اللہ عنہ اور حضرت جبریل علیہ السلام کا علم مافی الارحام ثابت ہوا۔

ایک اور مقام پر خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِن وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ

ہم نے سارہ کو اسحاق اور اسکے بعد یعقوب کی بشارت دی۔

حضرت جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھ کچھ اور فرشتے حسین لڑکوں کی شکل میں یہ خوشخبری دینے آئے کہ حضرت سارہ کے شکم سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوں گے۔

(تفسیر نور العرفان ص 365)

بعد میں جب حضرت سارہ حضرت اسحاق علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں تو ان کو بھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی علم تھا کہ حضرت سارہ کے پیٹ میں لڑکا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تعلیم الٰہی سے علم مافی الارحام جانتے تھے۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت خلیل اللہ اور جبریل امین دونوں علم مافی الارحام جانتے تھے۔

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کا عقیدہ ہے خدا کے رسول خدا کی تعلیم سے علم مافی الارحام جانتے ہیں۔

تائید

حدیث نمبر 1:

حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا کی خدمت

میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آج رات میں نے بہت برا خواب دیکھا ہے آپ ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے انہوں نے کہا وہ بہت سخت ناگوار ہے آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیا ہے انہوں نے کہا میں نے دیکھا آپ ﷺ کے جسم سے ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھ دیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔ حضرت فاطمہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جو تیری گود میں رکھا جائیگا چنانچہ حضرت فاطمہ کے ہاں حضرت حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور میری گود میں رکھے گئے جیسا کہ رسول خدا نے فرمایا تھا پھر ایک روز میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حسین علیہ السلام کو آپ کی گود میں دے دیا پھر میں دوسری طرف دیکھنے لگی اچانک میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں نے عرض کی اے خدا کے نبی ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں کیا بات ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھ کو بتایا کی عنقریب میری امت میرے اس بیٹے کو شہید کریگی میں نے کہا اس بیٹے کو کہا ہاں اور میرے پاس اس جگہ کی مٹی بھی لائے جہاں قتل کیا جائے گا اور وہ سرخ مٹی تھی۔

(ص 279/3 مشکوۃ)

حدیث نمبر 2:

حضرت ام فضل فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گزری تو آپ ﷺ نے فرمایا تیرے حمل میں لڑکا ہے جب یہ پیدا ہو تو اس کو میرے پاس لے آنا جب لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں آئی۔ آپ ﷺ نے بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا لے جاؤ خلفاء کے باپ کو میں نے جا کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی آپ ستھرا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ آپ نے فوراً لباس بدلا پھر دربار رسالت میں تشریف لائے۔ جب نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھوں

کے درمیان بوسہ دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ام فضل کو کوئی غیبی خبر دی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ وہی خبر ہے جو میں نے تجھے بھی بتائی یہ لڑکا خلفاء کا باپ ہے ان سے سفاح پیدا ہوگا امام مہدی بھی ان کی نسل سے ہوں گے اور جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھیں گے وہ انہیں سے ہوں گے۔ (ص 482 دلائل ابو نعیم)

حدیث نمبر 3:

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غابہ کے مال سے بیس وسق کھجوریں مجھے تحفہ دیا جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات قریب ہوئی تو آپ نے فرمایا اے میری بیٹی میرے بعد تیرے غنیٰ سے کوئی مجھے پیارا نہیں اور میرے بعد میرے نزدیک تیرے فقر سے اور کوئی عزیز نہیں میں نے تجھے تحفہ دیا تھا اب اگر تو فراخدی کا مظاہرہ کرے تو آج ورثاء کا مال یہی ہے اور کوئی نہیں دو تیرے بھائی ہیں اور دو تیری بہنیں ہیں۔ اللہ کی کتاب کے مطابق اس کو تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ نے عرض کی ابا جان میری تو ایک ہی ہمشیرہ ہیں۔ حضرت اسماء آپ نے فرمایا میری بیوی بنت خارجہ کے پیٹ میں مجھے لڑکی دکھائی گئی ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص 61)

حدیث نمبر 4:

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو ایک دیہاتی سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ قوم نے اس سے لوگوں کی خیر و عافیت دریافت کی تو انہوں نے اس سے کوئی خبر نہ پائی پھر قوم نے کہا اے دیہاتی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کر اس نے پوچھا کیا تم میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں کہا ہاں پھر اس اعرابی نے کہا اگر آپ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو بتاؤ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے تو سلمہ بن سلامہ نے جو بچے تھے کہا۔ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت نہ کر میں بتاتا ہوں تو اپنی اونٹنی سے جفت ہوا ہے اس اونٹنی کے پیٹ میں تیرا مضغہ ہے۔

(418/3 المستدرک)(106/1 دلائل النبوۃ)

چند دھما کہ خیز حوالہ جات

مولوی اشرف علی تھانوی دیو بندی نے لکھا ہے کہ راؤ عبدالرحمن صاحب پنجاب میں حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور بڑے زبردست صاحب کشف وحالات تھے کشف کی یہ حالت تھی کہ کوئی لڑکا لڑکی کے لئے تعویذ مانگتا بے تکلف فرماتے جا تیرے لڑکا ہوگا یا لڑکی ہوگی لوگوں نے عرض کی کہ حضرت یہ کیسے آپ بتاتے ہیں فرمایا کیا کروں بے محابا مولودی صورت سامنے آجاتی ہے۔ (ص 300 حکایات اولیاء)

جب شاہ ولی اللہ شکم مادر میں تھے تو ان کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب ایک دن خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور مراقب ہوئے اور ادراک بہت تیز تھا خواجہ صاحب نے فرمایا تمہاری زوجہ حاملہ ہے اور اس کے پیٹ میں قطب الاقطاب ہے اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا اقرار وتسلیم فرمایا اور آکر بھول گئے ایک روز شاہ صاحب کی زوجہ نماز میں مشغول تھیں جب انہوں نے دعا مانگی تو ان کے ہاتھوں میں دو چھوٹے چھوٹے ہاتھ نمودار ہوئے وہ ڈر گئیں اور گھبرا کو شاہ صاحب سے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے فرمایا ڈرو نہیں تمہارے پیٹ میں ولی اللہ ہے پس اسی لئے اصل نام تو قطب الدین احمد رکھا لیکن مشہور ہوئے ہیں ولی اللہ کے نام سے۔ (ص 27 حکایات اولیاء)

دلی کے ایک شہزادے کو خواب آیا مکہ معظمہ میں کہ ایک گھٹری آسمان سے میری طرف آرہی ہے میں نے اٹھ کر اس گٹھڑی کو لپک کر لیا جب وہ میرے ہاتھ میں آئی تو اس وقت مجھے معلوم ہوا وہ گٹھڑی نہیں بلکہ ذبح شدہ کھال اتری ہوئی۔ مسلم مرغی ہے جس کے پنجے بھی موجود ہیں اور وہ پانی میں تر ہے اس خواب کو میں نے مولانا محمد یعقوب (دیو بندی) سے بیان کیا تو انہوں نے سن کر تامل کیا میں نے عرض کی۔ حضرت اسکی تعبیر فرمادیجئے تب آپ نے فرمایا تمہاری بیوی کو حمل ہے مجھے حمل کا علم نہ تھا بیوی سے تحقیق کیا تو معلوا ہوا کہ واقعی حمل ہے میں نے

عرض کی حضرت واقعی حمل ہے تو آپ نے فرمایا لڑکی پیدا ہوگی مگر پانی کے صدمے سے مرجائیگی جب ایام حمل ختم ہوئے تو لڑکی پیدا ہوئی جب ہم واپسی میں جہاز میں سوار ہوئے تو ایک مقام میں سمندر میں طغیانی ہوئی اور اس کی چھال مجھ پر اور اس کی ماں پر اور لڑکی پر گری لڑکی دو تین سسکیاں لے کر مرگئی۔ (ص 150 حکایات اولیاء)

دیوبندیوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے اس کو صرف خدا جانتا ہے اور متذکرہ تینوں واقعات بتارہے ہیں راؤ عبدالرحمن خواجہ قطب الدین بختیار کاکی شاہ عبدالرحیم اور مولوی یعقوب بھی جانتے ہیں کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ لوگ خدائی منصب پر فائز تھے اگر واقعی ایسا ہے تو پھر تو دیوبندیوں کے ابوجہل کی طرح کئی خدا ہوگئے اور اگر وہ خدا نہ تھے تو یہ واقعات من گھڑت ہیں اور یہ واقعات سچے ہیں تو دیوبندیوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ جو علم وانکشاف حضور ﷺ کے امتیوں کیلئے تسلیم کیا جارہا ہے وہ نبی کریم ﷺ کیلئے کیوں نہیں تسلیم کیا جاتا کیا یہ بات اظہر من الشمس نہیں دیوبندیوں کو جو عقیدت اپنے مولویوں سے وہ نبی کریم ﷺ سے نہیں یہ ہیں۔

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور

کل کا علم

جب قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو قتل کر دیا تو حضرت صالح علیہ السلام اونٹنی کے پاس آکر بہت روئے اور کافروں سے فرمایا۔

فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَالِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ

فرمایا تم اپنے گھروں میں تین دن رہ سہ لو یہ وعدہ جھوٹا نہیں۔

اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ آپ نے کافروں سے فرمایا کہ پہلے دن

تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن کالے ہو جائیں گے جس طرح آپ نے فرمایا ایسا ہی ہوا معلوم ہوا کہ حضرت صالح علیہ السلام کو خدا نے کل کا علم عطا فرمایا تھا آپ نے فرمایا کل تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے چنانچہ ہو گئے۔

حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ غزوہ خیبر میں رسول خدا نے فرمایا۔

لاعطین هٰذه الرایة غدا رجل یفتح الله علی یدیه یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله۔ (مسلم شریف ص 279/2)

کل میں یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں۔

آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا اور آپکے ہاتھ پر قلعہ قموص فتح ہو گیا کسی صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کل کے علم کا انکار نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ سب کا عقیدہ تھا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل کا علم جانتے ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کان یرینا مصارع اهل البدر بالامس ویقول هٰذا مصرع فلان غدا انشاء الله تعالیٰ۔ (ص 210/3 مشکوۃ)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز پہلے ہی ہمیں وہ تمام مقامات دکھا دیئے جہاں مشرکین قتل کئے جائیں گے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کل انشاء اللہ فلاں آدمی مرا پڑا ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا جو مقامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے تھے ان ہی مقامات پر کافر قتل کئے گئے۔

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک کل کا علم اور دوسرے کوئی کہاں مرے گا اور یہ دونوں امور علوم خمسہ سے متعلق ہیں۔

جب حنین کے دن صحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے اور لمبا سفر کیا چلتے چلتے شام ہوگئی ایک سوار حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں ایک پہاڑ پر چڑھا میں نے دیکھا کہ قبیلہ ہوازن اپنی عورتوں اور اونٹوں سمیت حنین کی جانب روانہ ہوئے اس پر

فتبسم رسول الله ﷺ وقال تلك غنيمة المسلمين غداً انشاء الله تعالى۔ (ص 207/3 مشکوۃ)

رسول خدا مسکرائے اور فرمایا کل انشاء اللہ یہ مسلمانوں کا مال غنیمت ہوگا۔ چنانچہ دوسرے دن جنگ میں مسلمانوں کو فتح ہوئی اور وہ سارا مال بطور غنیمت مسلمانوں میں تقسیم ہوا۔

جب حضرت مالک بن عوف مسلمان ہوکر رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا جس میں آپ ﷺ کیلئے کل کا علم ثابت کیا۔ آپ ﷺ نے وہ قصیدہ سنا اور اس پر انکار نہیں فرمایا بلکہ قصیدہ سن کر مالک بن عوف کے حق میں کلمات خیر کہے اور انعام میں حلہ پہنایا نیز سو اونٹ بھی عطا فرمائے قصیدہ یہ ہے۔

ما ان رايت ولا سمعت بواحد في الناس كلهم كمثل محمد

اوفي فاعطي للجزيل لمجتدي ومتي تشا يخبرك عما في غد

میں نے تمام لوگوں میں کوئی ایک شخص بھی محمد ﷺ کی مثل نہ آنکھ سے دیکھا نہ کان سے سنا انہوں نے وعدہ پورا کیا اور حاجت مند کو عطائے کثیر سے نوازا اگر تو چاہے تو تجھے کل کی خبر بھی دیں گے۔ (ص 352/3 کتاب الاصابہ)

چند حوالے مخالفین کے

مولوی رشید احمد گنگوہی ایک مرتبہ بحری جہاز پر حج کرنے گئے جب یہ جہاز جدہ پہنچا تو اس کو روک دیا گیا اور وہاں کے افسروں نے حاجیوں کو اترنے کی اجازت نہ دی اور کہا یہ جہاز قرنطینہ کے لئے واپس کامران جائے گا۔ تھوڑی دیر میں ایک عرب صاحب تشریف لائے

اور انہوں نے کہا گودی کے افسر رشوت خور ہیں اور وہ کچھ لینے کیلئے یہ حجت کررہے ہیں تم جلدی کرو کچھ چندہ کر دو میں انہیں دلاکر راضی کرلوں گا یہ خبر مولانا (رشید احمد گنگوہی) کو پہنچی تو آپ نے فرمایا یہ شخص بالکل جھوٹا ہے کوئی اسے کچھ نہ دے ہم کو کامران واپس نہیں ہونا پڑے گا اور ہم نہیں اتریں گے لیکن آج نہیں اتریں گے کل اتریں گے چنانچہ دوسرے روز یہ حکم ہو گیا کہ حاجیوں کو اتر جانا چاہیے ان کا کوئی قصور نہیں۔ (ص 335 حکایات اولیاء)

مولوی صادق الیقین نام کے کوئی صاحب تھے ان کے والد سنی تھے لیکن وہ دیوبندی علماء کے زیر اثر رہ کر بدعقیدہ ہو گئے تھے جس کے سبب ان کے باپ اکثر ان سے ناراض رہتے تھے جب باپ بیٹے کے درمیان کشیدگی بہت زیادہ بڑھ گئی تو مولوی صادق الیقین گنگوہ چلے گئے آنے کو تو آ گئے مگر والد صاحب کی ناراضگی کا اکثر خیال آتا تھا ایک دن حضرت کی خدمت میں حاضر تھے یکا یک حضرت نے ان سے فرمایا میں نے تمہارے والد کی طرف خیال کیا تھا ان کے قلب میں تمہاری محبت جوش مار رہی ہے اور یہ خفگی صرف ظاہری ہے امید ہے کل پرسوں تک تمہارے بلانے کو ان کا خط بھی آ جائے چنانچہ دوسرے دن شاہ صاحب کا خط آیا۔ (ص 225/2 تذکرۃ الرشید)

صوفی کرم حسین صاحب ایک مرتبہ بیمار ہو گئے اور چند روز کے بعد صحت ہو گئی ان کے مکان سے طلبی کا خط پہنچا تو انہوں نے روانگی کا قصد کیا حضرت سے جب رخصت ہونے لگے تو خلاف عادت فرمانے لگے کرم حسین کل کو مت جاؤ دو تین کے بعد جانا ارادہ کا فسخ طبع کو گراں تو ہوا مگر ٹھہر گئے اگلے دن دفعۃً تپ لرزہ آیا اور وہ بھی اس شدت سے کہ عشاء تک اٹھ ہی نہ سکے تو اس وقت خیال آیا کہ آج راستے میں ہوتا تو کیسا مزہ آتا۔ (ص 225/2 تذکرۃ الرشید)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے منع کیا کہ کرم حسین کل مت جانا کیونکہ مولوی صاحب کو علم تھا کہ کل کرم حسین کو سخت تپ لرزہ لاحق ہو گا جس کی وجہ سے پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا یہ ہے دیوبندیوں کی رسول دشمنی کہ کل کا علم رشید احمد کیلئے تو مانتے ہیں لیکن نبی کیلئے نہیں ''اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے''۔

کون کہاں مرے گا

حدیث نمبر 1:

لڑائی شروع ہونے سے ایک دن پہلے حضور علیہ السلام میدان بدر میں تشریف لائے اور فرمایا

فقال رسول الله ﷺ هذا مصرع فلان ويضع يده على الارض ههنا وههنا قال فما ماط احدهم عن موضع يد رسول الله ﷺ۔

(ص 102/2 مسلم شریف)

اللہ کے رسول نے فرمایا یہ فلاں کے بچھڑنے کی جگہ ہے اور اپنا ہاتھ زمین پر ادھر ادھر رکھتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کفار میں کوئی بھی حضور علیہ السلام کے لگائے ہوئے نشان سے دور ہو کر قتل نہ ہوا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو خدا نے ان کافروں کے بارے میں بتا دیا تھا کہ یہ ان مقامات پر مریں گے۔

حدیث نمبر 2:

حضرت نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال اپنے کاموں میں مشغول ہوگا کہ اچانک خدا تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم کو بھیجے گا جو دمشق کے مشرق میں سفید منارہ پر نازل ہوں گے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوں گے وہ اپنا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا اور سر اٹھائیں گے تو ان کے سر سے چاندی کے دانوں کی مانند جو موتیوں جیسے ہوں گے قطرے گریں گے جو کافر آپ کے سانس کی ہوا پائے گا مر جائیگا اور آپکے سانس کی ہوا حد نظر تک جائے گی پھر آپ دجال کو تلاش کریں گے اور اس کو شام کے پہاڑ باب لد پر پائیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ (ص 34/3 مشکوٰۃ)

حدیث نمبر 3:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ عیسیٰ بن مریم زمین پر نازل ہوں گے نکاح کریں گے اوران کی اولاد ہوگی وہ 45 برس تک دنیا میں رہیں گے پھر وہ وفات پا جائیں گے اور میری قبر میں دفن کئے جائیں گے میں اور عیسیٰ بن مریم ایک قبر سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان اٹھیں گے۔ (ص 51/3 مشکوٰۃ)

رسول خدا کی حدیث ہے۔

مَاقُبِضَ نَبِیٌّ اِلَّا دُفِنَ حَیۡثُ قُبِضَ

جہاں نبی کی روح قبض ہوتی ہے۔ وہیں اسے دفن کیا جاتا ہے۔

(ص 553/14 مصنف ابن ابی شیبہ)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو علم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مدینہ میں ہوگی چنانچہ ایک جگہ حضور علیہ السلام نے واضح طور پر یوں فرمایا۔

حدیث نمبر 4:

یموت عیسیٰ بن مریم بمدینتی فیدفن ای جانب عمر طوبیٰ لابی بکر وعمر فانهما یحشران بین نبیین۔ (ص 67 منیر الدین)

حضرت عیسیٰ بن مریم کی وفات میرے مدینے میں ہوگی اور وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کئے جائیں گے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے لئے خوش بختی ہے کہ ان کا حشر دو نبیوں کے درمیان ہوگا۔

حدیث نمبر 5:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول خدا ﷺ نے ان کو یمن کی طرف بھیجا تو وصیت کرتے ہوئے ان کے ساتھ چلے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور

حضور ﷺ ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ جب حضور ﷺ وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے معاذ اس سال کے بعد تیری میری ملاقات نہ ہوگی اور تو میری قبر کے قریب سے گزرے گا۔ حضرت معاذ نبی کے فراق کے تصور سے رونے لگے پھر نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی طرف منہ کر کے فرمایا متقی لوگ میرے قریب ہیں خواہ کوئی بھی ہوں اور وہ جہاں بھی ہوں۔ (مشکوۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کو علم تھا کہ میری وفات مدینہ میں ہوگی کیونکہ جب قبر مدینہ میں ہوگی تو وفات بھی مدینہ میں ہوگی اس لئے کہ نبی ﷺ کی جہاں وفات ہوتی ہے قبر وہیں بنتی ہے۔

حدیث نمبر 6:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب غزوہ احد کا وقت آیا تو میرے باپ نے مجھے رات کو بلایا اور کہا میں دیکھتا ہوں کہ میں نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے سب سے پہلے شہید ہوں گا۔ نبی کریم ﷺ کے بعد تو مجھے سب سے محبوب ہے مجھ پر قرض ہے وہ ادا کر دینا اور اپنی بہنوں سے اچھا سلوک کرنا چنانچہ وہ میدان احد میں سب سے پہلے شہید ہوئے اور میں نے ان کو ایک اور آدمی کے ساتھ دفن کیا۔ (بخاری شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوئی حضرت عبداللہ صحابی کو علم تھا کہ میری وفات میدان احد میں ہوگی جب صحابی کے علم کا یہ کمال ہے تو نبی ﷺ کے علم کا کیا کمال ہوگا۔

حدیث نمبر 7:

جس رمضان حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس رمضان میں آپ کا دستور یہ تھا کہ ایک رات امام حسن کے پاس اور ایک رات امام حسین علیہ السلام کے پاس اور ایک رات عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس گزارتے اور افطار فرماتے اور تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے تھے فرماتے تھے مجھے یہی اچھا لگتا ہے کہ میں اللہ سے اس حال میں ملاقات کروں کہ میرا پیٹ خالی

ہواور اب تو ایک دو رات کا معاملہ رہ گیا ہے جس رات آپ شہید ہوئے اس رات بار بار مکان سے باہر آتے اور آسمان کی طرف نظر کر کے فرماتے واللہ یہ وہی رات ہے جس کا وعدہ گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو معلوم تھا کہ میری وفات کوفہ میں ہوگی۔ (صواعق محرقہ)

حدیث نمبر 8:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بارش کے فرشتے نے رب تعالیٰ سے میری زیارت کی اجازت لی اسکو اجازت ملی اور اس دن ام سلمہ کی باری تھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمہ سے فرمایا دروازے پر بیٹھ جاؤ کوئی ہمارے پاس نہ آنے پائے جب وہ دروازے پر تشریف فرما تھیں تو اچانک حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لے آئے حضور علیہ السلام ان سے پیار و محبت کا اظہار فرمانے لگے فرشتے نے کہا کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں فرمایا ہاں فرشتے نے کہا۔

ان امتك ستقتله وان شئت أُريك المكان الذی يقتل به

آپ کی امت اس کو شہید کردے گی اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھا دوں جہاں اس کو قتل کیا جائیگا اس نے آپ کو سرخ مٹی دکھائی ام سلمہ نے اسے لے کر کپڑے میں رکھ لیا حضرت ثابت فرماتے ہیں ہم کہا کرتے تھے کہ وہ کربلا ہے۔ (ص 192 الصواعق المحرقہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بارش کے فرشتے کو علم تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی وفات کربلا میں ہوگی۔

حدیث نمبر 9:

ابن سعد نے امام شعبی سے روایت کی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ صفین جاتے ہوئے نینوا کے بالمقابل کربلا سے گزرے اور نینوا دریائے فرات کے کنارے ایک گاؤں ہے آپ نے وہاں ٹھہر کر اس زمین کا نام پوچھا آپ سے کہا گیا اس کا نام کربلا ہے آپ اتنا روئے کہ آپ کے

آنسوؤں سے زمین تر ہوگئی پھر فرمایا میں رسول خدا ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ رو رہے تھے میں نے عرض کی آپ کیوں رو رہے ہیں آپ نے فرمایا ابھی میرے پاس حضرت جبریل امین علیہ السلام موجود تھے انہوں نے مجھے خبر دی کہ میرا بیٹا حسین دریائے فرات کے کنارے کربلا میں قتل کیا جائے گا پھر جبریل علیہ السلام نے مٹی کی ایک مٹھی لی میں نے اس کو سونگھا پس مجھے رونا آ گیا۔ (ص 193 الصواعق المحرقہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم اور حضرت حیدر کرار کو علم تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام میدان کربلا میں شہید ہوں گے چنانچہ یزیدی لشکر نے آپ کو آپ کے رفقاء کو کربلا میں بھوکا اور پیاسا شہید کیا اور ان پر ایسے مظالم ڈھائے کہ تاریخ عالم میں ایسی مثال نہیں ملتی۔

حدیث نمبر 10:

حضرت خیثمہ فرماتے ہیں کہ ملک الموت حضرت سلیمان کے ہاں حاضر ہوئے تو ان کی اہل مجلس میں سے ایک آدمی پر اپنی نگاہ ٹکائے رکھی جب وہ چلے گئے تو اس آدمی نے کہا یہ کون تھے فرمایا یہ ملک الموت تھے عرض کی میں یہ چاہتا ہوں آپ مجھے ہوا پر سوار کر دیں جو مجھے ہندوستان پہنچا دے تو آپ نے ہوا کو طلب فرمایا اور اسے اس پر سوار کیا تو اس نے اسے ہندوستان پہنچا دیا اس کے بعد ملک الموت حضرت سلیمان کے پاس آئے فرمایا آپ میرے ہم نشین پر کیوں نظر ٹکائے ہوئے تھے تو انہوں نے کہا کہ میں اس بات پر حیران تھا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس کی روح ہندوستان میں قبض کروں مگر یہ یہاں بیٹھا ہوا ہے۔

(ص 92 الحبائک) (ص 19 شرح الصدور)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو ہر انسان کے بارے میں علم ہے کہ اس کی موت کس جگہ آئے گی اور ملک الموت ہمارے نبی کریم ﷺ کے امتی ہیں جب ایک امتی کے علم کا یہ کمال ہے تو پھر نبی ﷺ کے علم کا کیا کمال ہوگا۔

مخالفین کا حوالہ

مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ حضرت مولانا مظفر حسین مرحوم مکہ میں بیمار تھے اور اشتیاق یہ تھا کہ مدینہ میں وفات ہو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے استفسار کیا کہ میری وفات مدینہ میں ہوگی یا نہیں حضرت حاجی صاحب نے فرمایا میں کیا جانوں عرض کیا حضرت یہ عذر تو رہنے دیجئے جواب مرحمت فرمایئے حضرت حاجی صاحب نے مراقب ہو کر فرمایا آپ مدینہ میں وفات پائیں گے مجھ کو ایسا ہی علم ہوا ہے حق تعالیٰ کی طرف سے مولانا صاحب کو بڑا اعتماد تھا حتیٰ کہ لوگوں سے کہنا بھی شروع کر دیا۔ (ص 103 قصص الاکابر)

دیکھا آپ نے ایک دیوبندی مولوی مظفر حسین کو حاجی امداد اللہ پر کتنا پختہ اعتقاد ہے کہ حضرت حاجی یقینا جانتے ہیں کہ میں مدینہ میں مروں گا اسی لئے انہوں نے لوگوں سے کہنا شروع کر دیا لیکن نبی کریم ﷺ کے بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ آپ کو علم نہیں کہ کون کہاں مرے گا کشف کی جو قوت حاجی امداد اللہ کے مانتے ہیں وہ نبی ﷺ کے ماننے کو تیار نہیں۔

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

قرآنی دلیل

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ۔

فرشتوں نے کہا اے لوط ہم تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں ناممکن ہے یہ تجھ تک پہنچ سکیں پس تو اپنے گھر والوں کو لے کر کچھ رات رہے نکل کھڑا ہو تم میں سے کسی کو مڑ کر بھی دیکھنا

نہ چاہیے بجز تیری بیوی کے کہ اسے بھی وہی پہنچنے والا ہے جو ان سب کو پہنچا ہے یقیناً ان کے وعدے کا وقت صبح بالکل نزدیک نہیں۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام چند دیگر فرشتوں کو ساتھ لے کر خوبصورت لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط کے پاس آئے اور ان کو خبر دی کہ آپ کی قوم پر عذاب آنے والا ہے جبریل علیہ السلام نے ان کی بڑی بستی کو اپنے پَر پر اٹھایا اور آسمان کی بلندی پر لے جا کر الٹا کر دیا تمام کافر ہلاک ہو گئے۔

اس آیت سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت لوط کو بتا دیا کہ اس بستی پر خدا کا عذاب آئے گا یعنی اس بستی کے لوگ اپنے ہر شہر میں مر جائیں گے اور دوسری بات یہ کہ آپ نے حضرت لوط سے فرمایا کہ ان پر عذاب کل صبح صادق کے وقت نازل ہوگا کیونکہ شام ہونے سے دن ختم ہو جاتا ہے اور صبح صادق سے دن شروع ہو جاتا ہے اس سے کل کا علم ثابت ہوا پتہ چلا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام خدا کی عطا سے یہ دونوں علوم جانتے تھے نیز جبریل علیہ السلام کا عقیدہ تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو کل کا علم عطا فرماتا ہے اور یہ علم بھی عطا فرماتا ہے کہ کوئی کہاں مرے گا۔

اب تک کی بحث سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو علوم خمسہ عطا فرماتا ہے اور اللہ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ برگزیدہ بندے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لہٰذا یقیناً خدا تعالیٰ نے ان کو ان پانچوں علوم سے سرفراز فرمایا۔

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

اب علوم خمسہ کے متعلق علماء امت اور اولیاء کرام کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ علامہ صاوی مالکی فرماتے ہیں۔

قال العلماء الحق انه لم یخرج نبینا من الدنیا حتیٰ اطلعه الله علی تلك الخمس ولکنه امره بکتمها۔ (ص 215/3 تفسیر صاوی)

علماء کرام نے فرمایا حق بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیا سے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچوں چیزوں کے علوم پر مطلع نہیں کیا لیکن آپ کو ان علوم کے مخفی رکھنے کا حکم فرمایا۔

2۔ سید عبد العزیز دباغ جو کہ عارف کامل ہیں فرماتے ہیں۔

و کیف یخفیٰ امر الخمس علیه ﷺ والواحد من اهل التصرف من امته الشریفة لا یمکنه التصرف الا بمعرفة هذه الخمس۔ (ص 283 الابریز)

حضور ﷺ پر علوم خمسہ کیسے پوشیدہ رہ سکتے ہیں جب کہ آپکی امت کے کسی اہل تصرف کو تصرف ممکن نہیں جب تک ان علوم کی معرفت حاصل نہ ہو۔

3۔ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔

فهو ﷺ لا یخفیٰ علیه شیئ من الخمس المذکورة فی الآیة الشریفة و کیف یخفیٰ علیه ذالك والاقطاب السبعة من امته الشریفة یعلمونها وهم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف بسید الاولین والآخرین الذی هو سبب کل شیئ ومنه کل شیئ۔ (ص 035 الابریز)

حضور علیہ السلام پر اس آیت میں مذکور پانچوں علوم میں سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے اور حضور ﷺ پر یہ امور مخفی کیسے رہ سکتے ہیں حالانکہ آپ کی امت کے سات قطب ان کو جانتے ہیں حالانکہ وہ غوث سے مرتبہ میں نیچے ہیں پھر غوث کا کیا کہنا پھر حضور علیہ السلام کا کیا پوچھنا جو تمام اولین اور آخرین کے سردار ہیں اور ہر چیز کے سبب ہیں اور ہر چیز ان سے ہے۔

4۔ ملا جیون نے لکھا ہے۔

ولك ان تقول ان علم هٰذه الخمسة وان كان لايعلمها احد الاالله لكن يجوز ان يعلمها من يشآء من محبيبه واوليائه بقرينة قوله تعالیٰ ان الله عليم خبير على ان يكون الخبير بمعنى المخبر. (ص504 تفسیرات احمدیہ)

اورتم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ ان پانچوں علوم کو اگرچہ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن جائز ہے کہ خدا اپنے محبوبوں اور ولیوں میں سے جن کو چاہے سکھائے اس قول کے قرینے سے کہ اللہ تعالیٰ جاننے والا بتانے والا ہے خبیر بمعنی مخبر یعنی خبر دینے والا۔

باب چہارم

باب الانبیاء علیہم السلام

اس باب میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام
کی ملاقات بیان کی گئی ہے

حضرت آدم وجبریل علیہما السلام

1۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا چاہا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ زمین سے ہر قسم کی سرخ سفید، کھاری، میٹھی، نرم، سخت، خشک اور تر مٹی لاؤ۔ فرشتوں نے تعمیل ارشاد کی اس مٹی سے خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا خوبصورت وجود تیار فرمایا اور اس میں اپنی روح پھونکی اور اپنے حبیب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور انکی پشت میں بطور امانت رکھا جس کی وجہ سے ان کی پیشانی آفتاب و مہتاب کی طرح چمکتی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو امام رازی نے لکھا کہ۔

ان الملائکہ امروا بالسجود لاجل ان نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان فی جبھۃ آدم
(تفسیر کبیر ص 318/2)

کہ حضرت آدم علیہ السلام کیلئے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم اس لئے ہوا کہ ان کی پیشانی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تھا۔

معلوم ہوا کہ وہ سجدہ نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے لئے تھا تمام نوری فرشتے اس نور اعظم کی تعظیم کیلئے جھک گئے اور مقبول ہو گئے ایک روایت میں آیا کہ سب سے پہلے سجدہ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے کیا۔ خدا نے ان کو یہ انعام دیا کہ ان کی پیشانی پر سارا قرآن لکھ دیا اور دوسری روایت میں ہے کہ سب سے پہلے سجدہ حضرت جبریل علیہ السلام نے کیا۔ خدا نے ان کو یہ انعام دیا کہ تمام انبیاء علیہم السلام پر خدا کی طرف سے وحی نازل کریں اور اس طرح تمام نبیوں اور خصوصا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بھی کریں اس کے بعد حضرت میکائیل علیہ السلام پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام اور پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام اور بعد میں تمام فرشتوں نے حضرت آدم کو سجدہ کیا۔

(ص 51 زرقانی)

لیکن شیطان نے سجدے سے انکار کیا اور مردود اور لعین ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ سب سے پہلے نبی کی تعظیم جبریل علیہ السلام نے کی۔ توہین شیطان نے کی جو خوش قسمت لوگ نبی کی تعظیم کرتے ہیں وہ جبریل علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے اور جو بدبخت نبی کی توہین کا ارتکاب کرتے ہیں وہ شیطان کی پیروی کرتے ہیں اور چونکہ انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں۔

خدا فرماتا ہے۔

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ۔

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کئے ہیں آدمیوں اور جنوں میں سے شیطان لہذا نبی کا جو بھی گستاخ ہے وہ انسانوں میں سے شیطان ہے۔

2۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جو پہلا طعام زمین پر کھایا وہ یہ تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام گندم کے سات دانے لائے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا یہ کیا ہے فرمایا یہ اسی درخت کا پھل ہے جس سے آپ کو منع کیا گیا تھا اور آپ نے اسے کھالیا آپ نے پوچھا میں ان دانوں کا کیا کروں۔ جبریل علیہ السلام نے کہا آپ ان کو زمین میں بودیں انہوں نے بودئے تو وہ کئی گنا ہو کر زمین سے اُگے پھر حضرت آدم نے اس فصل کو کاٹا بھوسے سے گندم الگ کی اور اسکا آٹا بنایا اور روٹی پکا کر کھائی اور اس کے لئے آپ کو سخت محنت کرنی پڑی۔

(ص 92/1 البدایہ والنھایہ)

3۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ بنایا تو جنت سے ایک سونے کا تخت لایا گیا اور آپ کو اس پر بٹھایا گیا تو حضرت جبریل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام چاروں فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس تخت کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر آدم کو آسمانوں کی سیر کراؤ تا کہ یہ آسمانوں کے عجائب وغرائب کو دیکھ لیں چونکہ سب سے پہلے انسان کو چار مقرب فرشتوں نے اٹھایا ہے لہذا جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس وقت بھی اسکی

چار پائی کو چار آدمی ہی اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں۔ (ص 49/1 زرقانی)

4۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان میں نازل ہوئے تو ان پر وحشت طاری ہوئی حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے اذان کہی۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمد ارسول اللہ

حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں انہوں نے کہا۔

ھذا آخر ولدك من الانبیاء

یہ تیری اولاد میں نبیوں میں سے آخری نبی ہیں۔ (ص 107/5 حلیۃ الاولیاء)

5۔ حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات قریب ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے آپ کے لئے جنتی کفن اور خوشبو بھیجی۔ جب حضرت حواء نے فرشتوں کو دیکھا جزع فزع شروع کردی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا میرے اور میرے رب کے فرشتوں کے درمیان حائل نہ ہو مجھے جن مشکلات سے دوچار ہونا پڑا ہے ان کی وجہ صرف تم ہو اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے یہ نام تھے۔

ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر اور ان میں سے یغوث سب سے بڑا تھا آپ نے اس سے فرمایا اے میرے بیٹے جاؤ اگر تمہیں کوئی فرشتہ ملے تو اسے کہہ کر جنتی کھانا اور پانی لاؤ وہ چلے تو ان کی ملاقات حضرت جبریل علیہ السلام سے کعبہ میں ہوئی تو یغوث نے ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ جبریل علیہ السلام نے یغوث سے فرمایا ہمارے ساتھ واپس چلو تمہارے والد کا انتقال ہونے والا ہے واپس ہوئے تو ان پر نزع کا عالم طاری تھا جبریل علیہ السلام چلے گئے اور اپنے ساتھ کفن خوشبو اور بیری کے پتے لائے پھر جبریل علیہ السلام نے فرمایا اے بنی نوع انسان مجھے دیکھتے رہو میں

تمہارے والد کے ساتھ کیا کرتا ہوں پھر تم بھی اپنے مرنے والوں کے ساتھ یہی کیا کرنا پھر فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو غسل دیا کفن پہنایا اور خوشبو لگائی پھر آپ کو اٹھا کر کعبہ لائے پھر جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا اور انہوں نے آپکی نماز جنازہ پڑھی اور اس دن حضرت جبریل علیہ السلام کی افضیلت تمام فرشتوں پر ظاہر ہوئی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ پر چار تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھی اور آپ کو قبلہ کی طرف قبر کے قریب آپ کو رکھا گیا اور فرشتوں نے مسجد خیف میں آپ کو دفن کیا۔ (ص 2/364 ابن عساکر)(2/208 عمدۃ القاری)

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام پر چار تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ کی نماز جنازہ پڑھائی تو چار تکبیر کہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ چار تکبیروں سے ادا کی اور حضرت صہیب رومی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نمازہ جنازہ چار تکبیروں سے پڑھائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی نماز جنازہ چار تکبیروں سے ادا فرمائی اسی طرح حضرت سوداء اور نجاشی پر بھی چار تکبیر کہی گئیں۔ (ص 2/364 ابن عساکر)

حضرت نوح و جبریل علیہما السلام

1۔ جب حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم ہوا تو فرمان الٰہی ہوا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار لکڑی کے تختے تیار کرو اور ان پر انبیاء کرام کے نام لکھو۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے بتانے سے آپ نے ان تختوں پر نبیوں کے نام تحریر فرمائے۔ جب دوسرے دن آئے تو دیکھا کہ تمام نام مٹ چکے ہیں آپ پریشان ہوئے پھر آپ نے وہ نام دوبارہ لکھے وہ بھی مٹ گئے آپ پریشان ہوئے وحی آئی کہ ابتداء ہمارے نام سے کرو۔ انتہا ہمارے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر کرو تا کہ ہماری حفاظت میں آجائیں اور مٹنے سے محفوظ رہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کیلیں مہیا کیں اور پہلی خدا کے نام سے تختے میں نصب کی اور آخری تختے پر کیل بنام مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصب کی۔ اس پر غیب سے آواز آئی۔

اے نوح الآن قد تمت سفینۃ تک۔

اے نوح اب تیری کشتی مکمل ہو گئی۔ (ص 8 معارج رکن دوم)

ایک روایت میں ہے کہ جب تمام انبیاء کے ناموں کے تختے لگ گئے تو چار تختوں کی جگہ باقی بچ گئی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا۔ سارے انبیاء کے نام تو لکھے جا چکے ہیں۔ اب ان چار تختوں پر کن کے نام لکھوں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے یہ بات خدا کی بارگاہ میں عرض کی۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا یا شیخ الانبیاء میرے محبوب حضرت محمد ﷺ کے چار یار ہیں جن سے قصر اسلام مضبوط ہوگا ان چاروں تختوں پر ان چاروں کے نام لکھ دو تاکہ ان تمام ناموں کی برکت سے تمہاری کشتی ساحل نجات تک پہنچے اور اس واقعہ میں یہ بشارت ہے کہ جب تک کشتی پر خدا تعالیٰ انبیاء علیہم السلام اور حضرت محمد ﷺ اور ان کے چاروں کے نام نہ لکھے گئے ۔کشتی نے طوفان آب سے نجات نہ پائی اسی طرح جب تک انسان کے دل میں خدا کی محبت انبیاء کی تصدیق اور حضرت محمد مصطفی ﷺ اور ان کے چاروں کی محبت نہ ہوگی قبر اور جہنم کے طوفان عذاب سے نجات نہ ہوگی۔ (ص 8 رو کن دوم معارج النبوت)

2۔ حضرت ملا معین نے لکھا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام قوم کے ایمان سے ناامید ہو گئے تو خدا کی بارگاہ میں دعا مانگی۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا

اے میرے رب کافروں کو زمین پر آباد نہ چھوڑ۔

حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا اے نوح آپ نے کافروں کے لئے عذاب کی دعا مانگی ہے۔ مومنوں کی مغفرت کی دعا بھی مانگو آپ نے دعا مانگی۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا

اے میرے رب میری میرے والدین کی اور ہر اس آدمی کی مغفرت فرمادے

جو میرے گھر میں مومن ہو کر داخل ہو جائے۔

حضرت جبریل علیہ السلام پھر آئے اور کہا۔

ادع للمومنین والمومنات الذین یکونون من بعدك من امة محمد علیه الصلوٰة والسلام۔

ان مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی دعا مانگو جو آپ کے بعد امت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوں گے۔ حضرت نوح نے ان کو بھی اپنی دعا میں وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کہہ کر شامل کر لیا جب حضرت نوح کی دعا کے نتیجے میں ہر کافر عذاب کا شکار ہوا تو خدا کے کرم سے قوی امید ہے کہ تمام مومن مرد اور عورتیں بھی بخشے جائیں گے۔ (ص 78 رکن اول معارج النبوت)

چند مقامات ایسے ہیں کہ جبریل امین علیہ السلام بڑی تیز رفتاری کے ساتھ آئے اور خدا کے ارشاد کی تعمیل کی مثلاً۔

ا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق میں بٹھا کر نار نمرود میں ڈالا جانے لگا تو حضرت جبریل امین علیہ السلام سدرۃ المنتھی پر تھے حکم خداوندی ہوا کہ اے جبریل علیہ السلام فوراً جاؤ میرا خلیل آگ کی طرف جا رہا ہے اس سے پہلے کہ میرا خلیل آگ میں جائے آگ کو گلزار بنا دو اور میرے خلیل کو تخت مرصع پر بٹھا دو چنانچہ جبریل علیہ السلام نے سدرہ سے پرواز کی اور آن کی آن میں حضرت ابراہیم کے آگ میں پہنچنے سے پہلے آگ کو گلستان بنا دیا اور تخت مزین بچھا دیا اور میرے خلیل کو نہایت آرام اور عزت و عظمت سے اس تخت پر جلوہ گر کر دیا۔

ب۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو راہ حق میں قربان کرنے کیلئے لٹایا اور ذبح کرنے کیلئے نہایت تیز چھری کو چلایا اس وقت پروردگارِ عالم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے جبریل فوراً جاؤ جنت کے مرغزار سے ایک دنبے کو لے کر حضرت اسماعیل کے فدیے میں قربانی کیلئے پیش کر دو اس سے پہلے کہ چھری اپنا اثر دکھائے

جبریل علیہ السلام نے ارشاد خداوندی کی تعمیل کی اور جنتی دنبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے حکم خداوندی کے تحت اس کو قربان کر دیا۔

ج۔ حضرت یوسف کو ان کے بھائیوں نے کنویں میں ڈالنے کا مشورہ کیا قرار پایا کہ ان کو رسی سے باندھ کر کنویں میں پھینک دیا جائے ادھر ان کے بھائیوں نے ان کو کنویں میں ڈالا ادھر جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اے جبریل علیہ السلام دیکھو اس سے پہلے کہ یوسف علیہ السلام کنویں تک پہنچیں انہیں فوراً جا کر تھام لو۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام نے حکم خداوندی کی تعمیل کرتے ہوئے پرواز کی اور کنویں میں گرنے سے پہلے آپ کو تزک واحتشام کے ساتھ اپنے پروں پر لے لیا یہ تھی نوریوں کے سردار حضرت جبریل امین علیہ السلام کی قوت رفتار اب سنئے امام الانبیاء کی قوت رفتار۔

علامہ محمود آلوسی بغدادی نے لکھا ہے کہ مکہ معظمہ سے خدا کی بارگاہ خاص تک فاصلہ تین لاکھ برس کا ہے یعنی اگر کوئی تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر بغیر سانس لئے تین لاکھ برس تک چلتا رہے تو تب کہیں جا کر اتنا فاصلہ طے کرے گا جتنا فاصلہ مکہ سے خدا کی بارگاہ کا ہے اور یہ سارا فاصلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے تھوڑے حصے میں طے کیا نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب میں حجاب کبریا کے نزدیک پہنچا تو آواز آئی اے میرے حبیب گزر جایئے اس کے سنتے ہی میں نے خیال کیا تو میں حجاب کبریا سے پار ہو گیا اس کے بعد آواز آئی اُدنُ مِنّیِ میرے قریب آ جاؤ میں نے قدم اٹھایا تو ایک قدم میں اتنا فاصلہ طے کر لیا جتنا زمین سے لے کر اب تک طے کیا تھا ایک ہزار بار اُدنُ مِنّیِ کا خطاب ہوا اور ہر مرتبہ اتنا ہی فاصلہ طے کیا۔

(ص 153/3 معارج النبوت)

حیران ہوئے برق اور نظر اک آن ہے اور برسوں کا سفر
راکب نے کہا اللہ غنی مرکب نے کہا سبحان اللہ

حضرت ابراہیم و جبریل علیہما السلام

1۔ ایک دفعہ نمرود کے زمانے میں قحط پڑ گیا نمرود نے اپنے ماننے والوں میں غلہ تقسیم کرنا شروع کیا جو کوئی اس کے پاس غلہ لینے جاتا وہ اس سے پوچھتا تیرا رب کون ہے وہ کہہ دیتا کہ تو میرا رب ہے یہ اسے غلہ دے دیتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی غلہ کے لئے اس کے پاس گئے اس نے آپ سے بھی پوچھا کہ تیرا رب کون ہے۔ آپ نے فرمایا جو زندگی اور موت دیتا ہے اس نے کہا یہ قدرت تو مجھے بھی حاصل ہے اس نے دو قیدی بلا کر ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا اور کہنے لگا جس کو میں نے چھوڑ دیا اس کو میں نے زندگی دی اور جسے قتل کر دیا اس کو میں نے مار دیا لہذا میں ہی خدا ہوں کہ میرے قبضے میں موت وحیات ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میرا خدا وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اور مغرب میں غروب کرتا ہے۔ اگر تو قدرت والا ہے تو سورج کو مغرب سے نکال دے اس پر نمرود حیران ہو گیا اس وقت حضرت جبریل امین علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خدا نے فرمایا اے جبریل علیہ السلام اگر نمرود کہے کہ سورج کو مشرق سے میں نکالتا ہوں تو اس وقت سورج کو مغرب سے نکال دینا۔ (ص 412/2 خیر المونس)

نمرود نے آپ کو کہا آپ کے لئے میرے پاس کوئی غلہ نہیں جاؤ اس رب سے مانگو جسکی عبادت کرتے ہو آپ وہاں سے واپس ہوئے راستہ میں ریت کے ایک ٹیلے سے گزرے وہاں سے ایک بوری میں ریت بھر کر مکان پر پہنچے بوری کو رکھ کر خود سو گئے آپ کی بیوی حضرت سارہ نے بوری کو کھولا تو اس میں نہایت عمدہ گندم تھی فوراً روٹیاں تیار کیں جب آپ بیدار ہوئے تو آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا آپ نے فرمایا یہ گندم کہاں سے آئی انہوں نے عرض کی اس بوری سے لی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے یہ اللہ نے مجھے رزق دیا ہے۔

(ص 12/3 تفسیر ابن کثیر)(172/3 شرف التفاسیر)

2۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حضرت جبریل امین علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام اور کچھ اور فرشتے خوبصورت نوجوان لڑکوں کی شکل میں آئے انہوں نے آکر آپ کو سلام کیا آپ نے ان کو سلام کا جواب دیا اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان مہمانوں کے لئے بچھڑا بھون کر پیش کیا لیکن انہوں نے کھانے کے لئے ہاتھ نہ بڑھائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کچھ خوف ہوا اس وقت ان سے کچھ بدگمانی ہوئی پھر فرشتوں نے کہا ہم قیمت دیئے بغیر کھانا نہیں کھاتے آپ نے فرمایا قیمت ادا کردو انہوں نے پوچھا اسکی قیمت کیا ہے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کردو اور کھانا کھا کر الحمد للہ کہہ لینا اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے میکائیل علیہ السلام کی طرف دیکھ کر فرمایا یہ واقعی خلیل ہیں اب بھی انہوں نے کھانا شروع نہ کیا آپکے دل میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خوفزدہ دیکھ کر کہا آپ خوف نہ کریں ہم انسان نہیں فرشتے ہیں اور قوم لوط کو ہلاک کرنے کیلئے بھیجے گئے ہیں۔ حضرت سارہ کو قوم لوط کی ہلاکت کی خبر نے خوش کردیا پھر ان فرشتوں نے حضرت سارہ کو حضرت اسحاق کی اور حضرت اسحاق کے ہاں حضرت یعقوب کی بشارت دی اس پر حضرت سارہ نے تعجب کیا کہ ہم دونوں میاں بیوی بوڑھے ہیں۔ فرشتوں نے کہا خدا تعالیٰ تم دونوں کو اس عمر میں بیٹا دے گا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہوگیا یہ فرشتے ہیں تو آپ نے فرمایا اگر کسی بستی میں تین سو مومن ہوں تو پھر بھی وہ بستی ہلاک کی جائیگی۔ حضرت جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھی فرشتوں نے کہا نہیں پھر پوچھا اگر چالیس ہوں جواب ملا پھر بھی نہیں دریافت کیا اگر تیس ہوں کہا گیا پھر بھی نہیں یہاں تک تعداد کم کرتے کرتے پانچ کی بابت پوچھا فرشتوں نے یہی جواب دیا پھر ایک کی نسبت سوال کیا اور یہی جواب ملا آپ نے فرمایا جس بستی میں لوط علیہ السلام ہوں اسے بھی ہلاک کردو گے فرشتوں نے کہا ہمیں وہاں حضرت لوط علیہ السلام کی موجودگی کا علم ہے اس کی اہل کو سوائے اس کی بیوی کے ہم بچالیں گے اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام خاموش ہوگئے۔ (ص 24/12 ابن کثیر)

3۔ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں جنت کو دیکھا کہ اس کی چوڑائی زمین وآسمان کے برابر ہے اس کے درخت لا الہ الا اللہ اور شاخیں محمد رسول اللہ ہیں اور پھل سبحان والحمد للہ ہیں اس کے تمام دروازوں پر لکھا ہوا ہے کہ یہ حضرت محمد ﷺ اور ان کی امت کے لئے تیار کی گئی ہے صبح کو قوم کے سامنے یہ خواب بیان کیا قوم نے کہا حضرت محمد ﷺ اور ان کی امت کون ہے فرمایا میں نہیں جانتا اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمانے لگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے محمد (ﷺ) میرے محبوب ہیں اور میری مخلوق میں برگزیدہ ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو میں دنیا اور جنت ودوزخ کو پیدا نہ کرتا وہ دنیا میں آخری نبی ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں ان کی امت میرے نزدیک تمام امتوں سے زیادہ برگزیدہ اور پسندیدہ ہے جنت تمام مخلوق پر حرام ہے جب تک اس میں میرا محبوب اور ان کی امت داخل نہ ہوجائے۔ (ص 410/2 خیر الموانس) (ص 9 رکن دوم معارج النبوت)

نہ پہنچیں گے جب تک گنہگار ان کے
نہ جائے گی جنت میں امت کسی کی

3۔ب۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تو حضرت جبریل ومیکائیل علیہما السلام کو غیرت آئی اور ان دونوں نے کہا یا اللہ ہم دونوں کو اپنے خلیل کے پاس جانے کی اجازت دے تاکہ ہم دیکھیں کہ دوستوں کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی اس میں ہے یا نہیں خدا نے فرمایا تمہارے نزدیک دوستوں کی نشانی کیا ہے دونوں نے کہا جو کچھ کوشش اور مشقت سے حاصل کیا ہے محبوب کا ذکر سننے کے لئے اسے خرچ کر دینا اللہ تعالیٰ نے دونوں کو اجازت دے دی وہ دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بکریوں کے ریوڑ میں کھڑے تھے اور ان کے پاس چار ہزار کتے تھے جو بکریوں کی حفاظت کے لئے تھے اور ہر کتے کی گردن میں سونے کا پٹہ تھا دونوں فرشتوں نے کہا دنیا مردار ہیں اور اس کے طالب کتے ہیں

دونوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بالمقابل کھڑے ہو کر کہا پاک ہے وہ قدیم جو بہت بڑا عظیم ہے اور وہ عظیم جو بہت بڑا کریم ہے اور وہ کریم جو بہت حلیم ہے اور حلیم جو بہت رحیم ہے وہ پاک اور مقدس ہے اور فرشتوں اور روح کا رب ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ سنتے ہی کانپ اٹھے دونوں سے پوچھا تم دونوں کون ہو دونوں نے کہا ہم خدا کے بندے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تمہیں اپنے رب کی قسم ایک دفعہ یہ کلمات پھر کہو میں تمہیں بکریوں کا ریوڑ اور اپنا سب مال دے دوں گا اور میں خود تمہارا غلام بن جاوں گا اور تمہاری بکریاں چرایا کروں گا حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر کہا بیشک یہ خدا کا دوست ہے اور دونوں نے اپنے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ظاہر کر دیا۔ (ص 149 احسن القصص)

4۔ جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنا چاہا تو اس نے ایک میل مربع احاطہ بنایا جس کی چار دیوار بیس گز بلند تھی اس میں لکڑیاں جمع ہونی شروع ہوئیں ہر شخص اس کام کو بڑا نیک کام خیال کرتا تھا بیمار منت مانتا اگر میں اچھا ہو گیا تو ابراہیم کے جلانے کیلئے اتنی لکڑیاں دوں گا۔ عورت کہتی اگر میرا فرزند تندرست ہوا تو اتنی لکڑیاں اس کار خیر میں دوں گی۔ غرضیکہ رعایا نے نمرود کی مدد کی باقی نمرود کی طرف سے ایک مہینہ میں وہ احاطہ بھر گیا اوپر سے تیل ڈال کر آگ لگادی گئی آگ اس قدر بھڑکی کہ اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے اگر کوئی پرندہ آگ کے اوپر سے گزرتا تو جل کر راکھ ہو جاتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زنجیروں میں جکڑ کر قید خانے سے باہر لایا گیا آپ کو منجنیق میں بٹھایا گیا اس وقت زمین و آسمان پہاڑ اور ان میں رہنے والے فرشتے پکار اٹھے اے اللہ تیرا خلیل آگ میں ڈالا جا رہا ہے اگر آج یہ جل گیا تو تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا اے ہمارے رب ہمیں ان کی مدد کرنے کی اجازت دے۔ ارشاد ہوا ابراہیم علیہ السلام میرا خلیل ہے اس کے سوا تمام روئے زمین پر میرا کوئی خلیل نہیں ہم اس کے معبود ہیں میرے سوا اسکا کوئی معبود نہیں تم جاؤ اگر وہ تمہاری مدد قبول کرے تو اس کی مدد کر دو یہ حکم سنتے

ہی فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے سب نے پہلے پانی کا فرشتہ آیا عرض کی اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس آگ پر بارش برسادوں پانی کے خزانے میرے ہاتھ میں ہیں اور مجھے خدا نے بھیجا ہے آپ نے فرمایا مجھے تیری کوئی حاجت نہیں پھر ہوا کا فرشتہ آیا عرض کی اگر آپ چاہیں تو میں ہوا کے ذریعے ساری آگ اڑادوں آپ نے فرمایا مجھے تیری کوئی حاجت نہیں اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اے ابراہیم علیہ السلام کوئی حاجت ہو تو بتاؤ آپ نے ان سے بھی یہی فرمایا تجھ سے کوئی حاجت نہیں۔ جبریل علیہ السلام نے کہا اچھا خدا سے حاجت طلب کریں فرمایا وہ مجھے دیکھ رہا ہے اسے میرے حال کا علم ہے آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ آگ کس نے جلائی ہے کہا نمرود نے فرمایا کس نے حکم دیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا خدا نے حکم دیا ہے فرمایا خلیل جلیل کے حکم پر راضی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے جبریل علیہ السلام آج خدا نے آگ میں اپنے دیدار کا وعدہ کیا ہے دیدار خدا کیلئے بیتاب ہوں پس جب آگ میں ڈالے گئے تو خدا کا حکم ہوا۔

يَانَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

اے آگ سلامتی کے ساتھ ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا۔

اگر ابراہیم علیہ السلام کی زنجیروں کے علاوہ تو نے ایک رونگٹا بھی جلایا تو تجھے عذاب شدید دونگا آگ نے آپ کی زنجیروں کو جلا دیا احاطے کی لکڑیاں گلاب اور چنبیلی کے پودے بن گئے آب شیریں کی نہریں جاری ہو گئیں آپ کو سرور وراحت میسر آیا جب آگ ٹھنڈی ہو چکی تو حضرت جبریل علیہ السلام جنت سے ایک قمیص لائے اور ایک چٹائی لائے قمیص آپ کو پہنا دی گئی اور آپ کو چٹائی پر بٹھا دیا اور جبریل امین علیہ السلام آپ سے محو گفتگو ہوئے۔

(ص 2/146 ابن عساکر) (ص 271 احسن)

5۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے دعا مانگی خدا فرماتا ہے۔

وَاِذْقَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ

اور جب عرض کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب اس شہر کو امان والا کر دے اور اس کے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے۔

اس دعا کی قبولیت کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت جبریل علیہ السلام بحکم الٰہی ملک شام سے اپنے پروں پر زمین کا زرخیز ٹکڑا اٹھا کر لائے اس کو سات مرتبہ کعبہ کا طواف کرایا پھر اسے مکہ سے چند میل دور دو پہاڑوں پر رکھ دیا اس لئے اس کا نام طائف ہوا قدرت خداوندی دیکھو کہ عرب جیسے خشک و گرم ملک میں مکہ معظمہ کے قریب وہ جگہ بھی رکھ دی جہاں کی ہوا خوب سرد رہتی ہے اور قسم قسم کے نفیس میوے بکثرت پیدا ہوتے ہیں جس سے مکہ کی منڈی پھلوں سے بھری رہتی ہے۔ (ص 467/1 تفسیر عزیزی)

حضرت لوط و جبریل علیہما السلام

حضرت جبریل علیہ السلام اپنے ساتھی فرشتوں کے ساتھ خوبصورت لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تاکہ قوم لوط علیہ السلام کی پوری آزمائش ہو جائے اور یہ قوم لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کی عادی تھی حضرت لوط ان مہمانوں کو دیکھ کر قوم کی حالت سامنے رکھ کر سٹ پٹا گئے اور دل ہی دل میں پیچ و تاب کھانے لگے کہ اگر ان کو مہمان بتاتا ہوں تو ممکن ہے خبر پا کر لوگ چڑھ دوڑیں اور ان کو مہمان نہیں بناتا تو یہ انہیں کے ہتھے چڑھ جائیں گے اور آپ کی زبان سے نکل گیا آج کا دن بڑا ہیبت ناک ہے قوم کے لوگ اپنی شرارت سے باز نہ آئیں گے اور مجھ میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں کیا ہوگا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام اپنی زمین میں تھے کہ فرشتے بصورت انسان بن کر آئے اور ان کے مہمان بنے آپ انکار نہ کر سکے اور ان کو لے کر گھر کی طرف چلے راستہ میں صرف اس نیت سے کہ یہ اب بھی واپس چلے جائیں ان سے کہا واللہ یہاں

کے لوگوں سے زیادہ برے اور خبیث لوگ اور کہیں کے نہیں کچھ دور جا کر پھر یہی کہا غرض گھر پہنچنے تک چار بار یہی کہا۔ فرشتوں کو خدا کا حکم بھی یہی تھا کہ جب تک ان کا نبی ان کی برائی بیان نہ کرے انہیں ہلاک نہ کرنا۔

حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر دوپہر کو یہ فرشتے نہر سدوم پہنچے وہاں حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی جو پانی لینے گئی تھی مل گئی ان سے انہوں نے پوچھا کہ یہاں ہم کہیں ٹھہر سکتے ہیں اس نے کہا آپ یہیں رکیں میں واپس آ کر جواب دوں گی انہیں ڈر لگا کہ کہیں یہ قوم کے ہتھے نہ چڑھ جائیں اور قوم ان کی بے عزتی نہ کرے یہاں آ کر اپنے والد سے ذکر کیا کہ شہر کے دروازے پر چند پردیسی نوعمر لوگ ہیں ان جیسے میں نے آج تک نہیں دیکھے جاؤ ان کو لے آؤ ورنہ قوم ان کو ستائے گی آپ گئے اور ان کو چپکے سے گھر لے آئے کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی مگر آپکی بیوی قوم سے ملی ہوئی تھی اس کے ذریعے یہ بات پھوٹ نکلی لوگ دوڑے آئے اور خوشی خوشی آئے حضرت لوط علیہ السلام ان کو نصیحت کرنے لگے کہ تم اس بدخصلت کو چھوڑ دو اپنی خواہش عورتوں سے پوری کرو اور میری عزت کا خیال کرو لیکن وہ اپنی ضد پر اڑے رہے جب فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کی افسردگی ملال اور تنگ دلی دیکھی تو انہوں نے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں یہ لوگ ہم تک نہ پہنچ سکیں گے آپ رات کے آخری حصے میں اپنے اہل وعیال کو لے کر یہاں سے نکل جائیں لیکن آپ کی بیوی عذاب الٰہی کا شکار ہو جائے گی آپ کی بیوی بھی گھر سے نکلتے وقت آپ کے ساتھ تھی لیکن جب خدا کا عذاب آیا تو اس نے پیچھے مڑ کر کہا ہائے میری قوم اسی وقت آسمان سے ایک پتھر آ کر سر پر لگا اور ہلاک ہو گئی فرشتوں نے بیان کر دیا تھا کہ یہ عذاب صبح کے وقت آئے گا بدکردار قوم نے حضرت لوط علیہ السلام کو گھیرے میں لے رکھا ہے حضرت لوط علیہ السلام اپنے دروازے پر کھڑے قوم کو روک رہے تھے اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام گھر سے نکلے اور ان

کے منہ پر اپنا پر مارا جس سے وہ سارے لوگ اندھے ہو گئے۔

حضرت حذیفہ بن الیمان فرماتے ہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام اپنے کھیت میں کام کر رہے تھے فرشتے آئے اورانہوں نے کہا کہ آج کی رات ہم آپ کے مہمان ہیں حضرت جبریل علیہ السلام کو فرمان خدا ہو چکا تھا کہ جب تک حضرت لوط علیہ السلام تین مرتبہ اپنی قوم کی بدچلنی کی گواہی نہ دیں ان پر عذاب نازل نہ کیا جائے آپ جب ان کو لے کر چلے تو آپ نے خبر دی کہ یہاں کے لوگ بڑے بد ہیں یہ لواطت کے عادی ہیں کچھ دور جا کر دوبارہ کہا یہ لوگ بہت برے ہیں میرے علم میں روئے زمین میں ان سے زیادہ برا اور کوئی نہیں آہ میں تمہیں کہاں لے جاؤں میری قوم تمام مخلوق سے بدتر ہے اس وقت حضرت جبریل امین علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا دیکھو دو مرتبہ یہ کہہ چکے ہیں جب ان کو لے کر اپنے گھر کے دروازے پر پہنچے تو رنج اور افسوس کی وجہ سے رونے لگے اور کہنے لگے میری قوم تمام مخلوق سے بدتر ہے روئے زمین پر اس بستی سے بری کوئی اور بستی نہیں اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے فرشتوں سے فرمایا دیکھو یہ تین مرتبہ اپنی قوم کی بدچلنی کی شہادت دے چکے ہیں اب عذاب ثابت ہو چکا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے عذاب کی اجازت حاصل کی اور سورج نکلنے پر ان پر خدا کا عذاب نازل ہوا ان پر آسمان سے پتھر برسے ان پتھروں پر قدرتی طور پر ان لوگوں کے نام لکھے ہوئے تھے جس کے نام کا پتھر ہوتا اسی پر آ کر گرتا اور اس کو ہلاک کر دیتا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ان کی بستی کو اپنے پَر پر اٹھایا اور اونچا لے گئے یہاں تک کہ ان کے کتوں کی آوازوں کو آسمان کے فرشتوں نے سن لیا پھر ان کو زمین پر الٹ دیا اور سب ایک ساتھ غارت ہو گئے ان کی بستی کا نام سدوم تھا جو کوئی بچ گیا اس پر آسمان سے پتھر برسے اور وہ ہلاک ہو گیا۔ (ص 12/124 بن کثیر)

حضرت اسماعیل و جبریل علیہما السلام

جب قربانی کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے حلق پر چھری چلائی اور چھری نے آپ کا ایک رونگٹا بھی نہ کاٹا تو پیارے خلیل نے چھری کو ہاتھ سے پھینک دیا چھری نے خدا سے طرز تکلم کی اجازت مانگی خدا نے اجازت دی چھری نے عرض کی یا خلیل اللہ آپ ناراض کیوں ہوتے ہیں آپ نے فرمایا تو نے اسماعیل علیہ السلام کا گلا نہیں کاٹا چھری نے کہا نار نمرود نے آپ کو کیوں نہیں جلایا تھا آپ نے فرمایا خدا نے آگ کو حکم دیا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا چھری نے کہا خدا نے کتنی مرتبہ آگ کو ٹھنڈا ہونے کا حکم دیا تھا فرمایا ایک مرتبہ چھری نے کہا وہی خدا مجھے ستر مرتبہ حکم دے چکا ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کا حلق نہیں کاٹنا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جو دنبہ ہابیل نے قربانی کے لئے ذبح کیا تھا وہ چار ہزار سال سے جنت میں پرورش پا رہا ہے اسے اسماعیل کے فدیے کیلئے لے جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیے میں وہ دنبہ ذبح کیا ۔حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا صبر کی وجہ سے خدا نے آپ کو مستجاب الدعوات قرار دیا آپ جو بھی دعا مانگیں گے خدا تعالیٰ قبول فرمائے گا آپ نے دعا مانگی۔

اللھم لا تعذب احدا من امة محمد علیه السلام (ص 315/1 خیر المونس)

یا اللہ حضرت محمد ﷺ کے کسی امتی کو عذاب نہ دینا۔

لیکن مولوی ابراہیم دیوبندی نے لکھا ہے ۔حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کہا کہ آپ خدا سے دعا مانگیں یہ وقت قبولیت کا ہے انہوں نے دعا مانگی الٰہی جو تیرا بندہ مشرک نہ ہو اسے بخش دے۔ (ص 113 اکرم المواعظ)

خدا نے چار ہزار سال تک دنبہ کو جنت میں پالا تا کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ ہو جائے خدا نے چار سو سال تک فرعون کو پالا تا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فدیہ ہو جائے خدا نے

پچاس سال تک شمعون یہودی کو پالا تا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فدیہ ہو جائے اور خدا تعالیٰ اس دنیا میں یہود و نصاریٰ کو پال رہا ہے تا کہ وہ امت محمدیہ کا فدیہ ہو جائیں۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اذا كان يوم القيامة دفع الله الى كل مسلم يهوديا او نصرانيا فيقول هذا فكاكك من النار۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی عطا فرما کر کہے گا یہ جہنم سے تیرا فدیہ ہے۔

حضرت یوسف و جبریل علیہما السلام

1۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے اصرار پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے ساتھ روانہ فرما دیا جب حضرت یوسف علیہ السلام بھائیوں کے ساتھ روانہ ہوئے تو انہوں نے راستے میں آپ کے ساتھ شدید عداوت کا اظہار فرمایا ایک بھائی یوسف علیہ السلام کو مارتا تو وہ دوسرے سے فریاد کرتے وہ بھی ان کو مارتا آپ نے ان میں سے کسی کو رحمدل نہ پایا قریب تھا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کر دیتے اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کہہ رہے تھے اے یعقوب علیہ السلام کاش آپ جانتے کہ آپ کے بیٹے کے ساتھ کیا ہو رہا ہے تب یہوذا نے کہا تم لوگوں نے مجھ سے یہ پکا وعدہ نہیں کیا تھا کہ تم لوگ ان کو قتل نہیں کرو گے تب وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں پر لے گئے اور ان کو کنویں کی منڈیر پر کھڑا کر کے ان کی قمیض اتاری جس سے ان کا مقصد تھا کہ وہ اس قمیض پر خون لگا کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیں گے حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے کہا میری قمیض واپس کر دو تا کہ میں اس سے اپنا بدن چھپا لوں بھائیوں نے کہا اب تم سورج، چاند اور گیارہ ستاروں کو بلاؤ تا کہ وہ اس کنویں میں تمہاری غمخواری کریں پھر انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینک دیا تا کہ وہ پانی میں ڈوب جائیں

اور مر جائیں۔ حضرت یوسف پانی میں گر گئے پھر انہوں نے کنویں کے ایک پتھر کی پناہ لی اور اس پتھر پر کھڑے ہو گئے اور رونے لگے۔ بھائیوں نے آواز دی حضرت یوسف علیہ السلام سمجھے کہ شاید ان کو رحم آ گیا ہے آپ نے کہا لبیک انہوں نے ایک پتھر اٹھا کر حضرت یوسف علیہ السلام کا نشانہ لیا اب یہوذا نے ان کو منع کیا اور یہی ان کو کنویں میں کھانا پہنچاتے رہے یہ بھی روایت ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو پکارا اے وہ جو حاضر ہے غائب نہیں اے وہ جو قریب سے بعید نہیں اے وہ جو غالب ہے مغلوب نہیں میری اس مشکل کو آسان کر دے اور مجھے اس کنویں سے نجات دے اور یہ بھی روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نار نمرود میں ڈالا گیا اور ان کے کپڑے اتار لئے گئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے ان کو جنت کی ریشمی قمیض پہنائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہ قمیض حضرت اسحاق علیہ السلام کو دی اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے وہ قمیض حضرت یعقوب علیہ السلام کو دی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس قمیض کو ایک غلاف میں ڈالکر وہ غلاف حضرت یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈالدی پھر حضرت جبریل علیہ السلام کنویں میں آئے اور غلاف سے قمیض نکال کر یوسف علیہ السلام کو پہنا دی۔

(ص 109/5 تفسیر کبیر) (ص 209/13 تفسیر جامع البیان)

2۔ وھب بن منبہ نے کہا کہ جب مصر کے تاجر مالک بن زعر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں سے خریدا تو انہوں نے ایک دوسرے کو دستاویز لکھ کر دی مالک بن زعر نے یعقوب علیہ السلام کے فلاں فلاں بیٹوں سے یہ غلام بیس درہم کے عوض خرید لیا اور ان کے بھائیوں نے کہا یہ بھاگا ہوا غلام ہے اس کو زنجیروں اور بیڑیوں میں باندھ کر رکھا جائے۔ رخصتی کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے کہا۔ اللہ تمہاری حفاظت کرے ہر چند کہ تم نے مجھے ضائع کر دیا۔ اللہ تمہاری مدد کرے ہر چند کہ تم نے مجھے رسوا کیا اللہ تم پر رحم کرے اگر چہ تم نے مجھ پر رحم نہیں کیا قافلے والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زنجیروں اور بیڑیوں میں باندھ کر سواری پر

بٹھایا جب وہ قافلہ آل کنعان کی قبروں سے گزرا اور حضرت یوسف نے اپنی والدہ کی قبر کو دیکھا اور ایک سیاہ فام غلام حضرت یوسف علیہ السلام کی نگرانی کرتا تھا اس لمحہ وہ غافل ہو گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو اپنی والدہ کی قبر پر گرا لیا اور ان کی قبر پر لوٹ پوٹ ہو گئے اور قبر کو گلے لگا لیا اور بڑے اضطراب سے کہنے لگے اے میری ماں سر اٹھا کر اپنے بیٹے کو دیکھ وہ کس طرح زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے گلے میں غلامی کا طوق پڑا ہے۔ بھائیوں نے مجھے باپ سے جدا کر دیا ہے ادھر اس سیاہ غلام نے آپ کو سواری پر نہ دیکھا وہ دوڑ کر پیچھے آیا اس نے آپ کو ایک قبر کے پاس دیکھا اس نے آپ کو پاؤں سے ٹھوکر ماری اور آپ کو دردناک مار لگائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا مجھے مت مارو۔ اللہ کی قسم میں بھاگا نہیں جب میں اپنی ماں کی قبر سے گزرا تو میں نے چاہا کہ میں اپنی ماں کو الوداع کہوں اور میں دوبارہ ایسا کام نہ کروں جو تم کو ناپسند ہو اس سیاہ غلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تو بہت برا غلام ہے تو کبھی اپنے باپ کو پکارتا ہے اور کبھی اپنی ماں کو پکارتا ہے تو نے اپنے مالکوں کے سامنے ایسا کیوں نہیں کیا اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اے اللہ اگر تیرے نزدیک میرے یہ کام خطا ہیں تو میں اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف کر دے اور مجھ پر رحم کر تب آسمان سے فرشتوں نے چیخ و پکار کی اور حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے یوسف علیہ السلام اپنی آواز کو پست کرو آپ نے تو آسمان کے فرشتوں کو رلا دیا کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں زمین کو الٹ پلٹ کر دوں حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے جبریل علیہ السلام ذرا ٹھہرو۔ بیشک اللہ حلیم ہے جلدی نہیں کرتا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے زمین پر اپنا پَر مارا تو زمین پر اندھیرا چھا گیا۔ سورج کو گرہن لگ گیا اہل قافلہ کا یہ حال تھا کوئی ایک دوسرے کو نہیں پہنچانتا تھا قافلہ کے سردار نے کہا ضرور تم میں سے کسی نے نازیبا حرکت کی ہے اس سیاہ غلام نے کہا میں نے یوسف علیہ السلام کو تھپڑ مارا ہے تب

اس نے آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جس کے نتیجے میں یہ سب کچھ ہوا۔ سردار نے حضرت یوسف علیہ السلام سے معافی سے مانگی آپ نے معاف کردیا۔ (726/5 تبیان القرآن)

3۔ حضرت یوسف علیہ السلام کئی سال تک قید رہے جب قید سے رہائی کے دن قریب آگئے اور خدا تعالیٰ نے آپ پر کشادگی کرنی چاہی تو حضرت جبریل علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے ان کو سلام کیا اور ان کو کشادگی کی بشارت دی اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو قید سے نکالنے والا ہے اور آپ کو اس زمین کا اقتدار عطا کرنے والا ہے اس زمین کے بادشاہ آپ کے تابع ہو جائیں گے اور سردار آپ کی اطاعت کریں گے اور اللہ آپ کو آپ کے بھائیوں پر غلبہ دیگا اور اس کا سبب یہ ہوگا کہ بادشاہ ایک خواب دیکھے گا جس کی تعبیر یہ ہوگی پھر کچھ دن زیادہ نہ گزرے کہ بادشاہ نے خواب دیکھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس خواب کی تعبیر بتائی جس کے نتیجے میں حضرت یوسف علیہ السلام کو قید سے آزادی ملی۔ (ص 74/9 الجامع الاحکام)

4۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ بن گئے تو ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام کیساتھ تخت مصر پر تشریف فرما تھے۔ جبریل علیہ السلام نے دریچہ سے دیکھا کہ ایک شخص لکڑی فروش راہ عامہ سے گزر رہا ہے اس کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا ہے اور بڑی تکلیف کا سامنا کر رہا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا کیا آپ اس لکڑ ہارے کو جانتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام فرمانے لگے نہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ وہی ہے جس نے آپ کی پاکدامنی کی گواہی دی تھی اس وقت اس کی عمر تین ماہ تھی اس نے آپ کو زلیخا کے مکر سے بچالیا تھا اب آپ اس کو بھول گئے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کو بلایا اور اپنا مقرب اور خزائن کا مالک بنادیا۔

اے عزیز جس شخص نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اسے اپنا مقرب بنالیا اور اپنے تمام خزانوں کا مالک بنادیا۔ امت مصطفی

دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرتی ہے اور خدا کی واحدنیت کی گواہی دیتی ہے کیا تعجب ہے کہ وہ حق تعالیٰ اس گواہی کے صلے میں اس امت کو جنت کی نعمتیں عطا فرمادے اور اپنے دیدار سے مشرف فرمادے۔ (ص 272 فیضان قادریہ) (ص 84/1 خیر المونس)

5۔ جب خدا تعالیٰ نے زلیخا کی دستگیری فرمائی اور بت پرستی سے توبہ نصیب ہوئی تو اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب ایک زمانہ گزر گیا اور اپنے بت کے آگے عاجزی کر کے یوسف کو مانگتی مگر اس پتھر کو کیا خبر یہ بت کورا پتھر تھا یہاں کیا رکھا تھا اور توفیق الٰہی نے ہاتھ پکڑا بت کو توڑ کر چورا چورا کر دیا اور زبان سے کہا۔ لا الہ الا اللہ اور ساتھ عرض کی مولیٰ مجھے یوسف علیہ السلام سے ملا دے یا یوسف علیہ السلام کی محبت میرے دل سے نکال دے اور اپنی محبت دیدے ہمیں وہ دن دکھادے کہ خود یوسف علیہ السلام ہمیں تلاش کرے وہ اپنا حسن و جمال دکھائے اور ہم اس سے منہ پھیر لیں وہ ہمیں دیکھے اور ہم تجھے دیکھیں خدا نے یہ ساری دعائیں قبول فرمائیں یوسف کو بھی ملا دیا اور اپنی طرف بھی بلا لیا جو مانگا تھا وہ سب کچھ عطا کر دیا جب زلیخا نے یہ دعائیں مانگیں تو فرشتوں نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی۔ الٰہی اب تو زلیخا تیری ہوگئی ہے۔ اب تو اس کی مراد پوری کردے اور ارشاد خداوندی ہوا ہم کل ہی اس کی مراد پوری کردیں گے۔ دوسرے دن حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری بڑے تزک و احتشام سے مصر سے نکلی اور زلیخا کی جھونپڑی کی قریب سے گزر ہوا زلیخا ہاتھ میں لکڑی لیکر سرِ راہ کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی پاک ہے وہ ذات جس نے گنہگاری کے سبب بادشاہوں کو غلام بنادیا اور اطاعت الٰہی کی وجہ سے غلاموں کو بادشاہ بنادیا یہ آواز حضرت یوسف علیہ السلام کے کان میں پڑی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ دردناک صدا سن کر فرمایا دیکھو یہ کون ہے اس کو کیا تکلیف ہے آپ کا غلام زلیخا کی جھونپڑی کی طرف گیا دیکھا ایک اندھی بڑھیا فریاد کررہی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو آکر خبر دی فرمایا جاؤ پوچھو کیا مانگتی ہے غلام نے بڑھیا سے پوچھا تیری کیا حاجت ہے زلیخا نے کہا تم کون ہو کہا میں حضرت یوسف علیہ السلام کا

غلام ہوں یہ سن کر کہا چلے جاؤ تم سے کوئی حاجت نہیں جاؤ اسے بھیجو جس نے تمہیں بھیجا ہے غلام نے آ کر عرض کی حضور وہ بڑھیا بڑی متکبر ہے وہ کہتی ہے جا اسے بھیج جس نے تجھے بھیجا ہے ادھر زلیخا نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی۔ الٰہی بت میں طاقت نہ تھی کہ یوسف کو ملا دے کیا تجھ میں بھی طاقت نہیں یہ سنتے ہی دریائے رحمت جوش میں آیا اور خدا نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ یسف علیہ السلام کو کہو کہ سواری روک کر جا کر زلیخا سے ملاقات کرے۔ حضرت یوسف علیہ السلام تشریف لائے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام بھی موجود ہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا اے عورت تو کون ہے زلیخا نے کہا میں وہی ہوں جس نے تجھے ہیرے جواہرات اور سونے چاندی کے عوض خریدا جب سے تجھے دیکھا ہے رات کو سوئی نہیں۔ پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا مگر افسوس کہ آپ مجھے بھول گئے ہیں آج آپ کو کس نے بھیجا ہے فرمایا مجھے رب العالمین نے بھیجا ہے اور ساتھ ہی کیا ہے کہ اس بڑھیا کو خوش کرنا ہے زلیخا نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی۔

الحمد للہ الذی تقبل منی قلیلاً واعطانی کثیراً

شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھ سے تھوڑا سا لے کر بہت کچھ عطا کر دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کیا حاجت ہے عرض کی وہی پرانی کہ مجھے تو مل جائے حضرت یوسف علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا یہ بوڑھی میں جوان انہوں نے کہا خدا فرماتا ہے آپ ہاں کر لیں جوان ہم بنا دیں گے۔ جبریل علیہ السلام نے آنکھوں پہ ہاتھ پھیرا بینا ہوئی اور از سر نو خوبصورت نوجوان بن گئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح میں آ گئیں۔ (ص 274 احسن)

6۔ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کیا تمہیں حضرت یعقوب علیہ السلام کا علم ہے انہوں نے کہا ہاں علم ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا ان کا غم کیسا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کیا وہ عورت جس کا اکلوتا بیٹا فوت ہو جائے جتنا غم اس کو ہوتا ہے اس سے ستر گنا غم حضرت یعقوب علیہ السلام کو ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کیا

حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے کوئی اجر و ثواب بھی ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا ان کو سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (ص 157/5 تفسیر کبیر)(ص 74/5 حلیۃ الاولیاء)

حضرت ایوب و جبریل علیہما السلام

جب حضرت ایوب علیہ السلام پر مرض کی بلا نازل ہونے لگی تو حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور خبر دی کہ اے ایوب خدا کی طرف سے آپ پر سخت امتحان آنے والا ہے جس کی برداشت پہاڑوں میں نہ ہوگی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے سن کر فرمایا اگر مجھے میرے رب کا دیدار اور وصال نصیب ہوتا رہا تو ایسا صبر کروں گا کہ جہان تعجب کرے گا کہ کس طرح ایوب نے اسکی سخت مصیبت پر صبر کیا۔ وحی آئی ایوب صبر کے لئے تیار ہو جاؤ شیطان نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی الٰہی تو نے ایوب کو ہر نعمت دے رکھی ہے اس لئے وہ شکر گزاری کرتا ہے مال و اولاد کی کثرت ہے وہ تیرا شکر کیوں نہ کرے ہم تو جب جانیں کہ سب کچھ چھین لیا جائے اور وہ پھر بھی تیرا شکر ادا کرے۔ خدا نے فرمایا اے لعین وہ ہمارا بندہ ہے وہ ہر حال میں میرا شکر کرتا رہے گا جا میں نے تجھے اس کے مال اولاد پر اختیار دیا سب کو فنا کر دو پھر دیکھو لعین آیا اور اس نے آپ کے تمام کھیتوں اور باغوں کو جلا دیا اور روتا ہوا باغبان کی صورت بن کر آیا اور کہا اے ایوب کیوں ایسے خدا کی عبادت کرتے ہو جس نے تیرے باغ اور کھیت جلا دیئے ہیں آپ نے فرمایا الحمد للہ اب میں بے فکر ہو کر خدا کی عبادت کروں گا پھر ساری رات سجدے میں گزار دی دوسرے دن آپ کے بچے ایک مکان میں جمع تھے شیطان آیا اور ان پر چھت گرا دی سب دب کر مر گئے روتا ہوا بچوں کے معلم کی شکل میں آیا اور اے ایوب آج نیا ظلم ہوا تیرے بچے چھت کے نیچے دب کر مر گئے ان کے ناک کے راستے ان کا بھیجا نکلا ان کی انتڑیاں باہر آئیں پتھر بھی دیکھ کر پانی ہوتا تھا یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا الحمد للہ اب تو میں ہر طرح سے فارغ ہو کر خدا کی عبادت کروں گا تیسرے دن شیطان اس وقت آیا جبکہ آپ سجدے میں تھے آپکی ناک کے قریب دہ

آگ بھرا سانس پھونکا کہ سارے بدن میں آگ لگ گئی فوراً سارے بدن میں پھوڑے پیدا ہوئے شام تک سارا بدن بیماری میں مبتلا ہو گیا جس قدر مرض اور مصیبت زیادہ ہوتی آپ اسی قدر خدا کی عبادت اور شکر زیادہ کرتے آپ کا جسم جگہ جگہ سے پھٹ گیا لیکن زبان ذکر خدا میں ہر وقت جاری تھی اسی حال میں ایک دن جبریل علیہ السلام آئے اور آ کر آپ کو سلام کیا مگر آپ نے جواب نہ دیا پھر دوسری مرتبہ سلام کیا تو آپ نے فرمایا میر زبان شدت مرض کا شکار تھی اس لئے سلام کا جواب نہ دے سکا اب کچھ افاقہ محسوس ہوا تو سلام کا جواب دیا۔

(روض الریاحین) (ص 277 احسن)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ حضرت ایوب رضی اللہ عنہ اٹھارہ سال مرض میں مبتلا رہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سات سال تک بنی اسرائیل کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پڑے رہے لیکن کسی وقت بھی دل اور زبان ذکر الٰہی سے خاموش نہ ہوئے آپ کے دو گہرے دوست تھے۔ شیطان نے ان سے جا کر کہا تمہارا دوست سخت مصیبت میں گرفتار ہے تم اس کی خبر گیری کیلئے جاؤ اور اپنے ساتھ کچھ شراب لے جاؤ وہ پلا دینا شفا ہو جائیں گی وہ دونوں آئے اور حضرت ایوب رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر زار و قطار روئے آپ نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے یاد دلایا تو آپ خوش ہوئے انہوں نے کہا ہم شراب لائے ہیں وہ آپ پی لیں شفا ہو جائے گی آپ نے فرمایا تمہیں شیطان لایا میں تم سے کلام بھی نہ کروں گا وہ دونوں چلے گئے۔

ایک دفعہ آپ کی بیوی کو شیطان ملا اس نے کہا تیرا خاوند سخت مصیبت میں گرفتار ہے اس کو کہنا فلاں قبیلے کے بت کے نام پر ایک مکھی مار دیں شفا ہو جائے گی اس نے آ کر آپ سے یہ بات کی آپ نے فرمایا تجھ پر شیطان کا جادو چل گیا ہے میں شفایاب ہو کر تجھے سو کوڑے لگاؤں گا آپ کی بیوی دن رات آپ کی خدمت کرتی تھی مزدوری کر کے آپ کے لئے کھانا مہیا کرتی تھی

ایک دن کچھ کھانے کو میسر نہ ہوا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی بھوک کا خیال آیا اپنے بالوں کی ایک لٹ ایک امیر لڑکی کو فروخت کر کے بہت سا کھانا حاصل کیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے پوچھا اتنا کھانا کہاں سے لائی ہو کہا ایک امیر گھر کا کام کیا ہے دوسرے دن بھی یہی حال ہوا پھر بھی حضرت ایوب علیہ السلام نے پوچھا تو آپ کی بیوی نے سر سے ڈوپٹہ اتار دیا دیکھا تو کہ سر کے بال کٹ چکے ہیں آپ کی بیوی آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو پاخانہ پیشاب کراتی ایک مرتبہ آپ کو حاجت تھی آپ نے بیوی کو آواز دی اس نے آنے میں دیر کر دی اسی وقت آسمان سے آواز آئی اے ایوب اپنی ایڑی زمین پر مارو انہوں نے ایسا کیا پانی کا چشمہ جاری ہوا حکم ہوا اس پانی کو پی بھی لو اور اس نے نہا بھی لو تعمیل ارشاد ہوئی۔ خدا نے شفا دی آپ کیلئے جنتی حلہ آیا اس کو پہن کر یکسو ہو کر بیٹھ گئے بیوی نے آپ کو نہ پہچانا اس نے آپ سے پوچھا یہاں ایک بیمار تھا وہ کہاں گیا آپ نے فرمایا وہ میں ہوں خدا نے مجھے شفا دی ہے پھر خدا نے آپ کی اولاد کو زندہ کر دیا اور بھی اولاد عطا فرمائی۔ (ص 25/17 ابن کثیر)

حضرت صالح و حضرت جبریل علیہما السلام

ایک مرتبہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے آپ سے کہا ہم لوگ اپنے ایک میلے میں جا رہے ہیں وہاں اپنے بتوں سے دعا کریں گے آپ اپنے رب سے دعا کریں اگر آپ کی دعا آپ کے رب نے قبول کر لی تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے آپ نے فرمایا بتاؤ میں کیا دعا کروں تو قوم کے سردار جس کا نام جندع بن عمرو تھا نے کہا اس پہاڑ کی چٹان سے ایک حاملہ اونٹنی خوب موٹی تازی نکلے جو اس وقت اپنے وجود کے برابر بچہ دے آپ نے اس قوم سے عہد پیمان لیا کہ اگر میں نے تمہیں یہ دکھا دیا تو ایمان لانا سب نے عہد کیا آپ نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی اسی وقت اس پہاڑ کی چٹان سے ایک موٹی تازی عظیم الجثہ اونٹنی نکلی اس نے نکلتے ہی اپنے جیسا ایک بچہ جنا اس اونٹنی کو خدا نے نشانی کہا کیونکہ

1۔ یہ اونٹنی بغیر ماں باپ کے قدرت خداوندی سے پیدا ہوئی تھی۔

2۔ یہ اونٹنی پتھر سے پیدا ہوئی تھی۔

3۔ یہ خوب موٹی اور جوان پیدا ہوئی۔

4۔ حاملہ ہی پیدا ہوئی اور پیدا ہوتے ہی اس نے بچہ دیا۔

5۔ بچہ چھوٹا نہ تھا بلکہ اپنی ماں کے برابر تھا۔

6۔ وہ اونٹنی ایک دن چھوڑ کر ایک دن کنوئیں کا سارا پانی پی لیتی تھی۔

7۔ جس دن اس کی پانی کی باری آتی تھی کوئی دوسرا جانور کنوئیں کے پاس نہ آتا تھا۔

8۔ وہ اتنا دودھ دیتی کہ وہ ساری قوم کیلئے کافی ہو جاتا۔

9۔ جن کھیتوں اور باغوں میں چرتی تھی ان کے سبزہ دانہ اور پھل میں بہت برکت ہو جاتی

یہ معجزہ دیکھ کر جندع بن عمرو اور اس کے خاندان کے لوگ مسلمان ہو گئے اور باقی قوم کافر ہی رہی اس اونٹنی کے پیدا ہونے سے قوم کو تین دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔

ا۔ ایک یہ کہ اونٹنی بہت موٹی تھی دوسرے جانور اسے دیکھ کر ڈر کر بھاگ جاتے تھے۔

ب۔ دوسری یہ کہ یہ اونٹنی اور اس کا بچہ ہر طرف پھرتے تھے ہر ایک کا کھیت کھاتے ان کو کھیت سے نکالنے کی اجازت نہ تھی۔

ج۔ تیسری یہ کہ ہر تیسرے دن یہ اونٹنی کنوئیں کا سارا پانی پی جاتی تھی قوم کو اس سے پانی لینے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔

اس قوم ثمود میں دو عورتیں بڑی خوبصورت تھیں اور بہت مالدار تھیں ان کی لڑکیاں ان سے بھی زیادہ حسین تھیں ایک کا نام عنیزہ ام غنم اور دوسری کا نام صدقہ بنت مختار ان کی کھیتی باڑی بہت تھی اور ان کے جانور بھی زیادہ تھے ان دونوں کافرہ عورتوں کو حضرت صالح علیہ السلام سے بڑی عداوت تھی یہ چاہتی تھیں کہ کسی صورت اونٹنی ماردی جائے۔ صدقہ نے اپنے چچازاد بھائی مصدع

بن دہر کو بلایا اور کہنے لگی میں بیوہ ہوں میں تجھ سے نکاح کرلوں گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تو اونٹنی کو ہلاک کردے پھر دوسرے شخص قدار کو بلایا جو درحقیقت حرامی تھا اس سے بولی تو بھی اونٹنی کے قتل کرنے میں مدد کر میری جس بیٹی سے تو چاہے گا نکاح کرلینا ان دونوں نے خوشی سے یہ بات منظور کرلی ان دونوں نے اپنے ساتھ نو آدمی اور شامل کرلئے سارے قوم نے ہر طرح سے تعاون کا وعدہ کیا طے یہ پایا کہ پہلے حضرت صالح علیہ السلام کو قتل کیا جائے پھر اونٹنی کو ذبح کیا جائے۔
حضرت صالح علیہ السلام دن بھر شہر میں تبلیغ کرتے رات کو ایک مسجد میں خدا کی عبادت کرتے جو ایک پہاڑ کے دامن میں واقع تھی یہ لوگ پہاڑ کی غار میں چھپ کر بیٹھ گئے کہ حضرت صالح علیہ السلام جب یہاں آئیں گے تو ان کو شہید کردیں گے نو آدمی چھپ گئے ان پر خدا نے غار کر گرا کر ان کو برباد کردیا بقیہ ان دونوں نے شور مچا دیا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے ان کے نو آدمی مار دیئے ہیں اس پر اس بستی کے لوگ طیش میں آگئے اور بولے کہ اب ہم اونٹنی ضرور ذبح کردیں گے چنانچہ قدار اور مصدع دونوں اس پہاڑ کے دامن میں جا کر چھپ گئے جہاں سے اونٹنی نکلی تھی جب اونٹنی اپنے بچے کے ساتھ ادھر سے نکلی پانی پی کر تو مصدع نے اس کو تیر مارا جس سے اونٹنی کی پنڈلی سخت زخمی ہوگئی اور وہ گر گئی پھر قدار تلوار لے کر جلد نکلا اس نے پہلے تو اونٹنی کے پاؤں کاٹے پھر اسے ذبح کردیا اونٹنی نے تین آوازیں نکالیں اور جان دیدی اس کا بچہ پہاڑ کے قریب گیا پہاڑ پھٹ گیا اور وہ اس کے اندر سما گیا قوم نے اونٹنی کا گوشت آپس میں تقسیم کرلیا۔

حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود سے فرمایا تمہیں صرف تین دن کی مہلت ہے اس کے بعد تم پر خدا کا عذاب نازل ہوگا آپ نے ان سے فرمایا کل تمہارے چہرے زرد ہوجائیں گے اور پرسوں تمہارے چہرے سرخ ہوجائیں گے اور اس سے اگلے دن تمہارے چہرے سیاہ ہوجائیں گے چنانچہ ایسے ہی ہوا جس دن عذاب نازل ہونا تھا حضرت صالح علیہ السلام اس سے ایک روز پہلے مومنوں کو لے کر شام کی طرف چلے گئے قوم ثمود عذاب کے دن کفن اوڑھ کر خوشبو لگا کر

مرنے کے لئے زمین پر لیٹ گئے دوپہر کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام کی آسمان سے چیخ کی آواز آئی زلزلہ پیدا ہوا اور قوم ہلاک ہوگئی۔

مسلم و بخاری نے ایک حدیث نقل فرمائی کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ قوم ثمود کی برباد شدہ بستی مقام حجر سے گزرے جہاں قوم ثمود پر عذاب نازل ہوا تھا تو صحابہ کرام کو حکم دیا یہاں ٹھہرو نہیں بلکہ خوف سے روتے ہوئے گزر جاؤ بعض لوگوں نے اس کنویں کے پانی کے ساتھ آٹا گوندھ لیا آپ نے حکم دیا پانی پھینک دو اور آٹا ضائع کر دو اور کبھی اپنے نبی سے معجزہ نہ مانگو قوم ثمود نے اپنے نبی سے معجزہ مانگا اونٹنی ان کا انجام تمہارے سامنے ہے۔

قوم ثمود کا ایک آدمی ابورغال اس وقت حرم مکہ میں تھا وہ عذاب سے بچ گیا جب وہ حرم سے نکلا ہلاک ہوگیا اور اسے قوم نے دفن کر دیا اور اس کی قبر میں سونے کی ایک چھڑی بھی دفن کر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو ابورغال کی قبر دکھائی صحابہ نے تلواروں سے اس کی قبر کھود دی اور وہ سونے کی چھڑی نکال لی۔ (ص 8/656 تا ص 8/684 اشرف التفاسیر)

حضرت موسیٰ و جبریل علیہما السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کے حکم کے مطابق چھ لاکھ ستر ہزار بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے آگے دریائے قلزم آ گیا۔ فرعون نے اپنی فوج کے ساتھ تعاقب کیا اور دوپہر کو آ پہنچا وحی آئی کہ اے موسیٰ دریا میں عصا مارو انہوں نے عصا مارا تو دریا میں بارہ راستے پیدا ہوگئے کیونکہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے حکم الٰہی سے تیز ہوا چلی ہوا اور آفتاب کی گرمی نے راستوں کو خشک کر دیا آپ نے بنی اسرائیل سے فرمایا ان راستوں میں داخل ہو جاؤ ان لوگوں کو خوف ہوا کہ کہیں ہم غرق نہ ہو جائیں سب سے پہلے حضرت یوشع علیہ السلام نے اپنا گھوڑا ڈالا ان کے بعد حضرت ہارون نے جب بنی اسرائیل نے ان کو دیکھا تو یہ بھی دریا میں داخل ہوگئے ہر قبیلہ ایک

ایک راستے میں داخل ہو گیا ان سب کے پیچھے حضرت موسیٰ علیہ السلام داخل ہوئے ان میں سے ایک گروہ نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام ہمیں خبر نہیں کہ ہمارے دوسرے گروہ زندہ ہیں یا پانی میں ڈوب گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پانی کی دیوار میں لاٹھی ماری جس سے روشندان بن گئے اور ہر جماعت دوسروں کو دیکھتی جارہی تھی اتنے میں فرعونی لشکر بھی دریا کے کنارے آپہنچا فرعون نے دیکھا دریا میں راستے بنے ہوئے ہیں دل میں حیران ہوا مگر لشکر سے کہا میرے اقبال سے دریا خشک ہو گیا ہے تاکہ میں اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کو زندہ پکڑ سکوں اگر یہ لوگ پانی میں ڈوب جاتے تو مجھے غلام کہاں سے ملتے ہامان نے چپکے سے کان میں کہا دریا میں قدم نہ رکھنا ورنہ تمہیں اپنی خدائی کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا جلدی سے کشتیاں مہیا کرو اور ان کے ذریعے دریا پار کرو فرعون نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اسی حالت میں جبریل علیہ السلام گھوڑی پر سوار ہو کر فرعون کے آگے ظاہر ہوئے انہوں نے اپنی گھوڑی دریا میں ڈال دی فرعون کا گھوڑا گھوڑی کی بو پا کر پیچھے ہو لیا فرعون نے روکا لیکن وہ نہ رکا جب لشکریوں نے فرعون کو دیکھا وہ بھی دریا میں داخل ہو گئے جب سب فرعونی دریا میں داخل ہو گئے تو خدا نے پانی کی دیواروں کو ملنے کا حکم دے دیا سب غرق ہو گئے۔ (ص 356/1 اشرف التفاسیر)

امام بیہقی نے فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ یوں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ فرعون کے زمانے میں دریائے نیل خشک ہو گیا اس کے لوگ آئے اور کہا اے فرعون ہمارے لئے دریائے نیل کو جاری کرو اس نے کہا میں تم سے ناراض ہوں وہ دوبارہ آئے اور کہا ہماری جانور بھوکے مر رہے ہیں اس لئے دریائے نیل جاری کرو اگر تو نے دریا جاری نہ کیا تو ہم کوئی اور خدا بنالیں گے فرعون نے کہا اچھا سب لوگ ایک کھلے میدان میں نکلو وہ ایک میدان میں جمع ہو گئے فرعون ایک الگ جگہ پر چلا جہاں اسے نہ کوئی دیکھ سکے نہ اس کی آواز سن سکے اس نے اپنا رخسار زمین پر رکھا اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا اور اے خدا میں اس ذلیل غلام کی طرح آیا جو اپنے آقا کی

بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے میں جانتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی بھی نیل کو جاری نہیں کر سکتا ہے اس پر دریائے نیل اس قدر جاری ہوا کہ پہلے کبھی بھی اتنا جاری نہ ہوا تھا اس نے لوگوں سے کہا کہ میں نے نیل کو جاری کر دیا ہے ان سب لوگوں نے فرعون کو سجدہ کیا اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام تشریف اور فرعون سے فرمایا میرا ایک غلام ہے میں نے اسے دوسرے غلاموں کا سردار بنایا ہوا ہے اپنے خزانوں کی کنجیاں اس کو دے رکھی ہیں لیکن وہ میرے دشمنوں سے محبت کرتا ہے اور میرے دوستوں سے دشمنی کرتا ہے ایسے غلام کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے فرعون نے کیا وہ برا غلام ہے اگر میرا بس چلے تو میں اسے دریائے قلزم میں ڈبو دوں۔ جبریل علیہ السلام نے کہا اے بادشاہ یہ بات لکھ دیں اور اس پر مہر لگا دیں فرعون نے ایک تحریر لکھ کر اس پر مہر کر دی جب فرعون دریائے قلزم میں ڈوبنے لگا تو جبریل علیہ السلام نے اسے غوطہ دیا اس نے کہا یہ کیا کرتے ہو آپ نے مہرہ شدہ تحریر سامنے کر دی کہ یہ تمہارا ہی فتویٰ ہے کہ جو غلام کھائے کسی کا اور گائے کسی کا اس کو دریائے قلزم میں غرق کر دو۔ (ص 33/4 شعب الایمان)

جب فرعون ڈوبنے لگا تو اس نے کہا میں نبی اسرائیل کے رب پر ایمان لایا یہ ایمان بالغیب نہ تھا ایمان بالحضور تھا جو قبول نہ ہوا اور وہ غرق ہو گیا اس وقت خدا نے فرمایا۔

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً

آج ہم تیری لاش کو باہر نکال دیں گے تا کہ بعد والوں کیلئے ایک نشانی بن جائے۔

اس زمانے کے لوگوں نے فرعون کی لاش کو کوئی مصالحہ لگا کر زمین میں دفن کر دیا کئی صدیاں گزرنے کے بعد 16 فروری 1923ء کو ھوارڈ نامی ایک آدمی نے آثار قدیمہ کی کھدائی کرتے ہوئے زمین سے فرعون کی لاش کو نکال لیا صدیاں گزرنے کے بعد بھی زمین نے اس کے جسم کو نہیں کھایا اگر فرعون کی لاش کو اس زمانے کے سائنسدان کوئی مصالحہ لگا دیں تو زمین اس کے جسم کو نہیں کھاتی اور اگر خدا تعالیٰ اپنے کسی بندے کو ولایت کا مصالحہ لگا دے تو اس کو زمین یقیناً نہ کھائے گی کیونکہ اللہ کے ولی زندہ ہوتے ہیں۔ (ص 74 انوار القرآن)

حضرت زکریا و جبریل علیہما السلام

جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کی یہ کرامت دیکھی کہ ان کے پاس بے موسم
جنتی پھل آتے ہیں تو آپ کے دل میں فرزند کا شوق پیدا ہوا اور خیال فرمایا جو مریم کو بے موسم
پھل دینے پر قادر ہے وہ مجھ بوڑھے کو میری بانجھ بیوی سے اولاد دینے پر بھی قادر ہے چنانچہ اسی
وقت اور اسی جگہ جہاں حضرت مریم سے گفتگو ہوئی تھی انہوں نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی عرض کی
اے مولیٰ مجھے اسی بڑھاپے میں اپنی طرف سے ایک پاک اور ستھرا بیٹا عطا فرما تو دعا کو قبول
فرمانے والا ہے آپ بہت بڑے عالم تھے آپ بارگاہ الٰہی میں قربانیاں پیش فرمایا کرتے تھے
مسجد شریف میں آپ کی اجازت کے بغیر کوئی داخل نہ ہوسکتا تھا آپ ایک دن مسجد میں نماز میں
مشغول تھے اور باہر لوگ اجازت کے منتظر تھے دروازہ بند تھا اچانک آپ نے ایک سفید پوش
جوان دیکھا وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے انہوں نے آپ کو اس حال میں خوشخبری دی کہ
اے زکریا تمہاری دعا قبول ہوئی رب تعالیٰ تمہیں ایک صالح متقی بیٹا عطا فرمائے گا جس کا نام
یحییٰ ہے وہ بہت سی خوبیوں کا مالک ہوگا وہ کلمۃ اللہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرزور تصدیق
کرے گا چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش حضرت جبریل علیہ السلام نے کلمہ کن سے ہوئی ہے اور
آپکی گفتگو کلمۃ اللہ ہوتی ہے اس لئے آپ کا لقب کلمۃ اللہ ہے جبریل علیہ السلام نے حضرت یحییٰ کی
دوسری نشانی یہ بیان کی کہ مومنوں کا سردار ہوگا نیز ہمیشہ عورتوں سے پرہیز کرے گا یاد الٰہی میں
مشغول ہوگا عورتوں کی طرف توجہ نہ کرے گا اس وقت حضرت زکریا کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور
ان کی بیوی کی عمر اٹھانوے سال تھی خدا تعالیٰ نے آپ کو حضرت یحییٰ عطا فرمائے۔

(ص 518/3 اشرف التفاسیر)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ

1۔ اولیاء کے قرب میں دعا قبول ہوتی ہے کیونکہ حضرت زکریا نے اللہ کی ولیہ حضرت مریم

کے پاس کھڑے ہو کر دعا مانگی تھی۔

2۔ نزول رحمت کے وقت دعا مانگنا سنت انبیاء ہے حضرت زکریا نے حضرت مریم کے پاس بے موسم پھل دیکھ کر دعا مانگی۔

3۔ انبیاء کرام کی نعت بیان کرنا سنت الٰہیہ ہے رب تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کی صفات بیان فرمائیں وہ مصدق سید حصور اور نیکوں میں سے نبی ہوگا۔

4۔ اللہ تعالیٰ اپنے بعض مقبول بندوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے حضرت زکریا کی بیوی جب حاملہ ہوئیں تو حضرت زکریا کو علم تھا کہ اس کے پیٹ میں لڑکا ہے جس کا نام یحییٰ ہے۔

5۔ نماز میں فرشتوں کی بات سننا اور ان سے کلام کرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا جس کلام سے نماز فاسد ہوتی ہے وہ لوگوں سے کلام ہے حضرت زکریا کے ساتھ جبریل علیہ السلام نے کلام نماز کی حالت میں کیا اور آپ نے نماز کی حالت میں جواب دیا لیکن حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کی حالت میں کلام کرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا۔

حضرت عیسیٰ و جبریل علیہما السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں سے عرض کی اے ماں دنیا فانی سے آؤ اس پہاڑ پر چل کر اللہ کی عبادت کریں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ حضرت مریم اس پہاڑ پر رہ کر رات دن خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔ حضرت مریم دن کو روزہ رکھتی تھیں شام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام درختوں کے پتے توڑ کر لاتے جن سے حضرت مریم روزہ افطار کرتیں ایک دن حضرت مریم پہاڑ پر تھیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے لئے پتے لینے گئے ہوئے تھے ایک شخص آیا اور یہ کہا اے رات کو جاگنے والی دن کو روزہ رکھنے والی تجھ پر سلام ہو۔ حضرت مریم نے فرمایا تو کون ہے تیری آواز سے میرا کلیجہ کانپنے لگا ہے فرمایا میں بچوں کو یتیم کرنے والا، عورتوں کو بیوہ کرنے والا ہوں آپ کی جان لینے آیا ہوں۔ حضرت مریم نے کہا مجھے اتنی مہلت دے کہ میرا بیٹا

میرے روزے کی افطاری کے لئے پتے لینے گیا ہوا ہے وہ آجائے فرمایا مجھے مہلت دینے کی
اجازت نہیں مجھے جس سانس میں جان نکالنے کا حکم ہوتا ہے میں اسی سانس میں جان نکالتا ہوں
دوسرا سانس نہیں لینے دیتا یہ کہہ کر عزرائیل علیہ السلام نے آپ کی جان نکالی اور حضرت مریم کو محراب
عبادت میں لٹا کر چلے گئے شام ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام والدہ کی افطاری کیلئے سبز پتے لائے
اور والدہ کو سوتا پا کر جگانا مناسب نہ جانا۔ نماز کی نیت باندھ کر کھڑے ہو گئے خود بھی رات کو روزہ
نہ کھولا جب رات کافی گزر گئی تو والدہ کے قریب آئے اور والدہ کو سلام کیا اور کہا اے ماں رات
کافی گزر گئی ہے روزے داروں نے روزے کھول لئے ہیں۔ شب بیدار عبادت کیلئے کھڑے
ہو گئے ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ آج آپ عبادت کے لئے بیدار نہیں ہوتیں بہت جگایا لیکن وہ نہ
اٹھیں یہاں تک کہ صبح ہو گئی صبح کو وحی آئی کہ اے عیسیٰ علیہ السلام آپ کی والدہ کی وفات ہو گئی ہے ان
کے کفن اور دفن کا انتظام کر دیں یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے نیچے اترے تا کہ کفن کا کپڑا لائیں
اور کچھ آدمی بلا کر لائیں جو کفن اور دفن میں مدد کریں آپ نے ایک گروہ بنی اسرائیل سے والدہ
کی وفات کا ذکر کیا اور فرمایا تم میرے ساتھ چلو انہوں نے کہا اس پہاڑ پر سانپ بہت ہیں ہم
نہیں جاتے مایوس ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ کی طرف لوٹے راستے میں دو شخص ملے اپنا واقعہ
بیان کیا وہ چلنے کیلئے آپ کے ساتھ ہوئے آپ نے پوچھا تم کون ہو تم نے چلنے سے انکار کیوں
نہیں کیا انہوں نے کہا ہم دونوں جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ہیں حوریں حضرت مریم کو غسل
دینے حاضر ہوئیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر آئے تو دیکھا کہ حضرت مریم کا جنازہ تیار ہے جنازہ
کو قبر میں اتار کر فرشتے اور حوریں رخصت ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی
الٰہی میں اپنی والدہ کی موت کے وقت حاضر نہ تھا مولیٰ میری والدہ کو زندہ کر دے میں اس سے
کچھ باتیں کرلوں خدا نے فرمایا لو میں نے زندہ کر دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے والدہ سے دریافت
کیا ماں موت کا مزہ کیسا ہے حضرت مریم نے کہا کہ موت کا مزہ ایسا تلخ ہے کہ قیامت تک میرے

منہ سے اسکی تلخی زائل نہ ہوگی اور ملک الموت کی دہشت یاد رہے گی عرض کی خدا سے کیا معاملہ ہوا فرمایا میں نے اپنے رب کو راضی پایا وہ مجھ سے خوش ہے پھر فرمایا اب میں تجھ سے قیامت تک کیلئے رخصت ہوتی ہوں اس کے بعد قبر سے آواز آنی بند ہوگئی۔ (ص 154 کرم المواعظ)

2۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو خدا تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی کی کہ میرے بندے کے پاس جاؤ حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے حضرت جبریل علیہ السلام کے ایک پَر پر ایک سطر میں لکھا ہوا تھا۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جبریل علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ پڑھو۔ کہا۔ کیا پڑھوں، کہا یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ

اَدْعُوْكَ اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ

اَدْعُوْكَ اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ الصَّمَدِ

اَدْعُوْكَ اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ الْعَظِیْمِ الْوَتْرِ الَّذِیْ مَلَاَ الْاَرْكَانَ كُلَّھَا اِلَّا فَرَّجْتَ عَنِّیْ مَا اَمْسَیْتُ فِیْهِ وَاَصْبَحْتُ فِیْهِ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا مانگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی کی کہ میرے بندے کو میری طرف اٹھالاؤ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اے بنی ہاشم اے بنی عبدالمطلب اے نبی عبد مناف ان کلمات سے خدا سے دعا مانگا کرو قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جب بھی ان کلمات سے دعا مانگی جائیگی تو خدا کا عرش ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں جھوم اٹھیں گے۔

(ص 379/11 تاریخ بغداد)

نوٹ: اس دعا کو ہر نماز کے بعد پڑھا جائے خصوصاً نماز تہجد کے بعد اللہ اپنے فضل سے دعا قبول فرمائیگا۔

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و جبریل علیہ السلام

1۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔

اول مابدی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لایری رؤیا الاجاءت مثل فلق الصبح۔

رسول خدا پر وحی کی ابتداء رویا صالحہ سے ہوئی جو خواب بھی دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو کر رہتا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح صبح صادق کی روشنی طلوع آفتاب کا پیش خیمہ ہوتی ہے اسی طرح اچھے خوابوں کا سلسلہ آفتاب نبوت کے طلوع کا دیباچہ تھا اس کے بعد آپ کے لئے خلوت اور تنہائی محبوب بنادی گئی آپ غار میں جا کر خلوت گزیں ہوتے آپ غار حرا میں اعتکاف فرماتے کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے اور وہاں رہ کر خدا کی عبادت اور بندگی کرتے اور ذکر الٰہی، مراقبہ، تفکر اور تذکر یہ آپ کی عبادت تھی علاوہ ازیں فساق وفجار اور مشرکین وکفار سے علیحدگی ایک مستقل عبادت ہے جب توشہ ختم ہو جاتا تو گھر آجاتے توشہ لے جاتے اور عبادت میں مشغول ہو جاتے۔ (ص 1/11 زرقانی)

جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوئی اور حسب معمول ایک دفعہ غار حرا میں تشریف فرما تھے کہ دفعتہً غار کے اندر ایک فرشتہ آیا اور آپ کو سلام کیا اور پھر کہا اقراء پڑھئے آپ نے فرمایا ما انا بقاری میں پڑھنے والا نہیں اس پر فرشتے نے پکڑ کر مجھ کو اس شدت سے دبایا کہ میری مشقت کی کوئی انتہا نہ رہی اور اس کے بعد چھوڑ دیا اور کہا پڑھئے میں نے پھر وہی جواب دیا فرشتے نے مجھ پھر پکڑ کر شدت سے دبایا اور کہا پڑھئے میں نے پھر پہلے والا جواب دیا غرضیکہ فرشتے نے مجھے تین مرتبہ دبایا اور تیسری مرتبہ کہا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ

اپنے پروردگار کے نام سے پڑھیئے پھر آپ نے پڑھا یہ فرشتہ جبریل امین علیہ السلام تھا اس نے تین مرتبہ آپ کو دبایا اس میں حکمتیں یہ تھیں۔

ا۔ پہلی مرتبہ دبانے میں اس سازش کی طرف اشارہ تھا جو مکی زندگی میں آپ کے خلاف کی جانے والی تھی مطلب یہ کہ اے محبوب ان کی آپ کو قتل کرنے کی سازش ہم ناکام بنادیں گے خدا آپ کا حامی وناصر ہے۔

ب۔ دوسری مرتبہ دبانے میں اس طرف اشارہ تھا کہ اہل مکہ آپ کا سوشل بائیکاٹ کردیں گے اور آپ کو شعب ابی طالب میں محصور کردیں گے لیکن ان کا یہ حربہ بھی ناکام ہوجائے گا۔

ج۔ اور تیسری مرتبہ دبانے میں حکمت یہ تھی کہ مدینہ طیبہ میں کئی دشمن طاقتیں اکھٹی ہوکر آپ کے خلاف اٹھیں گی پھر بھی آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی ہر بار دبانے سے ایک خطرہ دور ہوتا چلا گیا اور آپ نے عجب لطف محسوس کیا اور ایک اور حکمت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جبریل علیہ السلام وحی لانے میں عرصہ دراز گزر جانے کے باعث خود فور اشتیاق میں بار بار نبی کو سینے سے لگا رہے ہیں۔

لیکن سید عبدالعزیز دباغ نے مندرجہ ذیل حکمتیں نقل فرمائی ہیں۔

ا۔ حضرت جبریل علیہ السلام کا پہلی مرتبہ رسول خدا سے بغلگیر ہونا اس لئے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کی بارگاہ میں وسیلہ بنائیں تاکہ خدا تعالیٰ کی دائمی خوشنودی حاصل ہوجائے جس کے بعد ناراضگی کا وجود باقی نہ رہے۔

ب۔ دوبارہ بغلگیر ہونا اس غرض سے تھا کہ جبریل علیہ السلام آپ کی پناہ میں آجائے اور جاہ محمد میں داخل ہوجائے۔

ج۔ اور تیسری بار میں حکمت یہ تھی کہ آپ کی امت مرحومہ میں شمار ہوجائیں۔

(ص 210/1 تبریز)

ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے ظاہر ہو کر عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو نبوت و رسالت کے منصب کی بشارت دیتا ہے آپ مطمئن ہو گئے پھر جبریل علیہ السلام نے کہا پڑھیے فرمایا کس طرح پڑھوں۔ جبریل علیہ السلام نے کہا اس خدا کے نام سے پڑھیں جس نے پیدا کیا آپ نے اللہ کے پیغام کو قبول فرمایا اور واپس ہوئے راستے میں جس درخت اور پتھر کے قریب سے گزرے اس نے آپ کو ان الفاظ میں سلام کیا۔

السلام علیک یا رسول اللہ

پس اس طرح شاداں و فرحاں آپ گھر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم شے یعنی نبوت و رسالت عطا فرمائی۔ (ص 93/1 خصائص کبریٰ)

ایک بار حضرت خدیجہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا اگر ممکن ہو تو جس وقت وہ فرشتہ آئے تو مجھے اطلاع دینا چنانچہ جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے تو حسب وعدہ آپ نے حضرت خدیجہ کو اطلاع دی حضرت خدیجہ نے عرض کی آپ میری آغوش میں آجائیں جب آپ حضرت خدیجہ کی آغوش میں آگئے تو حضرت خدیجہ نے اپنا سر کھول دیا اور آپ سے دریافت کیا آپ اس وقت بھی جبریل علیہ السلام کو دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا نہیں۔ حضرت خدیجہ نے فرمایا آپ کو بشارت ہو خدا کی قسم یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں۔

(ص 95/1 خصائص کبریٰ)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت خدیجہ نے فرمایا آپکو مبارک ہو یہ فرشتہ ہے شیطان ہوتا تو نہ شرماتا۔ (ص 281/4 کتاب الاصابہ)

2۔ توحید و رسالت کے بعد سب سے پہلے جس چیز کی آپ کو تعلیم دی گئی وہ وضو اور نماز تھی اول جبریل علیہ السلام نے اپنی ایڑھی زمین پر ماری جس نے پانی کا ایک چشمہ جاری ہوا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے اس سے وضو کیا اور آپ دیکھتے رہے بعد ازاں آپ نے بھی اسی طرح

وضو کیا پھر جبریل علیہ السلام نے دو رکعت نماز پڑھائی اور آپ نے اقتداء کی اور وضو اور نماز سے فارغ ہو کر گھر کو واپس تشریف لائے اور حضرت خدیجہ کو وضو اور نماز کی تعلیم دی۔

(ص 70/1 دلائل البونعیم)

یہ بات ذہن نشیں رہے کہ پنجوقتہ نماز تو معراج میں فرض ہوئی ہے اس سے پہلے جو آپ نے نماز پڑھی ہے وہ صلوٰۃ اللیل کے حکم میں تھی اور بعض علماء کے نزدیک ابتداء بعثت سے دو نمازیں فرض تھیں دو رکعتیں صبح کی اور دو رکعتیں عصر کی۔ کچھ عرصہ بعد سورہ مزمل نازل ہوئی اور تہجد کا حکم نازل ہوا۔ (ص 235/1 زرقانی)

3۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ رضائی بھائی کے ہمراہ بکریاں چرانے جنگل گئے ہوئے تھے یکا یک آپ کا رضائی بھائی دوڑتا ہوا آیا اور کہا دو سفید پوش آدمی آئے اور ہمارے قریشی بھائی کو زمین پر لٹا کر ان کا شکم مبارک چاک کیا اب اس کو سی رہے ہیں یہ واقعہ سنتے ہی حلیمہ اور ان کے شوہر کے ہوش اڑ گئے افتاں وخیزاں دوڑے دیکھا کہ آپ ایک جگہ کھڑے ہیں اور چہرے کا رنگ فق ہے حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے فوراً آپ کو سینے سے چمٹا لیا اور پھر آپ کے رضائی باپ نے آپ کو سینے سے لگا لیا آپ سے دریافت کیا کہ کیا واقعہ پیش آیا آپ نے بیان فرمایا حلیمہ آپ کو لے کر گھر واپس آ گئیں۔ (ص 221/8 مجمع الزوائد)

اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آپ حضرت حلیمہ سعدیہ کے ہاں پرورش پا رہے تھے اس وقت آپکی عمر چار سال کی تھی ایک روا آپ جنگل میں تھے دو فرشتے جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام سفید پوش انسانوں کی شکل میں ایک سونے کا تھال برف سے بھرا لے کر نمودار ہوئے اور آپ کا شکم مبارک چاک کر کے قلب انور کو باہر نکالا اس کو چاک کر کے خون کا ایک منجمد ٹکڑا باہر نکالا۔ کہا یہ شیطان کا حصہ ہے پھر شکم اور قلب کو اس طشت میں رکھ برف سے دھویا بعد ازاں قلب کو اپنی جگہ رکھ کر سینہ پر ٹانکے لگائے اور دونوں شانوں کے

درمیان ایک مہر لگادی۔ (ص 409/9 فتح الباری)(ص 616/2 المستدرک)

خون کا منجمد سیاہ لوتھڑا حقیقت میں گناہ کا مادہ تھا جس سے آپ کا قلب مبارک پاک کردیا گیا اور نکالنے کے بعد اس لئے دھویا گیا کہ مادہ معصیت کا کوئی نشان باقی نہ رہے اس کا مطلب یہ ہے اگر کوئی شیطان کے وسوسے کی جگہ ہوسکتی ہے تو وہ یہ لوتھڑا تھا جب یہ نکالدیا گیا اور قلب کو دھودیا گیا تو اب اس دل میں گناہ کا تصور بھی نہیں آسکتا اور برف سے اس لئے دھویا گیا کہ گناہوں کا مزاج گرم ہوتا ہے مثلاً خدا فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا

بے شک جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں اور از روئے ظلم وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔

اس آیت میں یتیموں کے مال کو کھانے والے کے گناہ کو آگ سے تشبیہ دی گئی۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ انسان کے دل میں جب شیطان وسوسہ ڈالتا ہے تو دو شانوں کے درمیان دل کے بالمقابل وہ اپنی سونڈ ڈال کر دل میں وسوسہ ڈالتا ہے لیکن نبی کریم ﷺ کے اس مقام پر خدا نے مہر نبوت لگادی تاکہ شیطان آپ کے دل میں وسوسہ نہ ڈال سکے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ڈاکخانے والے ڈاک تھیلے میں ڈال کر منہ پر مہر لگادیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب باہر سے کوئی خط اس تھیلے میں نہیں جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی خط تھیلے سے نکالا جاسکتا ہے اسی طرح آپ کی پشت پر دل کے مقابل پر مہر کا لگنا اس طرف اشارہ ہے کہ باہر سے شیطان کا وسوسہ دل میں جانہیں سکتا اور جو ہدایت اللہ نے آپ کے دل رکھ دی ہے اس ہدایت کو اب کوئی باہر نکال نہیں سکتا پس ثابت ہوا کہ آپ کا شق صدر جبرئیل علیہ السلام نے اس لئے کیا کہ آپ کا قلب شیطان وسوسوں سے پاک رہے۔

4۔ ایک رات آپ ام ہانی کے گھر میں خواب استراحت میں جلوہ فرماتے تھے نیم خوابی کی

حالت میں یکا یک چھت پھٹی اور چھت سے جبریل علیہ السلام اترے اوران کے ہمراہ اور فرشتے بھی تھے آپ کو جگایا اور مسجد حرام میں لے گئے وہاں جا کر آپ حطیم میں لیٹ گئے اور سو گئے جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام نے آپ کو جگایا اور آپ کو زمزم کے کنوئیں پر لے گئے اور لٹا کر آپ کا شق صدر کیا۔ قلب مبارک نکال کر آب زم زم سے دھویا گیا اور ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان وحکمت سے بھرا ہوا تھا اس ایمان وحکمت کو آپ کے سینے میں بھرا اور سینہ کو ٹھیک کر دیا گیا۔

5۔ شداد بن اوس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات راستے میں چلتے ہوئے ایک ایسی زمین سے گزر ہوا جہاں کھجوروں کے درخت بکثرت تھے جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہاں اتر کر دو نفل پڑھ لیجئے میں نے اتر کر دوگانہ ادا کیا جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی آپ کو معلوم ہے آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے میں نے کہا مجھ کو معلوم نہیں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپ نے مدینہ طیبہ میں نماز پڑھی ہے یہ آپ کی ہجرت گاہ ہے بعد ازاں روانہ ہوئے اور ایک اور زمین پر پہنچے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہاں بھی نفل پڑھیے میں نے اتر کر نماز پڑھی جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپ نے وادی سینا میں شجر موسیٰ علیہ السلام کے پاس نماز پڑھی ہے پھر ایک اور زمین پر گزر ہوا جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپ یہاں ہر نماز پڑھیں میں نے اتر کر نماز پڑھی جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپ نے مدین میں نماز پڑھی جو مسکن حضرت شعیب علیہ السلام ہے وہاں سے روانہ ہوئے ایک اور زمین آئی جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہاں بھی نماز پڑھیں آپ نے نماز ادا فرمائی جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہ بیت اللحم جائے ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ (ص 1/153 فتح الباری)

6۔ جب آپ مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے تو انبیاء علیہم السلام پہلے ہی آپ کے انتظار میں موجود تھے کچھ دیر نہ گزری کہ مسجد میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے پھر ایک مؤذن نے اذان کہی اور

پھر اقامت کہی ہم صف باندھ کر اس انتظار میں تھے کہ کون امامت کراتا ہے جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا میں نے سب کو نماز پڑھائی جب میں نماز سے فارغ ہوا جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپ کو معلوم ہے آپ نے کن کو نماز پڑھائی ہے میں نے کہا نہیں عرض کی۔

صلی خلفك كل نبی بعثه الله (ص 44/6 زرقانی)

ہر مبعوث نبی نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی ہے۔

7۔ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے میں نے خود رسول خدا سے سنا آپ نے فرمایا جب میں بیت المقدس کے امور سے فارغ ہوا تو ایک سیڑھی لائی گئی اس سے بہتر میں نے کوئی سیڑھی نہ دیکھی یہ وہ سیڑھی ہے جس سے بنی آدم کی روحیں آسمان کی طرف چڑھتی ہیں اور مرتے وقت انسان اسکی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا ہے جبریل علیہ السلام نے مجھے اس سیڑھی پر چڑھایا یہاں تک کہ میں آسمان کے ایک دروازے پر پہنچا جس کو باب الحفظہ کہتے ہیں۔ (ص 55/6 زرقانی)

8۔ مسجد اقصیٰ میں جبریل علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی آپ نے اللہ سے یہ آرزو کی تھی کہ وہ آپ کو حوریں دکھائے آپ نے فرمایا ہاں عرض کی آیئے وہ یہ ہیں وہ صخرہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں میں نے ان کو سلام کیا سب نے میرے سلام کا جواب دیا میں نے پوچھا تم سب کون ہو انہوں نے کہا ہم نیک صورت، نیک سیرت ہیں اور حوریں ہیں ان لوگوں کی بیویاں ہیں جو متقی ہیں گناہوں سے دور رہتے ہیں وہ ہمارے پاس لائے جائیں گے کبھی جدا نہ ہوں گے ہمیشہ زندہ رہیں گے وہ کبھی نہیں مریں گے۔ (ص 15/7 ابن کثیر)

9۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں اختلاف ہوا تو ان میں ایک گروہ راہ ہدایت پر تھا وہ باقی لوگوں سے جدا ہو گیا خدا تعالیٰ نے ان کیلئے زمین میں ایک سرنگ بنادی اس میں ڈیڑھ سال تک چلتے رہے حتیٰ کہ چین کے پیچھے جا نکلے ان کے اور عام لوگوں کے درمیان سمندر ہے کوئی ان تک پہنچ نہیں سکتا اور نہ وہ کسی تک پہنچ سکتے ہیں۔ معراج کی رات جبریل امین علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کولیکران کے پاس گئے وہ حضور ﷺ پر ایمان لائے اور آپ نے ان کو قرآن کی چند سورتیں تعلیم فرمائیں اور ان سے فرمایا کہ تمہارے ناپ تول کے پیمانے اور ترازو ہیں انہوں نے کہا نہیں آپ نے ان سے پوچھا تمہارا ذریعہ رزق کیا ہے انہوں نے کہا ہم زمین میں اناج اگاتے ہیں جب فصل تیار ہو جاتی ہے تو اس کو کاٹ کر ایک جگہ رکھ لیتے ہیں جتنی جس کو ضرورت ہوتی ہے وہ لے لیتا ہے آپ نے فرمایا تمہاری عورتیں کہاں ہیں کہا وہ الگ ایک جگہ رہتی ہیں جب ہم میں سے کسی کو عورت کی حاجت ہوتی تو وہ اپنی بیوی کے پاس جا کر اپنی حاجت پوری کر لیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا تم میں سے کوئی جھوٹ بھی بولتا ہے انہوں نے کہا ہم میں سے اگر کوئی جھوٹ بولے تو اسے آسمانی آگ جلا دیتی ہے آپ نے پوچھا تمہارے گھر ایک جیسے کیوں ہیں انہوں نے جواب دیا تا کہ کوئی اپنے آپ کو دوسرے سے بڑا نہ سمجھے آپ نے پوچھا تمہارے دروازوں پر قبریں کیوں تیار ہیں انہوں نے جواب دیا اس لئے کہ ہمیں موت یاد رہے بعد ازاں رسول خدا وہاں سے تشریف لے گئے۔ (ص 302/7 الجامع الاحکام القرآن)

10۔ جب معراج کی رات حضور ﷺ ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے تو وہاں ایک آدمی کو دیکھا جن کی داڑھی میں کچھ سفید بال تھے وہ جنت کے دروازے پر ایک کرسی لگائے بیٹھے تھے ان کے پاس کچھ اور لوگ بھی تھے جن میں سے بعض کے چہرے سفید تھے بعض کے چہرے پر چمک کم ہے بلکہ رنگ میں کچھ اور بھی ہے یہ لوگ اٹھے اور ایک نہر میں غوطہ لگایا جس سے قدرے رنگ نکھر گئے پھر دوسری نہر میں نہائے کچھ اور نکھر گئے پھر تیسری نہر میں غسل کیا چہرے بالکل سفید اور روشن ہو گئے آ کر دوسروں کیساتھ مل کر بیٹھ گئے اور انہی جیسے ہو گئے آپ کے سوال پر جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہ آپ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں زمین پر سب سے پہلے انہی کے بال سفید ہوئے یہ سفید چہرے والے ایماندار لوگ ہیں یہ برائیوں سے بالکل محفوظ رہے جن کی رنگت میں کچھ کدورت تھی یہ وہ لوگ ہیں جن نیک کاموں کیساتھ کچھ

بدیاں بھی سرزد ہوئیں ان کی توبہ سے اللہ مہربان ہو گیا اول نہر رحمت اللہ دوسری نعمت اللہ ہے اور تیسری شراب طہور کی ہے جو جنتیوں کی خاص شراب ہے۔ (15/ 20 ابن کثیر)

11۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اپنے مبارک کپڑے اتارے اور ابھی پورے کپڑے نہ اتارے تھے کہ کھڑے ہو گئے اور کپڑے پہن لئے اس وقت مجھے بہت زیادہ رشک آیا اور میں نے خیال کیا کہ شاید میرے سوتے میں کسی دوسری زوجہ کے ہاں تشریف لے جائیں گے میں آپ کے پیچھے ہولی میں نے آپ کو جنت البقیع میں پایا اس حال میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومن مردوں اور عورتوں اور شہیدوں کیلئے دعا فرما رہے ہیں اس وقت میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ اللہ کے کام میں مصروف ہیں اور میں دنیا کے کام میں لگی ہوئی ہوں پھر میں واپس آ گئی اور اپنے حجرہ میں داخل ہو گئی میرا سانس پھولا ہوا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی جلوہ گر ہو گئے فرمایا یہ سانس کیوں پھولا ہوا ہے میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ میرے پاس جلوہ گر ہوئے لباس مبارک اتارا ابھی مکمل لباس اتارا بھی نہ تھا کہ آپ کھڑے ہو گئے لباس مبارک زیب تن فرما لیا مجھے بڑا رشک ہوا کہ شاید آپ کسی دوسری زوجہ کے ہاں تشریف لے جائیں گے میں چلی یہاں تک کہ آپ کو جنت البقیع میں پایا کہ آپ دعا فرمانے لگے آپ نے فرمایا اے عائشہ کیا تجھے اس بات کا ڈر ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر زیادتی کریں گے بلکہ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یہ رات نصف شعبان کی رات ہے اس رات اللہ تعالیٰ قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر بندوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے لیکن کسی مشرک اور کینہ پرور کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھتا اور نہ ہی قاطع رحم شرابی اور والدین کو تکلیف دینے اور ٹخنوں سے نیچے کپڑا کرنے والے پر نظر رحمت ڈالتا ہے۔

(ص 3/384 شعب الایمان)

12۔ غزوہ حنین میں نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس سے سواری پر ہی خاک طلب فرمائی اور فرمایا شاھت الوجوہ اور دشمنوں کی طرف پھینکی تو یہ مشت خاک دشمنوں کے تمام لشکریوں کی آنکھوں اور منہ پر پڑی اور کوئی کافر ایسا نہ رہا جس کی آنکھ میں یہ خاک نہ گئی ہو آپ نے فرمایا قسم ہے رب محمد کی وہ شکست کھا گئے اور دعا مانگی اے خدا اپنے وعدے کو سچا کر اور کافر اس کے لائق نہیں کہ وہ مسلمانوں پر غلبہ حاصل کریں ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ دعا مانگی۔

اللّٰهم لك الحمد واليك المشتكىٰ وانت المستعان وبك المستغاث وعليك التكلان انهزموا ورب محمد رب کی قسم کافر بھاگ گئے۔

اس وقت حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی اے محمد اللہ تعالیٰ نے آج آپ کو وہ کلمات تلقین فرمائے جو حضرت موسیٰ کو اس وقت تلقین فرمائے جب بنی اسرائیل کے لئے دریا میں راستہ بنایا گیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو سنگریزے مشرکوں کی طرف پھینکے ان کی آواز ایسے معلوم ہوتی تھی جیسے آسمان سے طشت میں پھینکے ہوں اس سے کافروں کے دل تڑپنے لگے اور ان پر عظیم ہیبت طاری ہو گئی تمام میدان سیاہ چیونٹیوں سے لبریز ہو گیا اور وادیاں بھر گئیں ہر پتھر اور ہر درخت مشرکوں کو یوں نظر آتا تھا جیسے سفید لباس میں ابلق گھوڑوں پر سوار ہیں یہ فرشتے تھے۔ (ص 2/371 مدارج النبوت)

13۔ ایک دن جبریل امین علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ آج میں نے ایک عجیب بات دیکھی ہے آپ نے فرمایا وہ کیا عرض کی میرا گزر کوہ قاف سے ہوا میں نے گریہ وزاری کی آواز سنی میں نے دیکھا ایک فرشتہ ہے جو آسمان پر بڑی عظمت واحتشام کا مالک تھا وہ نور کے تخت پر جلوہ فرما ہوتا تھا اس کی خدمت گزاری کیلئے اس کے اردگرد ستر ہزار فرشتے موجود ہوتے تھے اس فرشتے کی سانس سے اللہ ایک فرشتہ پیدا فرماتا

تھا آج میں نے اسے شکستہ بال و پر کے ساتھ محزون مغموم اور آہ و بکا کرتے دیکھا میں نے اس سے اسکی وجہ پوچھی اس نے کہا میں معراج کی رات اپنے تخت پر بیٹھا تھا کہ میرے قریب سے امام الانبیاء کا گزر ہوا مجھ سے تعظیم و توقیر میں تساہل ہوا جس کی بنا پر اس سزا میں گرفتار ہوں اوج افلاک سے فرش خاک پر ڈال دیا گیا۔

حکم فرمایا نکل جا اے فرشتے پر غرور
کیوں نہ کی تعظیم آیا سامنے جب میرا نور
یہ عبادت رات دن کی مجھ کو نامنظور ہے
دور ہے جو میرے احمد سے وہ مجھ سے دور ہے

فرشتے نے کہا اے جبریل علیہ السلام خدا کی بارگاہ میں میری سفارش کردو خدا تعالیٰ مجھے معاف کردے یارسول اللہ ﷺ میں نے خدا کی بارگاہ میں آہ و زاری سے اس کی سفارش کی خدا نے فرمایا اے جبریل اس فرشتے سے کہہ دو اگر وہ اپنی خطا اور لغزش کی بخشش چاہتا ہے تو حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجے اس سے اسے کھویا ہوا مقام مل جائیگا یارسول اللہ ﷺ اس نے آپ پر درود شریف پڑھا خدا تعالیٰ نے اس کے بال و پر درست فرما دیئے اور وہ اڑ کر اپنے مقام پر پہنچ گیا خدا نے اسے وہی اعزاز و اکرام عطا فرما دیا۔ (مقدمہ معارج ص 104)

14۔ رسول خدا ﷺ کی وفات سے تین دن پہلے حضرت جبریل امین علیہ السلام آپ کی بیمار پرسی کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خاص طور پر آپ کے لئے بھیجا ہے آپ سے اللہ دریافت فرماتا ہے کہ آپ کا کیا حال ہے۔ اور آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں آپ نے فرمایا میں اپنے کو مغموم و مکروب پاتا ہوں جب تیسرا دن ہوا تو حضرت جبریل علیہ السلام اپنے ساتھ عزرائیل علیہ السلام کو لے کر آئے اور ان دونوں کے ساتھ وہ فرشتہ بھی تھا جو نہ کبھی زمین پر اترا اور نہ آسمان پر چڑھا اس کا نام اسماعیل علیہ السلام ہے اور وہ ستر ہزار

فرشتوں پر حکمران ہے اور ان میں سے ہر فرشتہ ستر ہزار فرشتوں پر افسر ہے ان سب فرشتوں
سے پہلے حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ۔ اللہ فرماتا ہے کہ آپ اپنے کو کیسا
پاتے ہیں آپ نے فرمایا میں اپنے آپ کو مغموم ومکروب پاتا ہوں پھر ملک الموت نے
دروازے پر آکر اجازت طلب کی۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ملک الموت
آنے کی اجازت مانگتے ہیں انہوں نے آپ سے پہلے کبھی کسی سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ
آپ کے بعد کسی سے اجازت طلب کریں گے آپ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا ان کو اندر آنے
کی اجازت دے دو۔ ملک الموت اندر داخل ہوئے اور رسول خدا ﷺ کے سامنے کھڑے
ہوگئے اور عرض کی خدا نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اس نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں آپ کی
اطاعت کروں اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کی روح قبض کروں اور اگر اجازت نہ ہو تو میں
آپ کی روح کو قبض نہ کروں آپ نے ملک الموت سے فرمایا کیا تم یہ کرسکو گے اس نے عرض کی
ہاں مجھے یہی حکم ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو جبریل علیہ السلام نے عرض
کی یارسول اللہ ﷺ اللہ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے پھر جبریل علیہ السلام نے عرض کی میرا دنیا
میں آنے کا مقصد صرف آپ کی ذات تھی میں صرف آپ ہی کے لئے دنیا میں آتا تھا اس کے بعد
نبی کریم ﷺ نے وفات پائی۔ (ص 129/3 طبرانی کبیر)

15۔ ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ ملک الموت اعرابی کی شکل میں آپ کے
دروازے پر آیا اس نے اندر آنے کی اجازت مانگی اسے اجازت دی گئی اس نے عرض کی
السلام علیکم ایہا النبی خدا تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور مجھے اس نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کی
اجازت سے آپ کی روح کو قبض کروں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ملک الموت جب تک
میرے پاس میرے بھائی جبریل امین علیہ السلام نہ آئیں میری روح قبض نہ کرنا اسی وقت
جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا اے جبریل علیہ السلام ایسے وقت میں مجھے تنہا

چھوڑتے ہو جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے لئے بشارت لایا ہوں کہ خدا نے مالک جہنم سے فرمایا ہے کہ آج آتش دوزخ کو سرد کر دو کہ میرے محبوب کی روح پاک آسمان پر آ رہی ہے حوروں کو حکم دیا گیا کہ خوب آراستہ پیراستہ ہو جائیں فرشتوں کو حکم ہوا صف بستہ کھڑے ہو جائیں کہ روح محمد ﷺ آ رہی ہے اور مجھے خدا نے حکم دیا ہے زمین پر جاؤ اور میرے محبوب سے کہو کہ جنت تمام نبیوں اور امتوں پر حرام ہے جب تک آپ اور آپ کی امت داخل نہ ہوں اور قیامت کے دن خدا آپ کی امت کے بارے میں آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے اس پر حضور ﷺ نے ملک الموت سے فرمایا جس بات کا خدا نے آپ کو حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرو ملک الموت نے آپکی روح کو قبض کیا اور اعلیٰ علیین میں لے گئے اور یہ کہتے ہوئے گئے واہ محمداہ یا رسول رب العالمین حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں میں آسمان سے فرشتے کی آواز سنتا تھا جو کہتا تھا وامحمداہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب آپ کی پاک روح قبض ہوئی تو میں نے دیکھا کہ ایسی خوشبو آ رہی ہے جس سے بہتر خوشبو میں نے کبھی محسوس نہ کی۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں قبض روح کے بعد میں نے آپ کے سینے پر ہاتھ رکھا تو کئی جمعوں تک میرے ہاتھ سے کستوری کی خوشبو آتی رہی حالانکہ میں نے ہاتھوں کو کئی بار دھویا اور ان کے ساتھ کھانا بھی کھایا۔ (ص 555/2 مدارج النبوت)

16۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام جب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو اجازت لے کر حاضر ہوتے چنانچہ علامہ عبدالوہاب شعرانی نے لکھا ہے کہ ابو رافع فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آتے تو دروازے پر ٹھہر جاتے اور رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرتے۔ رسول خدا ﷺ ان کی آواز سن کر ان کو پہچان جاتے پس جلدی سے باہر تشریف لے آتے اور جبریل امین علیہ السلام کو اپنے ساتھ گھر لے جاتے اور اکثر یوں بھی ہوتا تھا کہ ان کے ساتھ دروازے پر کھڑے رہتے حتیٰ کہ وحی اختتام پذیر ہو جاتی اور جبریل علیہ السلام گھر میں داخل نہ ہوتے۔ (ص 11/1 کشف الغمہ)

ان کے گھر میں بے اجازت جبریل آتے ہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہلبیت

17۔ حضرت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین کے بعض گروہ لا الہ الا اللہ کہنے والوں شامتِ اعمال سے جہنم میں جائیں گے۔ایک دن ایسا اتفاق ہوگا کہ یہودی نصرانی اور بت پرست لوگ ان مسلمانوں کو جہنم میں دیکھ کر کہیں گے کہ اے لوگو! تمہارا لا الہ الا اللہ آج تمہارے کچھ بھی کام نہ آیا ہم بت پرست اور تم خدا پرست برابر آج آگ میں جل رہے ہیں۔پس برابر ہوگیا۔لا الہ الا اللہ کہنا اور بت پرستی کرنا۔اور برابر ہوگئی خدا کی عبادت اور بتوں کی پرستش آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جب یہ کلام کفار کے منہ سے نکلے گا۔فوراً دریائے رحمتِ الٰہی جوش میں آئے گا اور مولیٰ بہت کچھ غضبناک ہوکر فرمائے گا۔آج ہمیں برابر کردیا کفار نے بتوں کے اور یکساں بنادیا توحید کو اور شرک کو اے جبریل علیہ السلام جلد جاؤ اور دیکھو مسلمان گنہ گاروں کا جہنم میں کیا حال ہوا ہے۔حضرت جبریل علیہ السلام عرض کریں گے۔الٰہی تو خوب جانتا ہے جو کچھ ان کا حال ہوا ہوگا آج یہ کیا باعث ہوا کہ جوان قیدیوں کی جانب رحمت کی نظر ہوئی۔ارشاد ہوگا کہ اے جبریل آج دریائے رحمت ہمارا جوش میں آیا ہے۔کیوں کہ بت پرستوں کافروں نے ہمارے بندے مسلمانوں لا الہ الا اللہ کہنے والوں کو توحید کا طعنہ دیا ہے۔اور یہ کہا کہ تمہارا کلمہ لا الہ الا اللہ آج تمہارے کچھ بھی کام نہ آیا۔اے جبریل علیہ السلام یہ سن کر ہماری رحمت کا دریا جوش میں آیا اور اب قریب وہ وقت آیا ہے۔کہ مسلمان جہنم سے آزاد ہو جائیں۔

حضرت جبریل علیہ السلام یہ حکم سن کر دوزخ کی طرف روانہ ہوں گے۔مالک ﷺ داروغہ دوزخ آپ کو آتا دیکھ کر اپنے آہنی ممبر سے اترے گا اور یہ کہے گا کہ اے حضرت آج آپ یہاں پر کس طرح تشریف لائے۔حضرت جبرئیل علیہ السلام فرمائیں گے کہ اے مالک یہ بتا کہ مسلمان گنہ گاران امتِ محمد رسول اللہ ﷺ کا جہنم نے کیا حال کیا۔مالک عرض کرے گا کہ

یا حضرت آپ کیا حال ان کا پوچھتے ہیں۔ ان کی نہایت بُری حالت ہے۔ بڑے تنگ مکان میں مقید ہیں۔ آگ نے اُن کے جسم جلا ڈالے، ہڈیاں سوختہ کر دیں۔ صرف ان کے دل اور زبان سالم ہیں کہ وہ ایمان کی جگہ تھے۔ باقی سب کچھ جل گیا ہے۔ جبریل علیہ السلام فرمائیں گے جلدی حجاب ہٹا دے، دروازہ کھول دے کہ میں بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔ مجھے رب العزت نے فرمایا ہے کہ اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھ۔ مالک علیہ السلام دروازہ جہنم کا کھول دے گا اور سرپوش ہٹا لے گا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام دوزخ میں جا کر دیکھیں گے کہ لوگ بڑی بری حالت میں ہیں۔ جب دوزخی لوگ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی صورت دیکھیں گے تو مالک سے پوچھیں گے کہ اے مالک علیہ السلام یہ کون سا فرشتہ ہے کہ ہم نے آج تک ایسا خوبصورت فرشتہ نہیں دیکھا۔ کہے گا کہ یہ جبرئیل امین علیہ السلام ہیں۔ جو وحی لے جاتے تھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سن کر جہنمی لوگ شور و غل مچائیں گے پھر رو رو کر عرض کریں گے کہ جبریل علیہ السلام اللہ ہمارا اسلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفیع سے عرض کیجئے گا اور یہ بھی کہیے گا کہ ہم نہایت سخت عذاب میں مبتلا ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری شفاعت کیجئے۔ حضرت جبریل علیہ السلام گنہ گاروں سے وعدہ فرمائیں گے کہ میں ضرور بالضرور تمہاری حالت زار کی خبر تمہارے شفیع کی خدمت میں عرض کروں گا۔ جب وہاں سے حضرت جبریل علیہ السلام رخصت ہو کر اپنے مقام پر آئیں گے۔ ارشاد رب العباد ہو گا۔ اے جبریل علیہ السلام امت محمدیہ کا کیا حال دیکھا۔ عرض کریں گے الٰہی تو سب کچھ جانتا ہے۔ وہ نہایت تنگ حال اور بڑے سخت عذاب میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس ہم کلامی کی لذت میں حضرت جبریل علیہ السلام محو ہو کر گنہ گار امت کا وعدہ بھول جائیں گے۔ آخر خود ہی عالیجاہ رب العزت ارشاد کریں گے کہ اے جبریل علیہ السلام تم کوئی وعدہ بھی امت محمدیہ کے گنہ گاروں سے کر آئے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام عرض کریں گے ہاں یارب میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ میں ان کا سلام ان کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کروں گا

اور جو عذاب کی تکلیف ان پر گزر رہی ہے وہ بھی آپ ﷺ کو سناؤں گا۔ارشاد ہوگا اے جبریل علیہ السلام جاؤ اور آپ ﷺ کو اطلاع دو۔حضرت جبریل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئیں گے آپ ﷺ اس وقت ایک محل میں ہوں گے جو سچے اور سفید موتی کا اتنا بڑا اور فراخ ہوگا کہ چار ہزار اس کے دروازے ہوں گے جس میں طلائی جوڑیاں کیواڑوں کی جڑی ہوئی ہوں گی رو رو کے حضرت جبریل علیہ السلام عرض کریں گے۔یا محمد ﷺ میں آپ ﷺ کی گنہگار امت کے پاس سے آیا ہوں جو جہنم کے عذاب میں مبتلا ہے۔انہوں نے آپ ﷺ کو بہت رو رو کر سلام عرض کیا ہے اور یہ عرض کیا ہے کہ للہ ہماری خبر لیجئے۔حضور معلیٰ سنتے ہی اس خبر کے لبیک امتی اے میری امت لو حاضر ہے تمہارا نبی شفاعت کیلئے۔یہ کہتے ہوئے عرشِ الٰہی کے نیچے حاضر ہوں گے اور سجدہ میں گریں گے۔خدائے برحق کی وہ ثنا اور حمد بیان کریں گے جو سارے جہاں میں کسی نے بیان نہ کی ہوگی سات دن کی مدت اور مقدار کے بعد حکم ہوگا کہ اے نبی ﷺ سر اٹھاؤ اور مانگو کیا مانگتے ہو کہو کیا کہتے ہو۔شفاعت کرو کس کی شفاعت کرتے ہو۔ہم نے تمہاری شفاعت قبول فرمائی۔یہ سن کر جناب ﷺ سجدے سے یا رب امتی امتی کہتے ہوئے سر اٹھائیں گے۔ارشاد ہوگا کہ جاؤ جس نے ساری عمر میں ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہا اور شرک نہیں کیا وہ خواہ کتنا ہی گنہگار ہو اس کو بھی جہنم سے نکالو جناب ﷺ اذن شفاعت حاصل کر کے اہل جنت سے کہیں گے تم میرے ساتھ چلو اور جس کسی کو تم پہچان لو اسکو میرے ساتھ چل کر جہنم سے نکالو۔یہ منادی سن کر بے تعداد مخلوق جنت کی آپ ﷺ کے ساتھ ہو جائے گی اور حضور ﷺ ان کو ساتھ لے کر دوزخ کی طرف شفاعت کیلئے تشریف لے جائیں گے۔آگے آگے دولہا ہیں جن کا نام محمد رسول اللہ ﷺ ہے پیچھے پیچھے چاند سورج کی چمک کے لاکھوں براتی ہیں۔اب یہ برات جنت سے چلی ہے اور جہنم کی طرف جاتی ہے تا کہ تمام گنہ گار مسلمانوں کو دوزخ سے نکالے اور جنت میں لا کر بادشاہ بنا دے۔یہ وہ مبارک مجمع ہے کہ آج تک کبھی

ابتدائے عالم سے انتہا تک کہیں نہ ہوا تھا جو آج ہوا ہے جس وقت لاکھوں چاند سورج ستارے جہنم کے پاس پہنچیں گے مالک دیکھ کر گھبرائے گا اور حضور اکرم ﷺ کے لیے کھڑا ہو جائے گا۔ آنحضرت ﷺ زاروزار رو کر فرمائیں گے اے مالک جلدی بتا کہ میری پیاری امت کا کیا حال تو نے کیا۔ انہیں کس کس طرح جلایا اور کیا کیا عذاب کیا۔ مالک کہے گا یا حضرت وہ تو نہایت عذاب اور تکلیف میں پڑے ہوئے ہیں۔ اے مالک جلدی دروازہ جہنم کا کھول دے۔ میں اپنی آنکھوں سے ان کا حال زار دیکھ لوں مالک دروازہ کھولے گا اور سرپوش ہٹالے گا۔ جس وقت دوزخی لوگ شفیع المذنبین ﷺ کے جمال باکمال کے چہرہ پرنور کو دیکھیں گے۔ چیخیں گے چلائیں گے۔

یا محمد ﷺ احرقت النار جلودنا واکبادنا و وجودنا۔

یا حضرت آگ نے ہمارے جسم جلا دیئے۔ کلیجے خاک کر دیئے منہ سوختہ بنا دیئے اور بڑے بڑے عذاب ہوتے رہے۔ آنحضرت ﷺ ملائک کو حکم دیں گے ان کو جہنم سے باہر نکالو یہ سن کر فرشتے لاکھوں کروڑوں ہی بے گنتی مسلمان گنہگاروں کو جو جل کر کوئلہ بن گئے ہوں گے جہنم سے نکال کر باہر ڈالیں گے۔ اب کہاں یہ سوختہ کوئلے کہاں جنت۔ یہ لوگ جنت کے قابل کہاں رہے۔ حضور ﷺ عرض کریں گے الٰہی یہ لوگ اس قابل نہیں رہے کہ ان کو جنت میں لے جاؤں ارشاد ہوگا کہ ہم نے انہیں دوزخ میں جلا کر کوئلہ بنا دیا تھا اور ہم ہی ان کو جنت کے قابل بنائیں گے۔ رضوان جنت کو حکم ہوگا کہ نہر الحیٰوۃ کو اس طرف چھوڑ دے۔ حکم الٰہی سے رضوان نہر الحیٰوۃ کو جہنم کے دروازے کے قریب بھیج دے گا آنحضرت ﷺ فرمائیں گے ان جلے ہوئے کوئلوں کو اس نہر میں ڈالو۔ ملائک ان لوگوں کو نہر میں ڈالیں گے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ایک ایک سوختہ اور کوئلہ چودھویں رات کے چاند کی مانند روشن اور نورانی ہو کر نہر سے نکلے گا اور اپنے شفیع اور پیارے نبی ﷺ کی شفاعت سے دوزخ سے آزاد ہو کر جنت میں ابدالاباد کے لئے آباد ہو جائے گا۔ جب کفار اور مشرک سارے بت پرست غیر اللہ کے پوجنے

والے مسلمان گنہگاروں کو جنت میں جاتے دیکھیں گے۔اس وقت تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی لاالہ الا اللہ کہہ لیتے تو آج ضرور بخش دیئے جاتے۔

رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡ کَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ۔

بہت سے کفار اس وقت تمنا کرتے ہوں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہو جاتے۔لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔

18۔ حضرت عطیہ بن قیس سے روایت ہے کہ غزوہ بدر سے فارغ ہونے کے بعد حضرت جبریل امین علیہ السلام اپنے سرخ گھوڑے پر تشریف لائے اوران کے دانتوں پر غبار تھا اور وہ چادر اوڑھے ہوئے تھے انہوں نے عرض کی۔

یا محمد ان اللہ بعثنی الیک وامرنی ان لا افارق حتیٰ ترضی افرضیت قال نعم

اے محمد ﷺ خدا تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں آپ سے جدا نہ ہوں جب تک آپ راضی نہ ہوں تو کیا آپ راضی ہو گئے ہیں۔فرمایا ہاں

(ص 26/2 طبقات ابن سعد)(ص 313/2 سنن سعید بن منصور)

19۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور فرمایا آمین آمین آمین اور فرمایا میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے۔اور کہا اے محمد جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو پایا اور وہ مر کر داخل جہنم ہو گیا اللہ اس کو دور کرے کہو آمین میں نے کہا آمین پھر کہا اے محمد ﷺ جس نے رمضان کو پایا اور مر گیا لیکن اس کی مغفرت نہ ہوئی اور داخل جہنم ہو گیا اللہ اس کو دور کر دے کہو آمین میں نے کہا آمین پھر کہا جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور اس نے آپ پر درود نہ پڑھا اور مر کر داخل جہنم ہو گیا خدا اس کو دور کرے کہو آمین میں نے کہا آمین۔

(الترغیب والترہیب ۵/۷)(ص 2 / 243 طبرانی کبیر)(مجمع الزوائد ص 8 / 139)
(ص 153/4 المستدرک)

20۔ حضرت زافرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم کونسی قرأت میں قرآن کی تلاوت کرتے ہو انہوں نے کہا آخری قرأت میں کیوں کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن پیش کرتے تھے اور جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال حضرت جبریل علیہ السلام نے دومرتبہ آپ پر قرآن پیش کیا اور حضرت عبداللہ نے گواہی دی کہ قرآن میں نہ تو نسخ ہوا نہ تبدیلی ہوئی اور عبداللہ کی قرأت آخری تھی۔

(ص 81/12 طبرانی کبیر)

21۔ جب حضرت زید بن حارثہ نے اپنی بیوی زینب بنت جحش کو طلاق دے دی اور عدت پوری ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید سے فرمایا زینب کو میری طرف سے نکاح کا پیغام دے دو انہوں نے یہ پیغام حضرت زینب تک پہنچایا آپ نے فرمایا میں خدا سے استخارہ کرلوں یہ کہہ کر وہ نماز پڑھنے کھڑی ہوئی ادھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی آئی۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا

جب زید نے ان سے غرض پوری کرلی تو ہم نے اس کی شادی آپ سے کردی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر اطلاع کئے اسی وقت حضرت زینب کے ہاں تشریف لے گئے یہاں پر طبرانی نے لکھا کہ اس وقت حضرت زینب کے بال کھلے تھے فرماتی ہیں میں نے دل میں یہی کہا الله امر من السماء آسمان سے حکم نازل ہوا ہے فرماتی ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر منگنی اور گواہوں کے آپ نے فرمایا شادی اور نکاح کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور گواہ حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ (39/24 طبرانی کبیر)

22۔ زیر آیت وما ارسلناك الا رحمة للعالمین صاحب روح البیان نے لکھا ہے ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا ہم رحمۃ للعالمین ہیں اور تم بھی عالم میں ہو بتاؤ تمہیں ہم سے کیا رحمت ملی عرض کی یا حبیب اللہ اب تک مجھے اپنے انجام کی خبر نہ تھی

خراب ہوگا یا اچھا لیکن آپ کی وجہ سے مجھے امن مل گیا اور مجھے اطمینان ہو گیا کیونکہ خدا تعالیٰ نے میرے بارے میں قرآن میں نازل فرمایا۔

اَنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ

23۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ اس وقت غم زدہ تھے کیونکہ ایک مشرک نے آپ کے ساتھ بے ادبی کا سلوک کیا تھا آپ نے فرمایا ان لوگوں نے میرے ساتھ ناروا سلوک کیا ہے حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپ پسند کرتے ہیں کہ میں آپ کو کوئی نشانی دکھاؤں ایک درخت دیکھا جو وادی کے اس طرف تھا جبریل علیہ السلام نے عرض کی اس درخت کو بلاؤ آپ نے اسے بلایا وہ چلتا ہوا آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا آپ نے فرمایا واپس چلے جاؤ وہ جا کر اپنی جگہ پہنچ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ بات مجھے کافی ہے۔ (ص 359/6 مسند ابی یعلی)

24۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات قریب ہوئی تو حضرت علی المرتضیٰ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی وفات پر آپ کو غسل کون دے گا اور آپ کا کفن کیا ہوا اور آپ پر نماز جنازہ کون پڑھے گا اور آپ کو قبر میں کون داخل کرے گا آپ نے فرمایا اے علی مجھے غسل تو اور فضل بن عباس دے گا اور جبریل علیہ السلام تمہارا ساتھی ہوگا جب تم مجھے غسل دے چکو تو مجھے تین نئے کپڑوں میں کفن دینا اور جبریل علیہ السلام میرے پاس خوشبو لے کر آئیں گے پھر مجھے چارپائی پر رکھ دینا اور مجھے مسجد میں رکھ کر سب باہر نکل جانا سب سے پہلے مجھ پر میرا رب درود بھیجے گا عرش پر سے پھر جبریل علیہ السلام پھر میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام اور پھر دوسرے فرشتے گروہ در گروہ مجھ پر درود بھیجیں گے پھر تم داخل ہو جانا لیکن کوئی امام نہ بنے۔ (30/9 مجمع الزوائد)

25۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو پیدا فرمانا چاہا تو حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ زمین کے قلب سے مٹی لاؤ۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام فردوس اور رفیق اعلیٰ کے فرشتوں

کے ساتھ نازل ہوئے اور حضور ﷺ کی قبر کی جگہ سے ایک مٹھی بھر خاک اٹھائی اور یہ سفید اور نورانی تھی اس کو ماء تسنیم میں گوندھا گیا اور اسے جنت کی نہروں میں غوطہ دیا گیا یہاں تک کہ وہ سفید موتی کی طرح ہوگئی اور اس میں نور اور ایک بڑی شعاع پیدا ہوگئی پھر فرشتوں نے اسے لیکر عرش وکرسی، زمین وآسمان پہاڑوں اور سمندروں کا طواف کرایا اور فرشتوں اور ساری مخلوق کو حضرت محمد مصطفی ﷺ کی معرفت حاصل ہوئی اور آپ کی فضیلت کو پہنچانا اس سے قبل کہ حضرت آدم کو آپ کی معرفت حاصل ہو جب خدا نے حضرت آدم کو پیدا فرمایا تو اس نور کو آپ کی پشت میں رکھ دیا گیا حضرت آدم علیہ السلام اپنی پشت سے پرندے کی سی آواز سنتے تھے عرض کی اے خدا یہ آواز کیسی ہے فرمایا یہ نور محمد ﷺ کی تسبیح کی آواز ہے جس کو میں تیری پشت سے ظاہر کروں گا تم مجھ سے وعدہ کرو کہ اس نور کو پاک رحموں کی طرف منتقل کرو گے حضرت آدم علیہ السلام نے وعدہ کیا اے خدا میں پاک مردوں اور عورتوں کی طرف اسے منتقل کروں گا۔ نور محمد ﷺ پشت میں چمکتا تھا اور فرشتے اس نور کو دیکھنے کے لئے آپکے پیچھے کھڑے ہوجاتے تھے اور اس کا دیدار کر کے تسبیح پڑھتے تھے جب آدم نے یہ دیکھا تو عرض کی الہٰی فرشتے میرے پیچھے کیوں کھڑے ہوتے ہیں فرمایا اے آدم یہ نور خاتم الانبیاء کی زیارت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں جس کو میں تیری پشت سے ظاہر کروں گا عرض کی اے خدا مجھے اس کا دیدار کرا دے خدا نے آپ کو دیدار کرایا۔ حضرت آدم علیہ السلام آپ پر ایمان لائے اور انگشت شہادت سے اشارہ کر کے فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حضرت آدم نے عرض کی اس نور کو میرے سامنے کر دے تاکہ فرشتے سامنے آجائیں اور میرے پیچھے نہ رہیں خدا نے یہ نور انکی پیشانی میں کر دیا اور وہ آفتاب کی مانند نظر آتا تھا یا پھر چودھویں کے چاند کی طرح نظر آتا تھا اور فرشتے آپ کے سامنے کھڑے ہوجاتے رشتے اس نور کو دیکھ کر تسبیح پڑھتے تھے پھر حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اس نور کو ایسی جگہ منتقل کر دے جہاں سے میں دیکھ سکوں خدا نے اس نور کو آپ کی انگشت شہادت میں منتقل کر دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام اس نور کی زیارت کرتے تھے پھر

عرض کی اس نور کا کوئی باقی حصہ میری پشت میں رہ گیا ہے فرمایا اس کے صحابہ کا نور باقی ہے عرض کی اس بقیہ کو بھی میری انگلیوں میں منتقل کردے خدا تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نور ان کی بڑی انگلی میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نور بڑی کے ساتھ والی انگلی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نور چھوٹی انگلی میں اور حضرت علی کا نور انگوٹھے میں منتقل کردیا یہ انوار حضرت آدم علیہ السلام کی انگلیوں میں چمکتے تھے جب تک حضرت آدم علیہ السلام جنت میں رہے جب آپ زمین میں خلیفہ بنادیئے گئے تو یہ انوار دوباہ آپ کی پشت میں منتقل کردیئے گئے۔ (1/225 جواہر البحار فی فضائل النبی المختار)

26۔ حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے ایک طویل حکایت لکھی ہے جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے فرماتے ہیں کہ محمد بن احمد بلخی فرماتے ہیں کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی کی زیارت کے لئے بلخ سے بغداد پہنچا میں نے ان کو اپنے مدرسہ میں نماز عصر پڑھاتے پایا پہلے نہ انہوں نے مجھے دیکھا تھا اور نہ میں نے ان کو کبھی دیکھا تھا جب انہوں نے نماز سے سلام پھیرا تو لوگ ان کی طرف لپکے میں بھی آگے بڑھا اور آپ سے سلام کے لئے مصافحہ کیا انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسکرائے اور فرمایا اے محمد بلخی مرحبا اللہ تعالیٰ نے تیرے مقام اور نیت کو دیکھا آپ کا یہ ارشاد میرے لئے ایسا تھا جیسے زخمی کیلئے مرہم اور بیمار کے لئے شفا میری آنکھوں میں آنسو آگئے اور آپ کی ہیبت سے میرا بند بند کانپنے لگا مجھے مخلوق سے وحشت ہوگئی ایک رات میں وظائف پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا رات بڑی تاریک تھی میں نے دیکھا کہ میرے دل سے دو آدمی ظاہر ہوئے ایک کے ہاتھ میں پیالہ اور دوسرے کے ہاتھ میں لباس فاخرہ تھا صاحب لباس فاخرہ نے کہا میرا نام علی المرتضیٰ ہے اور یہ مقرب فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے اور اس پیالے میں شراب محبت ہے اور یہ لباس خلعت رضا ہے پھر حضرت علی نے وہ لباس مجھے پہنا دیا اور صاحب پیالہ نے وہ پیالہ مجھے دے دیا اس کے نور سے مشرق و مغرب چمک اٹھے جب میں نے اس پیالے کے مشروب کو پیا تو مجھ پر غیب کے اسرار اور اولیاء کے مقامات منکشف ہوگئے میں نے

وہ مقام دیکھا جس کے سمجھنے سے افہام وعقول عاجز ہیں اس مقام میں مَیں نے دیکھا کہ ملائکہ روحا نیین رکوع کی حالت میں ہیں میں ایک مدت تک اس مقام کو نظر بھر کر دیکھ نہ سکا ایک مدت کے بعد میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا دربار دُربار لگا ہوا ہے آپ تشریف فرما ہیں اور آپ کے دائیں جانب حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت جبریل امین علیہ السلام ہیں اور بائیں جانب حضرت نوح علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور آپ کے سامنے اکابر صحابہ کرام اور اولیاء عظام ہیں اور نبی کریم ﷺ کی ہیبت کی وجہ سے وہ اس طرح بے حس وحرکت ہیں گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں میں نے صحابہ میں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ حضرت حمزہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہم کو پہنچان لیا اور اولیاء کرام میں سے معروف کرخی سری سقطی جنید بغدادی سہل تستری تاج العارفین ابوالوفا شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ عدی اور شیخ احمد رفائی کو میں نے پہنچان لیا میں نے دیکھا کہ صحابہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اولیاء میں سے شیخ عبدالقادر جیلانی نبی کریم ﷺ کے قریب ہیں پھر میرے کانوں میں آواز آئی کہ جب مقرب فرشتے اور انبیاء مرسلین اور اولیاء کرام حضرت محمد ﷺ کی زیارت کی مشتاق ہوتے ہیں تو آپ اپنے مقام اعلیٰ سے نزول فرماتے ہیں اور اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ جن نفوس قدسیہ نے آپ کی زیارت کی ان کے چہروں کی نورانیت میں کئی گنا اضافہ فرما دیا۔

(ص 349/2 جواہر البحار)

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

27۔ سید عبدالعزیز دباغ مصری فرماتے ہیں اگر جبریل امین علیہ السلام ایک کھرب سال بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ تک زندہ رہیں تو بھی حضور ﷺ کی معرفت کا چوتھائی حصہ بھی حاصل

نہیں کرسکتے اور نہ ہی حضور ﷺ کے علم کا چوتھائی حصہ حاصل کرسکتے ہیں اور حضرت جبریل علیہ السلام کا علم حضور ﷺ سے زیادہ کس طرح ہوسکتا ہے وہ تو حضور ﷺ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں سارے فرشتے اور حضرت جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کے نور کا بعض حصہ ہیں ساری مخلوق اور سارے فرشتے حضور ﷺ سے درس معرفت لیتے ہیں اور نبی کریم ﷺ اپنے رب کی بارگاہ میں موجود ہوتے ہیں اور اس بارگاہ میں جبریل علیہ السلام کی رسائی نہیں۔

(286/2 جواہر البحار)

28۔ ایک مرتبہ حضرت جبریل امین علیہ السلام نبی کریم کے حضور ﷺ تشریف لائے اور عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں ان پہاڑوں کو سونے کا بنادوں اور یہ آپ کے ساتھ چلیں جہاں آپ جائیں آپ نے کچھ توقف فرمایا پھر آپ نے فرمایا اے جبریل علیہ السلام دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں اور دنیا اور مال کو وہ جمع کرتا ہے جو عقل سے خالی ہے جبریل علیہ السلام نے عرض کی اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو اس قول ثابت پر قائم رکھے۔ (33/1 جواہر البحار)

29۔ ایک مرتبہ جبریل امین علیہ السلام سے نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ سورج ڈھل گیا ہے انہوں نے جواب دیا نہیں پھر فوراً کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ کیا جواب ہوا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا جب میں نے نہیں کیا تھا اس وقت ڈھلا نہ تھا اور جب ہاں کہا ڈھل گیا تھا اور اتنی دیر میں آفتاب نے اپنے مدار پر ایک لاکھ پچاس ہزار میل کا فاصلہ طے کرلیا تھا۔ (504 غنیۃ الطالبین)

30۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ بیٹھ جاؤ یہاں تک کہ حضرت جبریل علیہ السلام آئیں اور تو ان کو سلام کرے اور وہ تیرے لئے دعائے خیر کریں جبریل علیہ السلام آئے اور دروازے پر کھڑے ہوگئے اور اندر داخل نہ ہوئے جبریل علیہ السلام دوسری مرتبہ آئے آپ نے فرمایا اے جبریل علیہ السلام عائشہ بیٹھی تھی تاکہ تمہیں سلام

کرے اور تم اس کیلئے دعائے خیر کرو لیکن تم ہمارے دروازے سے واپس ہو گئے اور اندر داخل نہ ہوئے جبریل علیہ السلام نے عرض کی میں آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے آیا تھا لیکن وہاں تصویر دیکھ کر واپس ہو گیا۔ (173/5 مجمع الزوائد)

31۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک روز جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا تا کہ اس دروازے کو دیکھتا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر آگاہ ہو جاؤ میری امت میں سب سے پہلے تو جنت میں داخل ہوگا۔ (241/3 مشکوٰۃ)

32۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو انکی اصلی شکل میں دو مرتبہ دیکھا ہے ایک بار آپ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا مجھے اپنا آپ دکھاؤ جبریل علیہ السلام نے آپ کو اپنی صورت دکھائی جبریل علیہ السلام اتنے عظیم تھے کہ آسمان کے افق کو گھیر لیا اور دوسری بار معراج کی رات سدرۃ المنتھیٰ کے پاس اصلی صورت میں دیکھا۔

ایک روایت میں ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو اصلی صورت میں دیکھا تو ان کے چھ سو پَر تھے اور ان بازوؤں میں سے ایک بازو ایسا تھا کہ اس نے افق کو گھیر لیا تھا اور ان کے بازوؤں سے مختلف رنگ کی چیزیں اور موتی اور یاقوت جڑے ہوئے تھے جن کو صرف اللہ جانتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب آپ آسمان پر تشریف لے گئے تو جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی خلقت پر دیکھا ان بازوؤں میں زبرجد موتی اور یاقوت پروئے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ نظر آیا کہ جبریل علیہ السلام کی دونوں آنکھوں کے درمیان جو فاصلہ ہے اس نے آسمان کے افق کو گھیرا ہوا ہے اور اس سے پہلے جبریل علیہ السلام کو مختلف شکلوں مین دیکھا کرتا تھا ایک جگہ ہے کہ حضرت علیہ السلام دحیہ کلبی کی شکل میں آپ کے پاس آتے تھے۔

(ص 309/1 تا 311/1 خصائص کبریٰ)

33۔ حضرت انس بن مالک سے روایت کہ رسول خدا نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام سفید پرٔ ہاتھ میں لیکر آئے اس میں ایک سیاہ نکتہ تھا میں نے پوچھا ہاتھ میں کیا ہے کہا یہ جمعہ کا دن ہے جس میں آپ سب کیلئے خیر کثیر ہے پوچھا یہ سیاہ نکتہ کیا ہے کہا یہ قیامت ہے جو جمعہ کے دن قائم ہوگی جمعہ سید الایام ہے فرشتے اس کو یوم المزید کہتے ہیں پوچھا یوم المزید کیا ہے عرض کی خدا نے جنت میں ایک وادی بنائی ہے جس کی خوشبو سفید مشک سے زیادہ ہے جب قیامت کا جمعہ آئے گا تو اللہ اس وادی میں جلوہ افروز ہوگا اس کی کرسی کے گرد نور کے منبر ہوں گے جن پر انبیاء ہوں گے ان منبروں کے پاس سونے سے مزین کرسیاں ہوں گی جن پر صدیقین اور شہدا بیٹھیں گے پھر اہل غرفہ آئیں گے اور وادی بھر جائیگی خدا فرمائیگا میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا پھر خدا فرمائیگا مجھ سے اپنی مراد مانگو سب کہیں گے ہم تیری رضا چاہتے ہیں خدا فرمائیگا میری رضا نے تمہیں یہاں تک پہنچایا ہے خدا فرمائیگا مانگو بندے مانگیں کہ یہاں تک ان کی مرادیں ختم ہو جائیں گی اس وقت ہر آدمی یہ کہے گا کہ ہمارے لئے ہمارا خدا کافی ہے اس وقت وہ چیزیں ان کے سامنے لائی جائیں گی جو نہ کسی آنکھ دیکھی اور نہ کسی کان نے سنی ہوں گی نہ کسی دل میں ان کے بارے میں کبھی خیال آیا ہوگا پھر سب غرفہ والے واپس ہوں گے ہر غرفہ یعنی چوبارہ سفید سرخ یاقوت اور سبز زمرد کا ہوگا ان میں نہریں جاری ہوں گی پھلدار درخت ہوں گے خدمت گار ہوں گے بیویوں کیلئے مخصوص جگہ ہوگی۔

(55/3 طبرانی اوسط)(10/ 422 مجمع الزوائد)(439 غنیۃ الطالبین)

باب پنجم

باب الصحابہ

اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اور
حضرت جبریل علیہ السلام کے واقعات بیان کئے گئے ہیں

حضرت جبریل علیہ السلام واصحاب اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

1۔ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام ایک طباق لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ طباق جنتی سیبوں سے لبریز تھا۔ طباق آپ کے سامنے رکھ کر عرض کی آپ اس میں سے اس شخص کو عطا کریں جو آپ کو محبوب ہو یہ طباق ایک عمدہ خوان پوش سے ڈھکا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کر کے ایک سیب اٹھالیا۔ دیکھا تو اس کی ایک جانب لکھا ہوا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هٰذِهِ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ لِاَبِىْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيق

یہ خدا کا تحفہ ہے ابوبکر صدیق کیلئے۔

اور اس کی دوسری جانب لکھا ہوا ہے۔

مَنْ اَبْغَضَ الصِّدِّيْقَ فَهُوَ زِنْدِيْقٌ

صدیق کا مبغض بے دین ہے۔

پھر آپ نے دوسرا سیب اٹھایا اس کے ایک طرف لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هٰذِهِ هَدِيَّةٌ مِنَ الْوَهَّابِ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

یہ خدا وہاب کا تحفہ ہے عمر بن خطاب کے لئے

اور دوسری جانب یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَهُوَ فِىْ سَقَرَ

عمر کا دشمن دوزخ میں ہے۔

اس کے بعد ایک اور سیب اٹھایا جس کی ایک جانب لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هٰذِهِ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

یہ خدائے حنان منان کا تحفہ ہے عثمان بن عفان کیلئے

اور دوسری جانب یہ الفاظ تھے۔

مَنْ اَبْغَضَ عُثْمَانَ فَخَصْمُهُ الرَّحْمٰنُ

عثمان کے دشمن کا رحمان دشمن ہے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سیب اٹھایا جس کی ایک جانب لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هٰذِهِ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْغَالِبِ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ

یہ خدائے غالب کا تحفہ ہے علی ابن ابی طالب کیلئے

اور دوسری جانب لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ وَلِيًّا

علی کا دشمن خدا کا دوست نہیں۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تعجب خیز واقعہ دیکھا تو خدا کی حمد وثناء بیان کی۔

(خیر المونس 360/2)

2۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان میں روح داخل کی تو مجھے حکم دیا کہ جنت سے ایک سیب لو اور اسے حضرت آدم کے حلق میں نچوڑ دو میں نے اس سیب کو نچوڑا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے قطرے سے آپ کو پیدا فرمایا اور دوسرے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اور تیسرے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور چوتھے سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اور پانچویں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیدا فرمایا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض

کی یا اللہ یہ کون ہیں جن کو تو نے عزت بخشی۔ خدا نے فرمایا یہ تیری اولاد کے پانچ بزرگ ہیں اور یہ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ مکرم ہیں جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو کہا یا اللہ ان پانچ بزرگوں کے وسیلے سے میری توبہ قبول فرما خدا نے آپ کی توبہ قبول فرمائی۔

(38/2 الحاوی)

حضرت جبریل علیہ السلام و ابوبکر اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما

1۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک دن ہم چند صحابہ نبی کریم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ہمیں منع فرماتے ہیں کہ کسی کیلئے کھڑے نہ ہو سوائے تین شخصوں کے یعنی والدین عالم باعمل اور منصف مزاج بادشاہ کیلئے ادبا کھڑے ہوا کرو اور آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے لئے کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا اس وقت میرے پاس جبریل امین علیہ السلام بیٹھے تھے جب یہ دونوں مسجد کے دروازے کے اندر آئے تو جبریل علیہ السلام کھڑے ہو گئے ان کے ساتھ میں بھی کھڑا ہو گیا پھر آپ نے فرمایا میرے بعد سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے کوئی حکومت نہیں کر سکتا۔ (320/2 خیر المونس)

2۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آسمان میں (معراج کی رات) ایک گھوڑا دیکھا جو کھڑا ہے اس پر زین ہے لگام بھی ہے وہ نہ تو لید کرتا ہے اور نہ پیشاب کرتا ہے اور نہ اسے پسینہ آتا ہے اس کا سر سرخ یاقوت کا ہے۔ پاؤں سبز زبرجد کے ہیں بدن زرد عقیق کا ہے اس کے پر ہیں اور اسی طرح کے کئی گھوڑے اور بھی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا یہ کن کے لئے ہیں جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہ گھوڑے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے محبوں کیلئے ہیں وہ قیامت کے دن ان پر بیٹھ کر خدا تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ (242/11 تاریخ بغداد)

3۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ حجرات کے دروازے پر بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ صدیق اکبر اور عمر رضی اللہ عنہما ایک جماعت کثیرہ کے ساتھ تشریف لائے جو آپس میں اختلاف کر رہے تھے جب انہوں نے رسول خدا ﷺ کو دیکھا تو خاموش ہو گئے آپ نے فرمایا تم کیا باتیں کر رہے تھے ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خیال یہ ہے کہ نیکیاں اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں اور بدیاں بندوں کی طرف سے ہوتی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نیکیاں اور بدیاں سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں کچھ لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے طرفدار ہو گئے اور کچھ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طرفدار ہو گئے ہیں اس لئے ان میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان وہی فیصلہ کروں گا جو حضرت اسرافیل علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کے درمیان کیا ہے۔ لوگوں نے اپنے دل میں اس بات کو بڑا جانا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جبریل علیہ السلام نے بھی اس بارے میں کلام کیا ہے پھر فرمایا جبریل علیہ السلام نے عمر کی مثل اور میکائیل نے صدیق کی مثل کلام کیا ہے۔ جبریل و میکائیل نے کہا جب ہم اہل آسمان میں اختلاف ہو گیا تو اہل زمین میں بھی ضرور اختلاف ہو گا۔ اسرافیل علیہ السلام سے فیصلہ کراتے ہیں اسرافیل علیہ السلام نے فیصلہ کیا کہ القدر خیرہ وشرہ وحلوہ ومرہ کلہ من اللہ یعنی تقدیر اچھی بری میٹھی کڑوی سب اللہ کی طرف سے ہے اور میں بھی یہی فیصلہ کرتا ہوں پھر آپ نے صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر اللہ یہ چاہتا کہ اس کی نافرمانی بالکل نہ ہو تو وہ شیطان کو پیدا نہ کرتا۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا خدا اور رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔ (311/3 طبرانی اوسط)

حضرت جبریل امین علیہ السلام اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

1۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ کہاں ہے انہوں نے عرض کی میں حاضر

ہوں آپ نے پوچھا تم پہلی رکعت میں ہمارے ساتھ شامل تھے عرض کی میں آپ کے ساتھ پہلی صف میں شامل تھا۔ طہارت کے بارے میں میرے دل میں وسوسہ پیدا ہوا میں مسجد کے دروازے کی طرف گیا ہاتف کی آواز آئی اے ابا بکر میں نے دیکھا سونے کا ایک پیالہ ہے جس میں پانی ہے جو برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس پر ایک رومال ہے جس پر لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق میں نے وضو کیا اور پھر رومال اپنی جگہ رکھ دیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابا بکر جب میں قرأت سے فارغ ہوا میرا گھٹنہ پکڑ لیا گیا میں رکوع نہ کر سکا جب تک تم نہ آ گئے جس نے تمہیں وضو کرایا وہ جبریل علیہ السلام تھے جس نے تمہیں رومال دیا وہ میکائیل علیہ السلام تھے اور جس نے میرا گھٹنہ پکڑا وہ اسرافیل علیہ السلام تھے۔

(الحاوی 42/2)

2۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے کھانا تیار کرایا اور صحابہ کرام کو بلایا اور آپ ﷺ نے ہر صحابی کو ایک ایک لقمہ کھلایا اور فرمایا قوم کا سردار اس کا خادم ہوتا ہے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تین لقمے کھلائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں آپ سے دریافت فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب میں نے پہلا لقمہ صدیق کو کھلایا تو جبریل علیہ السلام نے کہا اے عتیق تجھے مبارک ہو جب دوسرا لقمہ کھلایا تو میکائیل علیہ السلام نے کہا اے رفیق تجھے مبارک ہو اور جب تیسرا لقمہ کھلایا تو خدا تعالیٰ نے فرمایا اے صدیق تجھے مبارک ہو۔

(الحاوی 43/2)

3۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ جبریل علیہ السلام کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ گزرے آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کیا میری امت سے حساب لیا جائیگا فرمایا آپ کی ساری امت سے حساب لیا جائے گا مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حساب نہ لیا جائیگا جب ان سے کہا جائیگا کی جنت میں داخل ہو جاؤ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

فرمائیں گے جب تک میرے ساتھ وہ لوگ جنت میں نہ جائیں گے جو مجھ سے محبت کرتے تھے میں کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گا۔ (ص 159 عمدۃ التحقیق)(304/2 خیر المونس)

4۔ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام میں سے صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایسے صحابی تھے جو حضرت جبریل علیہ السلام کی سرگوشی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سن لیتے تھے لیکن جبریل علیہ السلام کو دیکھ نہ سکتے تھے۔ (359/1 تفسیر عزیزی)

5۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمار ابھی میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے میں نے ان سے کہا میرے سامنے عمر کے آسمان میں فضائل بیان کرو عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل اتنے عرصے تک بیان کروں جتنا عرصہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے یعنی ساڑھے نو سو سال تو بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل ختم نہ ہوں اور بے شک حضرت عمر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔

(ص 179/3 مسند ابی یعلیٰ)(68/9 مجمع الزوائد)

6۔ محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے آپ نے ان کو بیماری کی حالت میں پایا پھر آپ وہاں سے نکل کر حضرت عائشہ کے ہاں آگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خبر دی اچانک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی حضرت عائشہ نے ان کی آواز سن کر کہا میرے والد تشریف لے آئے۔ ابوبکر الصدیق مکان میں داخل ہوئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب کیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اتنی جلدی صحت یاب ہو گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ تھوڑی دیر گزری تھی کہ آپ میرے پاس سے تشریف لے گئے مجھے نیند آگئی میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے میرے ناک میں دوائی ڈالی جس سے مجھے صحت ہو گئی۔ (247/2 خصائص کبریٰ)

7۔ ایک مرتبہ مہاجرین اور انصار نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے آپ کی حیات کی قسم میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ﷺ نے اتنا عرصہ جاہلیت میں گزارہ ہے اور آپ ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک دفعہ ابوقحافہ میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک کمرے میں لے گئے جس میں بت تھے اور مجھے کہا یہ ہیں تیرے بلند وبالا معبود انہیں سجدہ کرو اور مجھے چھوڑ کر چلا گیا میں ایک بت کے قریب ہوا اور اسے کہا کہ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا کوئی جواب نہ آیا میں نے کہا میرے پاس لباس نہیں مجھے لباس دو کوئی جواب ندارد پس میں نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا کہ میں تجھ پر یہ پتھر پھینکنے لگا ہوں اگر تو معبود ہے تو اپنے آپ کو بچالے کوئی جواب نہ آیا پس میں نے پتھر دے مارا وہ منہ کے بل گر گیا اتنے میں میرا باپ آ گیا کہنے لگا بچے یہ کیا ہے میں نے کہا تمہارے سامنے ہے وہ مجھے میری ماں کے پاس لے گیا اور اسے ماجرا سنا یا تو اس نے کہا اسے اس کے حال پر چھوڑ دو یہ وہی بچہ ہے جس کے بارے میں رب نے ندا فرمائی میں نے پوچھا وہ ندا کیا ہے کہنے لگی جس رات مجھے ولادت کی تکلیف ہوئی میں تنہا تھی میں نے ہاتف غیبی کو سنا جو کہہ رہا تھا۔

یاامۃ اللہ بالتحقیق ابشری بالولد العتیق اسمہ فی السماء الصدیق لمحمد صاحب ورفیق.

اے اللہ کی بندی تجھے عتیق بیٹے کی بشارت ہو جس کا نام آسمان میں صدیق ہے اور یہ حضرت محمد ﷺ کا ساتھی اور رفیق ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گفتگو ختم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور تین مرتبہ کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔ (ص 43 عمدۃ التحقیق)

8۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو انگوٹھی دی فرمایا اس پر لا الہ الا اللہ

کندہ کرالاؤ آپ نے وہ انگوٹھی نقاش کو دی اور کہا اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھدو نقاش نے لکھدیا ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ انگوٹھی لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئے۔ نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ انگوٹھی پر لا الہ اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ لکھا ہوا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر یہ زیادتی کسی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے یہ بات پسند نہ کی کہ اللہ کے ساتھ آپ کا نام نہ ہو اور باقی میں نے نہیں لکھوایا اور شرمسار ہوئے پس جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی یارسول اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے لکھا ہے کیونکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کا نام خدا کے نام سے جدا نہ کرنا چاہا اور اللہ نے آپ ﷺ کے نام سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام جدا نہ کرنا چاہا۔ (87/1 تفسیر کبیر)

خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا۔

تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح خرچ اور جہاد کیا۔

یہ آیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے آپ نے سب نے پہلے اسلام قبول کیا اور سب سے پہلے خدا کی راہ میں مال خرچ کیا اس لئے آپ کا مرتبہ تمام صحابہ سے زیادہ ہے چنانچہ علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آپ کی بارگاہ میں تشریف فرما تھے اور آپ نے ایسا لباس زیب تن کیا ہوا تھا جس کے کانٹوں کے بٹن تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی کیا وجہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے لباس کو کانٹوں کے بٹن لگا رکھے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس نے فتح مکہ سے پہلے اپنا مال مجھ پر خرچ کر دیا جبریل علیہ السلام نے

عرض کی خدا آپ کو فرماتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سلام کہو اور پوچھو کہ وہ اس فقر میں راضی ہے یا ناراض۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوبکر خدا تعالیٰ تجھے سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اس فقر میں تم راضی ہو یا ناراض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں اپنے رب سے کیسے ناراض ہو سکتا ہوں اور تین مرتبہ فرمایا میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا خدا فرماتا ہے۔ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں تجھ سے راضی ہوگیا جس طرح تو مجھ سے راضی ہوگیا ہے اس پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے جب سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کانٹوں کے بٹن والا لباس پہنا ہے عرش اٹھانے والے فرشتوں نے بھی ایسا ہی لباس پہن رکھا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے یہ کہا کہ میں (علی المرتضیٰ) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں میں اس کو اسی کوڑے لگاؤں گا۔

معلوم ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ صدیق رضی اللہ عنہ تمام امت سے افضل ہیں۔

(240/17 تفسیر قرطبی)

حضرت جبریل علیہ السلام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں

جبریل علیہ السلام رُسل ملائکہ میں سے اللہ تعالیٰ کے ایک نہایت جلیل القدر رسول ہیں۔ اور بیشک یقیناً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ یہ مسئلہ اجماعی و ضروریات دین میں سے ہے اور اس کا منکر جاہل و گمراہ و بددین ہے۔ نبوت و رسالت اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے۔ اور عہدہ نبوت و رسالت ایک ایسا عظیم الشان عہدہ ہے کہ کوئی نبی و غیر رسول بزرگ چاہے کتنے ہی بلند پایہ کا کیوں نہ ہو۔ اپنی تمام بزرگی و جلالت شان کے باوجود نبی و رسول کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ چہ جائیکہ اس سے افضل ہو عقائد اسلام کی مشہور مستند و معتمد معیاری کتاب عقائد نسفی و شرح عقائد میں ہے۔

وَلَا يَبْلُغُ وَلِيٌّ دَرَجَةَ الْاَنْبِيَاءِ

یعنی ولی (غیر نبی غیر رسول بزرگ چاہے وہ کتنے ہی پایہ کا کیوں نہ ہو) انبیاء کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی یہ بھی تصریح ہے کہ غیر نبی کو نبی سے افضل جاننا کفر و گمراہی ہے۔ چنانچہ شرح عقائد میں ہے۔

فما نقل عن بعض الکرام من جواز کون الولی افضل من النبی کفر و ضلالۃ

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ مبارکہ "رد الرفضہ" میں طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ وہ ولی کو کسی نبی سے خواہ وہ نبی مرسل ہو یا غیر مرسل افضل بتانا کفر وضلال ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس میں ولی کے مقابل نبی کی تحقیر اور اجماع کا رد ہے کہ ولی سے نبی کے افضل ہونے پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے۔

اب سنئے۔ قرآن پاک فرماتا ہے۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (الایہ)

اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جیسے انسانوں میں اللہ کے رسول ہیں۔ اسی طرح فرشتوں میں بھی اللہ کے رسول ہیں۔ اس آیہ کریمہ کے تحت اور بعض دیگر مقامات پر کتب ،تفاسیر میں مذکور ہے کہ فرشتوں میں جبریل و میکائیل ،اسرافیل وعزرائیل وغیرہم علیہم السلام اللہ کے رسول ہیں۔ (جلالین، مظہری وغیرہما)

بلکہ جہاں تک جبریل علیہ السلام کی رسالت کا تعلق ہے۔ ان کی رسالت تو قرآن پاک میں بڑی ہی وضاحت وصراحت کے ساتھ مذکور ہے۔

اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ (الایہ)

میں تیرے رب کا رسول ہوں۔

اور سورت تکویر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (الایہ)

بیشک وہ (قرآن) عزت والے رسول (حضرت جبریل علیہ السلام) کا پڑھنا ہے۔

(کنز الایمان مع خزائن العرفان وجلالین)

ان حقائق وناقابل تردید دلائل کی روشنی میں یہ واضح ہوگیا کہ نہ صرف حضرت جبریل علیہ السلام بلکہ حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل وحضرت عزرائیل علیہم السلام بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ کیونکہ یہ حضرت رُسُل ملائکہ میں سے ہیں۔ اللہ کے پیارے رسول ہیں۔ کیونکہ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے مقام پر اپنی تمام عظمت وجلالت کے باوجود رسول نہیں ہیں اور کسی غیر رسول کے رسول سے افضل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور کوئی مسلمان کسی غیر رسول کو رسول پر فضیلت دینے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ اور جو ایسا کرے وہ یقینا عظمت وشانِ رسالت سے ناواقف اور اصول ایمان وعقائد اسلام سے جاہل ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضرات انبیاء ومرسلین کے بعد تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں۔ اور حضرت جبریل علیہ السلام چونکہ رسول ہیں اس لئے وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بہرحال افضل ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اہل سنت وجماعت نَصَرَهُمُ اللهُ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ ورسل وانبیائے بشر صلوٰت اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے اربعہ (صدیق وعمر فاروق وعثمان وعلی) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں۔ (غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق ص 9)

شرح عقائد کے حاشیہ پر ہے۔

فَاِنَّهُمْ ای رسل الملائکہ اَفْضَلُ مِنَ الخلفاء اتفاقًا

یعنی تحقیق رسول ملائکہ خلفاء راشدین سے بالاتفاق افضل ہیں۔ صدر الشریعت مولانا علامہ امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بعد انبیاء و مرسلین (انسان و ملک) تمام مخلوقات الٰہی انس و جن و (غیر رسول) ملک سے افضل صدیق اکبر ہیں۔ پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی رضی اللہ عنہم۔

(بہار شریعت حصہ اول ص 72)

حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

1۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس حضرت جبریل امین علیہ السلام آئے اور کہا عمر بن خطاب کو سلام کہہ دیں۔

(48/12 طبرانی کبیر)

2۔ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عمر بن خطاب اہل جنت کے چراغ ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے اے علی کیا تم نے اپنے کانوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ عمر بن خطاب اہل جنت کے چراغ ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں میرے ان کانوں نے سنا ہے آپ نے فرمایا اس مضمون کو اپنے قلم سے لکھ دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ عہد نامہ ہے جس کا علی بن ابی طالب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے ضامن ہے۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا اور آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے سنا اور انہوں نے خدا تعالیٰ سے سنا کہ عمر بن خطاب اہل جنت کے چراغ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عہد نامہ لے کر اپنی اولاد کے سپرد کیا کہ جب میری وفات ہو جائے تو اسے میرے کفن میں رکھ دینا تا کہ میں اس کے ساتھ اپنے رب سے ملاقات کروں۔ (ص 311/2 خیر المونس)(258/1 الریاض النضرۃ)

4۔ ایک دفعہ عبداللہ بن سلام نے عبداللہ بن عمر کو سوتا دیکھ کر کہا اے قفل جہنم کے بیٹے اٹھ کھڑا ہو۔ عبداللہ بن عمر نے جب یہ بات سنی تو ان کے چہرے کی رنگت تبدیل ہو گئی اور گھر جا کر اپنے والد سے کہا کہ عبداللہ بن سلام نے آپ کو قفل جہنم کہا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا

عمر کے لئے خرابی ہے اگر وہ اس کے بعد کہ نبی کریم ﷺ کا خسر بنا اور ایک مدت تک خدا کی عبادت کرتا رہا پھر اس کا انجام دوزخ ہو یہ کہہ کر کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن سلام سے کہنے لگے مجھے عبداللہ کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ تم نے مجھے قفل جہنم کہا ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا بیشک میں نے تمہارے بیٹے کو قفل جہنم کا بیٹا کہا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے میرے باپ نے اور ان کو ان کے آباؤ اجداد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خبر دی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھے جبریل علیہ السلام نے خبر دی کہ نبی آخر الزمان جناب حضرت محمد ﷺ کی امت میں ایک شخص ہوگا جسے عمر بن خطاب کہا جائیگا وہ مبارک انسان جب تک امت محمدیہ میں رہے گا جہنم کا دروازہ بند رہے گا گویا وہ جہنم کا قفل ہے لیکن جب اس کا انتقال ہو جائے گا تو جہنم کا دروازہ کھل جائے گا اور لوگ اپنی نفسانی خواہشات میں مبتلا ہو کر اِدھر اُدھر پریشان اور متفرق ہو جائیں گے پھر اکثر لوگ جہنم میں داخل ہوں گے۔ (ص 2/318 خیر المونس) (ص 1/277 الریاض النضرۃ)

5۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا میں تم دونوں کو خبر نہ دوں کہ فرشتوں میں تمہاری مانند کون فرشتے ہیں اور نبیوں میں تمہاری مثال کون ہیں اے ابوبکر رضی اللہ عنہ فرشتوں میں تمہاری مثل میکائیل علیہ السلام ہیں جس طرح وہ بندگان خدا پر رحمت نازل کرتے ہیں اور انبیاء میں تمہاری مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی ہے جنہوں نے کہا تھا۔

فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

اے اللہ ان لوگوں میں سے جو میری اتباع کریں وہ میرے ہیں اور جو میری نافرمانی کریں ان کو تو بخشنے والا ہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے عمر فرشتوں میں تمہاری مثال حضرت جبریل علیہ السلام جیسی ہے جو اللہ کے دشمنوں پر عذاب نازل کرتے ہیں اسی طرح تم دشمنان

دین پر سخت ہو اور انبیاء میں تمہاری مثال حضرت نوح علیہ السلام کی طرح ہے انہوں نے اپنی سرکش قوم کے لئے خدا سے دعا کی تھی۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا

الٰہی تو زمین پر کسی کافر کو آباد نہ چھوڑ یعنی سب کو برباد کر دے۔

اے عمر تمہاری مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی ہے جنہوں نے فرعونیوں کے بارے میں کہا تھا۔

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ۔

الٰہی ان کے مالوں کو مٹا دے ان کے دل سخت کر دے جب تک دردناک عذاب نہ دیکھیں ایمان نہ لائیں۔ (322/2 خیر المونس)

6۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ مسجد میں باتیں کر رہا تھا کہ حضرت عمر آئے حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہ آپ کے بھائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں میں نے کہا جبریل علیہ السلام واقعی معاملہ ایسا ہی ہے اے جبریل کیا آسمان میں انکا ایسا نام ہے جیسا زمین میں ہے جبریل علیہ السلام نے عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ان کا آسمان میں نام زمین کی نسبت زیادہ مشہور ان کا آسمان میں نام فاروق ہے اور زمین میں ان کا نام عمر ہے۔

(246/1 الریاض النضرۃ)

7۔ تفسیر کبیر نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زمین مدینہ سے باہر تھی آپ اکثر اس کی دیکھ بھال کے لئے جاتے تھے وہاں سے قریب ہی یہودیوں کا ایک مدرسہ تھا آپ جب بھی اپنی زمین میں جاتے تو اس مدرسہ میں ضرور تشریف لے جاتے اور وہاں یہودیوں کے وعظ اور نصیحت

سنتے اتفاقاً ایک دفعہ مدرستہ میں ایسے وقت میں پہنچے جبکہ وہاں سارے علماء یہود جمع تھے سب نے
کہا مرحبا ہم آپ سے بہت محبت کرتے ہیں اور غالباً آپ بھی ہم سے محبت کرتے ہیں کیونکہ
آپ کے سوا کوئی اور صحابی ہمارے مدرسہ میں نہیں آتا فرمایا کہ اے یہودیوں میں اس لئے
نہیں آتا کہ مجھے تم سے محبت ہے یا اپنے دین میں کوئی شک ہے یا تمہارے دین کی طرف کچھ
میلان ہے میں تو صرف آتا ہوں کہ تمہاری کتابوں سے اپنے قرآن کی حقانیت اور اپنے
محبوب ﷺ کے فضائل معلوم کر کے اپنا ایمان اور قوی کروں الحمد للہ اتنے روز کی آمد و رفت
میں اپنے دین اور ایمان پر میرا یقین اور بڑھ گیا اور تمہاری بدنصیبی پر افسوس کرتا ہوں کہ تم
تورات میں اس نبی کے فضائل دیکھ کر بھی ان پر ایمان نہیں لاتے تب یہودیوں نے کہا کہ
جبریل علیہ السلام ہمارے دشمن ہیں کہ ہمارے راز تمہارے نبی تک پہنچاتے ہیں اور ہم پر سارے
مصائب انہیں کے ہاتھوں آئے میکائیل علیہ السلام ہمارے دوست ہیں کیونکہ یہ بارش اور رحمت
لاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کا بارگاہ الٰہی میں کیا درجہ ہے وہ
بولے دونوں اس بارگاہ کے مقرب ہیں دونوں پر تجلی ہوتی ہے ۔جبریل علیہ السلام دائیں
اور میکائیل علیہ السلام بائیں طرف رہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم گدھوں سے زیادہ بے
عقل کون ہوگا جب دونوں مقبول بارگاہ ہیں پھر جو ایک کا دشمن ہے وہ دونوں کا دشمن ہے
اور جو ان کا دشمن ہے وہ رب کا دشمن ہے یہ کہہ کر آپ حضور ﷺ کی خدمت میں روانہ
ہوئے ابھی راستے میں تھے کہ آیت نازل ہوئی جب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر
ہوئے تو آپ نے فرمایا اے عمر رب نے تمہارے کلام کی موافقت فرمائی ہے۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰٓئِيْلَ فَاِنَّ اللّٰهَ
عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ۔

جو کوئی دشمن ہو اللہ کا اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو

اللہ دشمن ہے کافروں کا۔

د۔ حضرت عمر بن خطاب نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ اپنی ازواج کو پردے میں رکھیں آپ کے پاس فاسق وفاجر ہر قسم کے لوگ آتے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ۔

جب ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ (333/2 ازالۃ الخفاء)

8۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدمی کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو منکر نکیر آتے ہیں اور وہ دونوں سخت طبیعت کے ان کے رنگ سیاہ رات کی طرح آواز بجلی کی کڑک کی طرح آنکھیں نہایت چمکدار جیسے ستارے اوران کے دانت نیزوں کی طرح ہر ایک کے ہاتھ میں ایسی گرز کے سارے جن وانس اسے اٹھا نہ سکیں وہ قبر والے آدمی سے اس کے پروردگار نبی اور دین کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی جب وہ دونوں میرے پاس آئیں گے تو میں اسی ہوش وحواس میں ہوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں عرض کی پھر میں ان کے لئے کافی ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس اللہ کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ نکیرین دونوں تیرے پاس آئیں گے اور تجھ سے پوچھیں گے تیرا رب کون ہے تو کہے گا میرا رب اللہ ہے تم دونوں کا رب کون ہے وہ پوچھیں گے تیرا نبی کون ہے تو کہے گا میرا نبی محمد رسول اللہ ہے تم دونوں کا نبی کون ہے پھر وہ پوچھیں گے تیرا دین کیا ہے تو کہے گا میرا دین اسلام ہے تم دونوں کا دین کیا ہے اس پر وہ دونوں کہیں گے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس بندے کے پاس ہمیں امتحان لینے کیلئے بھیجا گیا ہے یا امتحان دینے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ (33/2 الریاض النضرۃ)

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری
فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے
قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں
اور فرشتے مجھ سے پوچھیں تو میں ان سے یوں کہوں
کہ میں پائے ناز سے اے فرشتوں کیوں اٹھوں
مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے

ب۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ بشر نامی ایک منافق تھا اس کا ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا اس جھگڑے میں یہودی سچا تھا منافق جھوٹا تھا یہودی بولا چلو اس کا فیصلہ حضرت محمد ﷺ سے کرائیں۔منافق بولا نہیں اس کا فیصلہ کعب بن اشرف سے کراتے ہیں یہودی نے کہا تو عجیب مسلمان ہے کہ اپنے نبی کے پاس جانے اور ان سے فیصلہ کرانے سے کتراتا ہے منافق شرمندہ ہو کر اس یہودی کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں کا بیان سن کر فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا کیونکہ وہ سچا تھا وہاں سے نکل کر منافق بولا کہ میں اس فیصلے سے راضی نہیں ہوں چلو یہ فیصلہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کرائیں چنانچہ وہ دونوں بارگاہ صدیقی میں حاضر ہوئے آپ نے بھی دونوں کے بیان سن کر فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا وہاں سے نکل کر بشر منافق بولا میری تسلی اب بھی نہیں ہوئی چلو فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کرائیں چنانچہ یہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میرے حق میں فیصلہ فرما دیا ہے مگر بشر راضی نہیں ہوا اب مجھے آپکے پاس لایا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا واقعہ درست ہے۔ بشر بولا ہاں آپ نے فرمایا تم دونوں ٹھہرو میں گھر سے ہو کر آتا ہوں چنانچہ آپ گھر میں تشریف لے گئے تلوار لائے اور منافق کی گردن کاٹ دی فرمایا جو رسول کریم ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے راضی نہ ہو

میرے پاس اس کا یہی فیصلہ ہے منافق کے رشتہ داروں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اصل واقعہ پوچھا آپ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ اس مردود نے آپ کے فیصلہ کو ٹھکرایا جو آپ کے فیصلے پر کسی اور کا فیصلہ چاہے اس کا فیصلہ میرے پاس تو یہی ہے اسی دم جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور یہ آیہ کریمہ لائے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا۔

اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافقین تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

اور جبریل علیہ السلام نے عرض کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے ہیں اور حضور ﷺ نے فرمایا عمر آج سے تم فاروق ہو۔ (تفسیر کبیر، روح المعانی زیر آیت متذکرہ)

حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

1۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اٹھو عثمان غنی کی بیمار پرسی کے لئے چلیں ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ بیمار ہیں فرمایا ہاں ہم حضور ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر آئے ہم نے اجازت طلب کی اجازت ملنے پر اندر داخل ہوئے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منہ کے بل لیٹے ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا عثمان کیا بات ہے سر نہیں اٹھاتے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے اللہ سے حیا آتی ہے فرمایا یہ کیوں عرض کی مجھے خوف ہے کہ کہیں خدا مجھ سے ناراض نہ ہو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کیا تو نے بئر رومہ مسلمانوں پر وقف نہیں کیا تو نے جیش عسرت کی مدد نہیں کیا تجھ سے فرشتے حیا نہیں کرتے کیا تو نے مسجد میں توسیع نہیں کی کیا تو نے خدا کی رضا کیلئے مال خرچ نہیں کیا یہ جبریل علیہ السلام خدا کی طرف سے خبر دے رہے ہیں کہ تم اہل آسمان کے نور ہو اہل زمین اور جنت کے چراغ ہو۔ (ص 124/2 الریاض النضرۃ)

2۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملے اوران کوغمگین پایا پوچھا اے عثمان تمہارا کیا حال ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں میرے برابر کس کو مصیبت پہنچی ہے کہ رسول خدا ﷺ کی بیٹی کا انتقال ہو گیا ہے اور میرے اور آپ کے درمیان دامادی کا رشتہ منقطع ہو گیا ہے۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ تم یہ کہہ رہے ہو اور حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس خدا کی طرف سے یہ حکم لائے ہیں کہ رقیہ کی بہن ام کلثوم کا عقد حضرت رقیہ کے مہر اور عدت پر آپ کے ساتھ کر دوں پھر آپ نے ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔

(۲/۱۱۵ الریاض النضرۃ)

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور ہے
ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑا انور کا

3۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں پے در پے تین مرتبہ چھینک ماری۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اے عثمان کیا میں تجھے ایک چیز کی بشارت نہ دوں۔ عرض کی ہاں یارسول اللہ ﷺ فرمایا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے خدا کی طرف سے خبر دی کہ جو شخص تین دفعہ پے در پے چھینکتا ہے اس کے دل میں ایمان جڑ پکڑ لیتا ہے۔

(339/2 خیر المونس)

حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

1۔ علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے آسمان کے راستوں کے بارے میں دریافت کرو کیونکہ میں آسمانوں کی راہیں زمین کی راہوں سے زیادہ جانتا ہوں ایک دن جبریل امین علیہ السلام آپ کے پاس ایک آدمی کی صورت میں آئے اور کہا اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو بتاؤ اس وقت جبریل علیہ السلام کہاں ہے آپ نے اپنے

دائیں بائیں دیکھا پھر زمین کی جانب دیکھا اور فرمایا اس میں جبریل کو نہ تو آسمان میں پاتا ہوں اور نہ ہی زمین میں پاتا ہوں اگر جبریل علیہ السلام ہے تو شاید تو ہی ہے۔ (352/2 خیر المونس)

2۔ ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آکر کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ میں آپ کو ایسی خوشخبری نہ سناؤں جس سے روح کو تازگی ہو فرمایا ہاں جبریل امین علیہ السلام نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کوہ ابوقبیس پر لاکر کھڑا کر دیا آپ نے دیکھا کہ حضرت علی سجدے میں ہیں اور آنسو بہ کر دونوں رخساروں پر گر رہے ہیں آپ نہایت ہی عاجزانہ لہجہ میں کہہ رہے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ ذُلِّیْ وَضَرَاعَتِیْ اِلَیْكَ وَوَحْشَتِیْ مِنْ خَلْقِكَ وَاُنْسِیْ بِكَ یَا كَرِیْمُ

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بخدا اس وقت علی ایک ایسے عالی شان مرتبہ میں ہیں کہ خدا ان کی وجہ سے فرشتوں پر فخر کر رہا ہے میں بالکل سچ کہتا ہوں جو شخص اس دعا کو سجدہ میں پڑھے گا وہ اپنے گناہوں کی آلودگی سے ایسا پاک صاف ستھرا نکل آئے گا جیسے سانپ کیچلی سے پاک صاف نکل آتا ہے۔ (356/2 خیر المونس)

3۔ جب احد کی لڑائی ہوئی اور اس میں لڑائی کا بازار گرم ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے سات آدمی قتل کر دیئے ان کا صاحب لواطلحہ بن ابی طلحہ بھی مارا گیا اور وہ بھی آپ کے ہاتھ سے قتل ہوا آپ کے اس کردار سے نبی کریم اور مسلمان خوش ہو گئے احد کے دن آپ کے جسم پر سولہ ضربیں لگیں چار ضربوں کے بعد آپ زمین پر گر پڑے ایک خوبصورت آدمی آیا جس سے خوشبو آ رہی تھی اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بازو پکڑ کر آپ کو اٹھایا اور کہا کافروں پر حملہ کر تم اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت میں ہو اور تجھ سے خدا بھی راضی ہے۔ مصطفی ﷺ بھی راضی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس کا ذکر رسول خدا ﷺ سے کیا فرمایا اے علی اللہ تیری آنکھیں ٹھنڈی [illegible] وہ جبریل امین علیہ السلام تھے۔ (ص 116 تکریم المومنین)

4۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بدر کے دن جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے تم میں سے ایک کے دائیں طرف جبریل علیہ السلام اور دوسرے کے بازو پر میکائیل علیہ السلام ہیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نشان یعنی جھنڈا دیتے اور وہ کافروں سے مقابلہ کرتے تو حضرت جبریل علیہ السلام ان کے دائیں ہوتے اور میکائیل علیہ السلام بائیں بازو ہوتے تھے اور وہ بغیر فتح کئے واپس نہ آتے تھے۔ (515/2 ازالۃ الخفاء)

5۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ اس وقت بیمار تھے اور آپ کا سر ایک آدمی کی گود میں تھا اور وہ آدمی نہایت حسین وجمیل تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محو خواب تھے جب میں اندر گیا تو اس آدمی نے کہا اپنے چچا زاد بھائی کے قریب آیئے۔ آپ مجھ سے زیادہ حقدار ہیں میں ان دونوں کے قریب ہو گیا اور وہ آدمی کھڑا ہو گیا اور میں اس کی جگہ بیٹھ گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی جانتے ہو یہ آدمی کون تھا میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں میں نہیں جانتا یہ کون تھا فرمایا یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے میرے ساتھ باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ میری تکلیف دور ہو گئی اور میں اس کی گود میں سر رکھ کر سو گیا۔ (ص 290/2 الریاض النضرۃ)

6۔ امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ ہجرت کی رات جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جاں نثار کرتے ہوئے آپ کے بستر پر لیٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام سے فرمایا میں نے تم دونوں میں اخوت قائم کی ہے اور تمہاری زندگی بھی ایک دوسرے سے دراز کی ہے بتاؤ تم میں سے کون ہے جو اپنے بھائی پر اپنی زندگی کا ایثار کرے اور مرنے کو تیار ہو پھر دونوں اپنی اپنی زندگی بارگاہ الٰہی سے طلب کرنے لگے۔ خدا کی طرف سے ارشاد ہوا اے جبریل ومیکائیل دیکھو علی کی بزرگی اور شرافت کہ وہ تم سے بلند ہے ہم

نے علی اور اپنے حبیب کے درمیان اخوت قائم کی ہے تو علی اپنی موت کو قبول کر کے ہمارے حبیب کی خوابگاہ پر سو گیا ہے اور اپنی جان ہمارے حبیب پر قربان کر دی ہے۔

حوصلہ ہارے نہ انسان پریشانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں
اور کبھی ڈوب سکتی نہیں موجوں کی طغیانی میں
جن کی کشتی ہو محمد کی نگہبانی میں

اب تم جاؤ اور دشمنوں سے اس کی حفاظت کرو چنانچہ جبریل ومیکائیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے ایک سرہانے بیٹھ گیا اور ایک پاؤں کی طرف بیٹھ گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں زبان حال سے کہنے لگے اے علی ابن ابی طالب تیری کوئی مثل نہیں۔

ان اللہ یباھی بک علی ملائکتہ

اللہ اپنے فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کر رہا ہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان ظاہر ہوتی ہے خدا فرماتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۔

اور لوگوں میں سے ایک وہ ہے جو فروخت کرتا ہے اپنی جان کو اللہ کی رضامندی کے لئے اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔ (ص 198/2 تفسیر کبیر) (ص 358 کشف المحجوب)

7۔ مشرکین مکہ نے تین سو ساٹھ بت کعبہ کے گرد اور اس کی چھت پر رکھے تھے جب مکہ فتح ہوا تو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی آپ نے اس چھڑی سے ان بتوں کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا۔

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

حق آ گیا باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی والی چیز ہے۔

اس پر بت گرتے چلے گئے اور کچھ بت مضبوطی کے ساتھ کعبہ کی چھت پر نصب تھے حضرت علی ﷛ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے کندھوں پر چڑھ کر ان کو نیچے گرا دیں ایک روایت میں ہے کہ وہ ہبل بت تھا لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی یہ نبوت کا بوجھ ہے برداشت نہ کر سکو گے تم میرے کندھوں پر آؤ۔ حضرت علی ﷛ حضور ﷺ کے کندھوں پر چڑھے حضور ﷺ نے فرمایا اے علی تمہاری کیا کیفیت ہے عرض کی تمام حجابات دور ہو گئے ہیں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا میرا سر ساق عرش تک پہنچ گیا ہے اور میں جس چیز کو چاہوں پکڑ سکتا ہوں فرمایا اے علی ﷛ تیرے لئے خوشخبری ہے کہ تو نیک کام کر رہا ہے اور میرا حال بھی عمدہ ہے کہ میں نے حق کا بوجھ اٹھا رکھا ہے۔ حضرت علی ﷛ نے ہبل بت کو نیچے گرا دیا اور چھلانگ لگا کر زمین پر آ گئے اور مسکرانے لگے۔ حضور ﷺ نے مسکرانے کی وجہ دریافت فرمائی۔ عرض کی میں نے اتنی بلندی سے چھلانگ لگائی ہے اور مجھے چوٹ نہیں لگی فرمایا اے علی ﷛ تجھے چوٹ کیسے لگ سکتی ہے تجھے اٹھانے والا محمد مصطفی ﷺ اور اتارنے والا جبریل امین علیہ السلام ہے۔

تیرے آنے سے اصنام حرم ٹوٹ گیا
تیرا وہ رعب کہ شہ زوروں کے دم ٹوٹ گئے
تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا
ہو گئیں زندگیاں ختم قلم ٹوٹ گئے

8۔ حضرت حسن بن علی ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت انس سے فرمایا جاؤ سید العرب کو بلا لاؤ یعنی علی المرتضیٰ ﷛ کو۔ حضرت عائشہ نے کہا کیا آپ سید العرب نہیں فرمایا میں بنی نوع انسان کا سردار ہوں اور حضرت علی المرتضیٰ سید العرب ہیں جب حضرت علی ﷛ تشریف لے آئے تو ان کو فرمایا کہ جاؤ انصار کو بلا لاؤ جب آپ ان کو لائے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے گروہ انصار کیا میں تمہیں اس کا پتہ نہ بتاؤں کہ اگر تم اس کو مضبوطی سے تھام لاؤ تو اس

کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے۔ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرو اور میری عزت کی وجہ سے ان کی عزت کرو۔ حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے یہی حکم لائے ہیں۔ (ص 88/3 طبرانی کبیر) (ص 131/9 مجمع الزوائد)

9۔ جب رسول اللہ ﷺ خیبر کی طرف چلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نخل میں داخل ہوا وہ امن میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہی الفاظ کہے جبریل علیہ السلام یہ سن کر مسکرائے۔ حضور ﷺ نے ان سے مسکرانے کی وجہ دریافت فرمائی۔ جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جبریل علیہ السلام کہتا ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ تک یہ بات پہنچی ہے کہ جبریل علیہ السلام مجھ سے محبت کرتا ہے فرمایا ہاں اور جو ہستی جبریل علیہ السلام سے بہتر ہے یعنی اللہ تعالیٰ وہ بھی اے علی تم سے محبت کرتا ہے۔

(ص 301/8 طبرانی کبیر) (ص 126/9 مجمع الزوائد)

10۔ ایک مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چادر فروخت کرنے کے لئے گھر سے نکلے تا کہ اس کے خورد و نوش کا سامان مہیا کیا جائے آپ نے وہ چادر چھ درہم میں فروخت کر دی آپ نے وہ درہم ایک سائل کو دے دیئے پھر جبریل امین علیہ السلام ایک اعرابی کی شکل میں آپ کو ملے اور ان کے پاس ایک اونٹنی تھی انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ اونٹنی خرید لو آپ نے فرمایا میرے پاس تو اس کی قیمت نہیں ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا ادھار خرید لو آپ نے وہ اونٹنی سو درہم میں خریدی پھر راستے میں میکائیل علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی انہوں نے کہا کیا آپ یہ اونٹنی فروخت کریں گے آپ نے فرمایا ہاں میں نے یہ اونٹنی ایک سو درہم میں خریدی ہے۔ میکائیل علیہ السلام نے کہا آپ ساٹھ درہم منافع لے لیں آپ نے فروخت کر دی پھر جبریل امین سے ملاقات ہوئی انہوں نے کہا آپ نے اونٹنی فروخت کر دی ہے فرمایا

ہاں جبریل علیہ السلام نے کہا میری رقم ادا کریں آپ نے اس کو سو درہم ادا کر دیئے آپ ساٹھ درہم لے کر گھر آئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ رقم کہاں سے آئی فرمایا میں نے خدا سے تجارت کی ہے خدا نے مجھے چھ کے ساٹھ دیئے ہیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اونٹنی فروخت کرنے والا جبریل علیہ السلام تھا خریدنے والا میکائیل علیہ السلام تھا اور اونٹنی وہ تھی جس پر قیامت کے روز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سوار ہوں گی۔ (ص 34/2 الحاوی)

11۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیبر کے قلعہ قموص کی فتح کی خبر پہنچی تو آپ نے اس نعمت کا شکریہ ادا فرمایا اور جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کفار کی مہم کو سر کرنے کے بعد رسول خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا استقبال کیا اور اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی آغوش میں لے کر انکی پیشانی کو چوم لیا اور فرمایا مجھے تمہاری مشکورانہ تعریفیں پہنچی ہیں اور تمہاری شجاعت کے کارنامے بیان ہوئے ہیں۔ اللہ تمہارے کارناموں سے راضی ہو گیا اور میں تم سے راضی ہو گیا اس کے بعد حضرت علی رونے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ یہ رونا خوشی کا ہے یا غم کا عرض کی یہ رونا خوشی کا ہے کہ آپ مجھ سے راضی ہو گئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صرف میں ہی تم سے راضی نہیں بلکہ تم سے جبریل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام اور تمام فرشتے بھی راضی ہیں۔ (ص 300/2 مدارج النبوت)

12۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ ابھی جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا نکاح فاطمہ سے کر دیا ہے اور تیرے نکاح کی تقریب میں چالیس ہزار فرشتوں نے شرکت کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جنت کے درخت طوبیٰ کو حکم دیا ہے کہ وہ یاقوت اور موتی نچھاور کرے شجر طوبیٰ نے تعمیل ارشاد کی جنت کی حوروں نے ان لعل و جواہرات کو طبق میں بھر لیا اور انہیں قیامت تک ایک دوسرے کو ہدیہ میں دیتی رہیں گی۔ (ص 242/2 الریاض النضرۃ)

13۔ا۔ حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ اللہ آپکو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ کی بارگاہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام وہی ہے جو حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حضرت ہارون علیہ السلام کا مقام تھا مگر یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ص 216/2 الریاض النضرۃ)

13۔ب۔ جب غزوہ احد میں حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے کمال شجاعت کا مظاہرہ کیا تو جبریل علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپکے ساتھ کمال بہادری اور جواں مردی دکھائی ہے حضور ﷺ نے فرمایا علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی میں آپ دونوں کا ہوں پھر غیب سے آواز آئی۔

لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

حضور ﷺ نے فرمایا اے علی یہ رضوان جنت نے تمہاری تعریف کی ہے۔

(ص 66/2 مدارج النبوت)

14۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن دوپہر کی وقت میں رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس وقت اپنے حجرہ میں موجود تھے میں نے سلام کہا آپ ﷺ نے جواب دیئے کے بعد فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ یہ جبریل علیہ السلام ہیں تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی وعلیک وعلیہ السلام یارسول اللہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے قریب ہوجاؤ میں آپ ﷺ کے قریب ہوگیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ علی جبریل علیہ السلام کہہ رہے ہیں کہ ہر ماہ کے تین روزے رکھا کرو پہلے روزے پر دس ہزار سال کا ثواب دوسرے روزے پر تیس ہزار سال کا ثواب اور تیسرے روزہ پر ایک لاکھ سال کا ثواب لکھا جائے گا۔ عرض کی اس ثواب کی تخصیص صرف میرے لیئے ہے یا ہر ایک کے لئے بھی فرمایا تیرے لئے بھی اور سب کے لئے بھی۔ (ص 459 غنیۃ الطالبین)

15۔ جب حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام جھنڈا لے کر قلعہ قموص کو فتح کرنے کے لئے چلے اور وہاں پہنچ کر آپ نے وہ جھنڈا انگریزوں کے ایک ٹیلے پر نصب کر دیا تو ایک یہودی عالم قلعے کے اوپر کھڑا تھا اس نے پوچھا اے صاحب علم تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے فرمایا میں علی ابن ابی طالب ہوں اس یہودی نے اپنی قوم سے کہا قسم ہے تورات کی تم اس شخص سے مغلوب ہو گئے یہ فتح کے بغیر نہ لوٹے گا کیونکہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صفات اور شجاعت کے بارے میں آپ کا وصف پڑھ رکھا تھا۔

سب سے پہلے جو قلعہ سے باہر نکلا وہ حارث تھا جو مرحب کا بھائی تھا اس نے آتے ہی جنگ شروع کر دی اور اس نے کئی مسلمانوں کو شہید کر دیا اس کا نیزہ تین من کا تھا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں آ پہنچے آپ نے ایک ہی وار میں اسے جہنم رسید کر دیا مرحب کو جب پتہ چلا کہ اس کا بھائی حارث مارا گیا ہے تو وہ خیبر کے بہادروں کی ایک جماعت کے ساتھ اسلحے سے لیس ہو کر اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لئے باہر نکلا مرحب خیبر کے تمام لوگوں سے بہادر تھا اس نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں دو تلواریں حمائل کئے ہوئے تھا اور سر پر دو عمامے باندھکر اوپر خود پہن رکھا تھا اور اس نے کہا تمام اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں کسی مسلمان میں جرأت نہ ہوئی کہ اس کے مقابلے میں نکلے اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر یعنی شیر رکھا ہے اور یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ مرحب نے رات خواب میں دیکھا کہ ایک شیر اسے پھاڑ رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بذریعہ کشف اس بات کا علم ہو گیا گویا آپ نے حیدر کہہ کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ جس شیر نے رات خواب میں تجھے پھاڑا ہے وہ میں ہی ہوں مرحب نے جب یہ بات سنی تو وہ کانپ اٹھا اور اس کی بہادری کا سارا نشہ کافور ہو گیا۔ مرحب نے پیش دستی کر کے چاہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر وار کرے مگر آپ نے سبقت کر کے اچھل کر ذوالفقار اس ملعون غدار کے سر پر ایسی رسید کی کہ خود کو کاٹتی ہوئی زنجیروں کو چاٹتی

ہوئی حلق پر آ گئی ایک روایت میں ہے کہ رانوں تک پہنچی اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں یہودیوں کا قتل عام شروع کر دیا اور سات یہودی بہادر جہنم رسید کئے باقی دوڑ کر قلعہ میں داخل ہو گئے اسی دوران ایک آدمی نے آپ کے ہاتھ پر وار کیا اور آپ کی ڈھال زمین پر گر گئی دوسرا یہودی اس ڈھال کو لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جوش آیا اور آپ نے خندق کو پار کیا اور قلعہ کے دروازے پر پہنچ گئے اور اس آہنی دروازے کا ایک پٹ اکھاڑ کر بطور ڈھال استعمال کیا اس قلعے میں زلزلہ آ گیا۔

زلزلے جن کے شہنشاہوں کے درباروں میں تھے
بجلیوں کے آشیانے جن کی تلواروں میں تھے

اور خدا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فتح سے ہمکنار فرمایا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح کی خبر ملی تو آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لئے اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آغوش میں لیکر دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا میں نے تمہاری بہادری کی خبریں سنی ہیں اور تمہارے بہادرانہ کارناموں سے اللہ راضی ہو گیا اور میں بھی تم سے راضی ہو گیا اس پر حضرت رونے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ رونا غم کا ہے یا خوشی کا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یہ رونا خوشی کا ہے میں کیوں نہ خوش ہوں کہ آپ مجھ سے راضی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تنہا میں ہی راضی بلکہ خدا تعالیٰ، حضرت جبریل امین علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام اور تمام فرشتے تم سے راضی ہیں۔ (ص 2/298 تا ص 2/300 مدارج النبوت)

حضرت جبریل علیہ السلام و حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

1۔ ایک مرتبہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں بھائی کشتی کر رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسن حسین کو پکڑ لو یہ سن کر حضرت سیدہ فاطمہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حسن بڑا ہے اور آپ اس کی حوصلہ افزائی فرمار ہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا دوسری طرف جبریل امین علیہ السلام ہیں جو حسین کو کہہ رہے ہیں حسن کو پکڑلو۔ (الاصابہ)

2۔ ایک مرتبہ حضرت امام حسن اور امام حسین دونوں نے دو تختیوں پر کچھ لکھا اور باہم ایک دوسرے سے کہنے لگے میرا خط اچھا ہے چنانچہ دونوں فیصلہ کرانے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے آپ نے فرمایا اس کا فیصلہ تمہاری والدہ فاطمہ کریگی ان کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے رسول خدا ﷺ کی بارگاہ میں بھیج دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا اس کا فیصلہ جبریل علیہ السلام کریں گے۔اور جبریل علیہ السلام نے کیا خدا کے سوا ان کا فیصلہ کوئی نہیں کرسکتا اس پر خدا نے فرمایا جبریل جنت سے ایک سیب لو اور اسے ان دونوں تختیوں پر ڈالدو سیب جس کے خط پر گریگا وہ اچھا ہے چنانچہ جبریل علیہ السلام نے وہ سیب ڈالدیا خدا کے حکم سے اس کے برابر دو ٹکڑے ہوکر ہر ایک کی تختی پر جا گرا۔ (391/2 خیر المونس)

3۔ ایک دن حضرت فاطمہ نے عرض کی اے رسول خدا ﷺ دونوں شہزادے امام حسن وامام حسین کہیں گم ہوگئے معلوم نہیں کہاں چلے گئے ہیں اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر کہا آپ کے دونوں صاحبزادے فلاں جگہ ہیں آپ گبھرائیں نہیں۔خدا نے ان کی حفاظت کے لئے ایک فرشتہ مقرر فرمادیا ہے۔یہ سن کر رسول خدا ﷺ وہاں تشریف لے گئے آپ نے دیکھا کہ دونوں شہزادے سوئے ہیں اور فرشتے نے اپنا پر ان کے نیچے بچھایا ہوا ہے اور دوسرے پر سے ان پر سایہ کیا ہوا ہے آپ نے دونوں کو چوما وہ بیدار ہوئے پھر آپ نے ایک کو دائیں کندھے پر اور دوسرے کو بائیں کندھے پر بٹھایا اور گھر واپس آگئے۔ (ص 391/2 خیر المونس)

حبذا صلی علی حسین کاندھوں پر سوار
مرحبا دوش نبی پر ہے دوشالہ نور کا

4۔ ایک مرتبہ عید کے دن رسول خدا ﷺ صبح کے وقت حضرت فاطمہ کے ہاں تشریف

لے گئے دیکھا کہ آپ غمزدہ بیٹھی رو رہی ہیں آپ نے رونے کا سبب پوچھا حضرت فاطمہ نے کہا دونوں شہزادے نئے کپڑے مانگتے ہیں میں کہاں سے لا کر دوں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے ذرا تامل فرمایا اتنے میں جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی میں دونوں صاحبزادوں کے لئے دو بہشتی حلے لایا ہوں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ اندر کمرے میں جاؤ اور دو حلے وہاں جبریل علیہ السلام نے رکھے ہیں لے آؤ۔ حضرت فاطمہ گئیں دیکھا۔ ایک چاندی کا طشت ہے جس میں دو انمول جوڑے ہیں ان میں جابجا گل بوٹے بنے ہیں وہ دونوں جوڑے نبی کریم ﷺ نے دونوں بیٹوں کو دے دیئے لیکن انہوں نے کہا آج مدینہ کے لڑکوں نے رنگین کپڑے پہنے ہیں ہم بھی رنگین کپڑے لیں گے۔ رسول خدا ﷺ نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کام کوئی مشکل نہیں آپ ایک آفتابہ پانی کا اور ایک طشت منگوائیے یہ دونوں چیزیں آگئیں۔ جبریل علیہ السلام نے ایک حلہ پکڑ کر امام حسن سے پوچھا تمہیں کونسا رنگ پسند ہے انہوں نے کہا سبز رنگ جبریل علیہ السلام نے اس پر پانی ڈالا وہ سبز رنگ کا ہو گیا پھر دوسرا حلہ پکڑ کر امام حسین سے پوچھا تمہیں کونسا رنگ پسند ہے انہوں نے کہا سرخ۔ جبریل علیہ السلام نے اس پر پانی ڈالا تو وہ سرخ رنگ میں رنگا گیا دونوں اپنے اپنے پسندیدہ رنگ کے کپڑے پہن کر خوش ہو گئے لیکن جبریل علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی وجہ دریافت کی جبریل علیہ السلام نے عرض کی ان کے پسندیدہ رنگوں کو دیکھ کر مجھے ان کا آخری رنگ یاد آ گیا اور وہ اس طرح کہ امام حسن کو زہر دیا جائے گا جس سے ان کے چہرے کا رنگ زمردیں ہو جائے گا اور امام حسین کو تیغ جور و جفا سے شہید کیا جائے گا جس سے ان کا چہرہ لہولہان ہو جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ قاتل کون ہوں گے جبریل علیہ السلام نے کہا آپ کی امت میں سے ہوں گے۔

(ص 121 عناصر شہادتین)

5۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں ایک دن نبی کریم ﷺ میرے گھر میں موجود تھے آپ

نے فرمایا میرے پاس کوئی نہ آنے پائے میں نے انتظار کیا حضرت حسین تشریف لائے اور حضور ﷺ
کے پاس تشریف لے گئے میں نے تھوڑی دیر بعد نبی کریم ﷺ کے رونے کی آواز سنی میں نے
جو دیکھا تو حسین آپ کی آغوش میں ہیں اور آپ کے سر پر ہاتھ پھیر کر رو رہے ہیں۔ حضور ﷺ
نے فرمایا گھر میں جبریل علیہ السلام تھے انہوں نے کیا کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں فرمایا دنیا میں
ایسا ہی ہے جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپ کی امت اس کو میدان کربلا میں شہید کر دے گی
جبریل علیہ السلام نے وہاں کی مٹی نبی کریم ﷺ کو دکھائی جب میدان کربلا میں امام حسین تشریف
لے گئے تو آپ نے کسی سے پوچھا اس زمین کا نام کیا ہے کہا گیا کربلا آپ نے فرمایا اللہ کے
رسول نے سچ فرمایا یہ زمین کرب وبلا کی زمین ہے۔ (289/23 طبرانی کبیر)

حضرت جبریل علیہ السلام و زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

حضرت زید بن حارثہ ایک مرتبہ ایک منافق کے ساتھ مکہ سے طائف کی طرف گئے
ایک ویرانے میں پہنچے۔ منافق نے کہا آؤ اس ویرانے میں ذرا آرام کرلیں دونوں ویرانے میں
داخل ہوئے اور زید سو گئے۔ منافق نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو رسیوں میں جکڑ لیا اور آپ کو قتل
کرنے کا ارادہ کیا زید رضی اللہ عنہ نے کہا تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو منافق نے کہ حضرت محمد تجھ سے
محبت کرتے ہیں میں ان سے عداوت رکھتا ہوں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

یا رحمٰن اغثنی

اے رحمان میری فریاد کو پہنچو۔

منافق نے ایک آواز سنی تیرے لئے خرابی ہو اسے قتل نہ کر منافق نے ویرانے سے نکل
کر دیکھا کوئی نظر نہ آیا واپس آ کر پھر قتل کرنے کا ارادہ کیا پھر پہلے سے بھی قریب کی آواز سنی کہ
اس کو قتل نہ کر پھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا پھر واپس آ کر قتل کا ارادہ کیا باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک گھوڑ سوار
ہے جس کے ہاتھ میں نیزہ ہے اس نے آتے ہی نیزہ مار کر اس منافق کو واصل جہنم کر دیا اور

زید رضی اللہ عنہ کے بند کھول دیئے اور زید رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو میں جبریل امین علیہ السلام ہوں جب تم نے پکارا اس وقت ساتویں آسمان پر تھا خدا تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے کی امداد کرو اور دوسری مرتبہ میں آسمان دنیا پر تھا اور تیسری آواز پر میں منافق تک پہنچ چکا تھا۔

(87/1 تفسیر کبیر)

حضرت جبریل علیہ السلام و سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

1۔ جب بنو قریظہ محاصرہ سے تنگ آگئے تو وہ قلعہ سے اتر کر آنے پر راضی ہو گئے اور بارگاہ نبوت کے حکم پر عاجز اور مجبور ہو گئے طے یہ پایا کہ حضرت سعد بن معاذ جو فیصلہ کریں گے تسلیم ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمد بن مسلمہ سے فرمایا کہ یہودیوں کے مردوں کے ہاتھوں کو ان کی گردنوں سے باندھ دو اور حضرت عبداللہ بن سلام کو حکم دیا کہ ان کی عورتوں، بچوں اور مال و متاع کو ایک جگہ جمع کر دو۔ حضرت سعد بن معاذ زخمی ہونے کی بنا پر اس غزوہ میں شریک نہ ہو سکے ان کو بلا بھیجا آپ دراز گوش پر سوار ہو کر تشریف لائے جب آپ قریب پہنچے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے سردار کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ قبیلہ اوس کی ایک جماعت کھڑی ہو گئی اور حضرت سعد بن معاذ کو دراز گوش سے اتارا اور ان کے نیچے چمڑے کا فرش بچھا دیا جب آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تو آپ نے فرمایا کیا تم میرے فیصلے پر راضی ہو سب نے کہا ہاں ہم راضی ہیں آپ نے فرمایا میرا فیصلہ یہ ہے کہ بنی قریظہ کے مردوں کو قتل کر دیا جائے۔ عورتیں اور بچے غلام بنا لئے جائیں اور ان کا ساز و سامان اور مال و متاع مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے اس فیصلہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سعد تم نے ان کے بارے میں وہ فیصلہ کیا جو خدا تعالیٰ نے ساتویں آسمان پر کیا ایک روایت میں آیا کہ تم نے یہ فیصلہ جبریل امین علیہ السلام کے حکم کے مطابق کیا۔

(ص 231/2 مدارج)

2۔ جب بنو قریظہ کے یہود قتل کر دیئے گئے تو حضرت سعد کے زخم کھل گئے اور خون بہنے لگا

حضور ﷺ ان کے سرہانے تشریف فرما تھے ان کے سر کو اپنے زانوں پر رکھے ہوئے تھے فرمایا اے خدا سعد کو اپنی رحمتوں میں ڈھانپ لے انہوں نے تیرے رسول کی تصدیق کی ہے ان پر جو اسلامی حقوق عائد تھے وہ انہوں نے ادا کئے ان کی روح کو اس طرح قبض کر جیسے تو اپنے محبوبوں کی روحوں کو قبض کرتا ہے اس پر حضرت سعد نے آنکھیں کھولیں اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ نے رحلت فرمائی۔ استبرق کا عمامہ باندھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کی آپ کے کس صحابی نے وفات پائی۔ ہے جس کی روح کے استقبال کیلئے آسمانوں کے دروازے کھل گئے ہیں پھر رسول خدا ﷺ نے اس کی تجہیز و تکفین فرمائی اور فرمایا ان کے جنازے پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے ہیں۔ حضرت سعد طویل القامت اور بڑے تنومند تھے لیکن ان کا جنازہ بہت ہلکا تھا لوگ حیران ہوئے آپ نے فرمایا ان کا جنازہ فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے اس لئے ہلکا معلوم ہو رہا ہے ان کی قبر جوں جوں گہری کھودی گئی تو قبر کی مٹی سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔

(234/2 مدارج النبوت)

حضرت جبریل علیہ السلام و عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ جن کے پاس کعبہ کی چابی رہتی تھی فرماتے زمانہ جاہلیت میں دستور یہ تھا کعبہ کو دوشنبہ اور پنج شنبہ کے سوا نہ کھولا جاتا تھا ایک دن حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے دروازہ کھولنے کو کہا تا کہ اس جماعت کو جو آپ کے ساتھ تھی کعبہ میں داخل کریں میں نے آپ کے ساتھ سختی برتی مگر آپ نے صبر کیا اور بردباری سے کام لیا اس پر آپ نے فرمایا اے عثمان ایک دن آئے گا یہ چابی تو میرے ہاتھ میں دیکھے گا پھر میں جسے چاہوں گا عطا کروں گا میں نے کہا اس دن قریش ہلاک اور ذلیل ہوں گے جب فتح مکہ کا دن آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا اے عثمان چابی لاؤ میں لایا اور پھر میرے ہاتھ سے لے کر پھر میرے

ہی ہاتھ پر رکھدی اور فرمایا قیامت تک کوئی تمہارے ہاتھ سے نہ لے گا مگر ظلم سے اے عثمان میں نے ایک دن تجھ سے کہا تھا کہ یہ چابی میرے ہاتھ میں ہوگی میں جسے چاہوں گا عطا کردوں گا میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ﷺ ہیں حضرت عباس وعلی المرتضیٰ کی خواہش ہوئی کہ یہ چابی ان کو دی جائے لیکن جبریل علیہ السلام نے آکر کہا جب تک روئے زمین پر بیت اللہ موجود ہے چابی عثمان بن طلحہ کے پاس رہے گی۔

(ص 349,350/2 مدارج النبوت)

حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت خبیب رضی اللہ عنہ

جب حضرت خبیب کو شہید کرنے کے لئے مکہ کے باہر لایا گیا تو آپ نے فرمایا مجھے اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں انہوں نے مہلت دے دی آپ نے نماز ادا فرمائی پھر آپ نے فرمایا میری موت ذات حق تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا ہے اگر خدا نے چاہا تو وہ میرے جسم کے ٹکڑوں پر برکتیں نازل فرمائے گا اس کے بعد آپ نے کافراں پر لعنت بھیجی اور دعا کی اے خدا ان تمام کافروں کو ہلاک کردے خدا نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور تھوڑے ہی عرصے میں ان میں سے اکثر مختلف بلاؤں میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گئے اس کے بعد آپ کو سولی پر لایا گیا اس وقت کفار نے کہا اگر تم دین اسلام سے منحرف ہو جاؤ تو تمہیں نجات دے دیں گے آپ نے فرمایا اگر تمام روئے زمین مجھے دے دی جائے تو بھی میں دین حق سے منہ نہ موڑوں گا ایک جان کیا چیز ہے سو جان بھی ہو تو اس پر قربان ہے کفار نے آپ کو شہید کرنے کا پکا ارادہ کر لیا آپ نے فرمایا اے خدا اس وقت دشمنوں کے سوا کوئی شخص نظر نہیں آتا اور کوئی دوست یہاں نہیں جو میرا پیغام تیرے حبیب تک پہنچا دے اے خدا تو ہی میرا اسلام بارگاہ رسالت میں پہنچا دے۔

الٰہی تو ہی بندے کا سلام شوق پہنچا دے
میرے محبوب تک میرا پیام شوق پہنچا دے

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں موجود تھا اور صحابہ کی ایک جماعت آپ کی مجلس میں تشریف فرما تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کی علامت ظاہر ہوئی اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ورحمۃ اللہ علیہ اور فرمایا حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کو قریش نے شہید کر دیا ہے اور یہ حضرت جبریل علیہ السلام ان کا سلام مجھے پہنچا رہے ہیں اس کے بعد چالیس آدمی برچھیاں تانے آگے بڑھے اور آپ کے جسم اقدس کو زخمی کر دیا پھر ایک آدمی نے آپ کے سینہ بے کینہ پر ایک ایسا نیزہ مارا جو پشت سے پار ہو گیا اس وقت کلمہ پڑھتے ہوئے اس جہان سے جہان آخرت کی طرف گئے۔ (ص 188/2 مدارج النبوت)

خدا جانے محبت کے یہ کیا اسرار ہوتے ہیں
جو سر سجدے میں جھکتے ہیں وہ زیب دار ہوتے ہیں
شہادت آخری منزل ہے انسانی سعادت کی
وہ خوش قسمت ہے مل جائے دولت شہادت کی
مجاہد کے لئے دنیا و دین کی سرفرازی ہے
کہ مرنے سے شہید اور زندہ رہ جانے سے غازی ہے

حضرت جبریل علیہ السلام و زبیر اور مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہما

حضرت خبیب کو کئی دن تک اسی طرح دار پر لٹکائے رکھا تا کہ ان کے قتل کی خبر سارے عرب میں پھیل جائے اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کون ہے جو جائے اور خبیب کو دار سے اتار لائے اور اس کے بدلے جنت پائے حضرت زبیر بن العوام اور مقداد بن الاسود اس خدمت کو اپنے اوپر لازم کر کے روانہ ہوئے دن کو چھپ کر گزارتے اور رات کو سفر کرتے اس طرح قطع منازل کر کے رات کے وقت تنعیم میں پہنچے جہاں حضرت خبیب کو دار پر لٹکایا ہوا تھا چالیس آدمی سولی کے گرد سوئے ہوئے تھے یہ حضرت خبیب کو آہستہ سے

اتار لائے یہ چالیس دن گزر جانے کے بعد بھی تر و تازہ تھے اور ان کے زخموں سے خون ٹپک رہا تھا اور مشک کی مانند خوشبو آ رہی تھی حضرت زبیر کے گھوڑے پر ان کا جسد اقدس لاد کر دونوں رفیق وہاں سے واپس چل دیئے جب صبح ہوئی تو قریش کو پتہ چلا ستر سواران کے تعاقب میں دوڑے جب وہ ان کے قریب پہنچے تو حضرت زبیر نے حضرت خبیب کے جسم کو گھوڑے سے اتار کر زمین پر رکھ دیا زمین نے حضرت خبیب کو اپنے اندر سمو لیا اسی وجہ سے آپ کو بلیغ الارض کہا جاتا ہے یعنی جسے زمین اپنی آغوش میں لے لے اس کے بعد حضرت زبیر نے کفار کی طرف رخ کر کے کہا میں زبیر بن العوام ہوں اور میری والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب ہے یہ میرے ساتھی مقداد بن الاسود ہیں، ہم دو شیر ہیں جو اپنے کچھار میں جا رہے ہیں اگر تم چاہتے ہو کہ ہمارے ساتھ سفر کرو تو آ جاؤ اور اگر واپس مکہ جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ کفار مکہ لوٹ گئے اور یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے اس وقت جبریل علیہ السلام رسول خدا ﷺ کی مجلس میں موجود تھے حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے عرض کی اے رسول خدا ﷺ آپ کے ان دونوں صحابہ کی وجہ سے فرشتے فخر کر رہے ہیں۔ (ص 189/2 مدارج النبوت)

شہید اس دار فانی میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں.
زمیں پر چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں
محمد مصطفی کے باغ کے سب پھول ایسے ہیں
جو بن پانی کے تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے
غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

ایک مرتبہ زبیر حضور ﷺ کو پنکھا جھل رہے تھے اور حضور ﷺ آرام فرما رہے تھے جب آپ ﷺ بیدار ہوئے فرمایا اے ابو عبداللہ کب سے پنکھا جھل رہے ہو عرض کی جب سے آپ آرام فرما رہے ہیں فرمایا یہ جبریل علیہ السلام تمہیں سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ (178)

اَنَا مَعَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى اَذُبَّ عَنْ وَجْهِكَ شَرَّ جَهَنَّمَ ۔
میں قیامت دن تمہارے ساتھ ہوں گا حتیٰ کہ جہنم کی برائی تم سے دور کروں گا۔
(ص 143/4 طبرانی اوسط)

حضرت زبیر بن العوام مکہ میں تھے آپ کے کانوں میں آواز آئی کہ رسول خدا ﷺ کو پکڑ کر قتل کر دیا گیا ہے آپ ننگے بدن ہاتھ میں تلوار لیئے نکل پڑے آگے گئے تو رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوگئی آپ نے فرمایا زبیر کیا بات ہے عرض کی میں نے سنا تھا کہ آپ کو قتل کر دیا گیا ہے آپ نے فرمایا اگر ایسا ہوتا تو تو کیا کرتا عرض کی یہ مشرکین مکہ کو قتل کر دیتا اور ان کے خون کی ندیاں بہا دیتا اور کسی ایک کو بھی نہ چھوڑتا سب کو قتل کر دیتا۔ حضور ﷺ مسکرائے اور اپنی چادر اتار کر ان کو پہنا دی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی اللہ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ زبیر کو میرا سلام کہہ دیں اور ان کی بشارت دے دیں کہ آپ کی بعثت سے لیکر قیامت تک جتنے راہ خدا میں تلوار اٹھانے والے ہوں گے ان سب کے برابر اللہ تعالیٰ حضرت زبیر کو ثواب عطا فرمائے گا اور ان کے ثواب میں کمی نہ کرے گا کیونکہ زبیر پہلے آدمی ہیں جنہوں نے خدا کے راستے میں تلوار اٹھائی ہے۔ (254/2 الریاض النضرۃ)

حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ کو دحیہ کلبی کے مسلمان ہونے کی بہت تمنا تھی اور آپ اکثر دعا کرتے تھے کہ اے اللہ دحیہ کلبی مسلمان ہو جائے کیونکہ اس ایک شخص کے ساتھ ان کے قرابت دار اور سات سو کافر تھے جن کا اسلام لانا ان کے اسلام پر موقوف تھا آخر کار آپ کی دعا رنگ لائی اور ایک دن دحیہ خود بخود اسلام کی طرف راغب ہوا۔ اسلام کی محبت دل میں پیدا ہوئی صداقت اور حقانیت کا یقین ہو گیا مسلمان ہونے کے لئے چلے ادھر دحیہ ادھر جبریل علیہ السلام چلے اور رسول اللہ ﷺ کو آکر بشارت دی اور عرض کی اے محمد ﷺ اللہ آپ کو سلام فرماتا ہے اور

بشارت دیتا ہے کہ دحیہ عنقریب اسلام قبول کرنے آپ کی خدمت میں آرہا ہے تھوڑی دیر میں دحیہ کلبی آگئے آپ نے کندھے کی چادر اتار کر دحیہ کے لئے زمین پر بچھادی کیونکہ شریعت کا حکم ہے جب کسی قوم کا سردار آجائے تو اسکی تعظیم کرو۔ دحیہ آپ کا اخلاق دیکھ کر رونے لگے پھر آپ کی چادر کو اٹھا کر بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگالیا عرض کی مجھ پر شرائط پیش فرمائیں آپ نے کلمہ شہادت پڑھا کر مسلمان بنایا دحیہ نے کلمہ پڑھ کر زاروقطار رونا شروع کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی عرض کی میں نے بڑے بڑے گناہ کئے آپ خدا کی بارگاہ سے معلوم کریں کہ میرے ان گناہوں کا کفارہ کیا ہے اگر آپ مجھے قتل بھی کردیں تو بسروچشم قبول ہے اور میرا سارا گھر بار خدا کی راہ میں لٹادیں تو منظور ہے کسی طرح میرے گناہ معاف ہوجائیں فرمایا دحیہ وہ ایسے گناہ کیا ہیں عرض کی میں اپنی قوم کا سردار ہوں میں نے بوجہ عار ستر لڑکیوں کو قتل کیا ہے بھلا میرا یہ گناہ کیسے معاف ہوگا۔ حضور ﷺ یہ سن کر حیران ہوئے اور دل میں خیال کیا کہ اتنا بڑا گنا کیسے معاف ہوگا ادھر دحیہ کھڑے رو رہے تھے ادھر حضور ﷺ انگشت بدنداں تھے حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی اللہ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ دحیہ سے کہہ دیں کہ تیرے ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے کی برکت سے تیرا ساٹھ سال کا کفر بت پرستی، ساٹھ برس کے سارے گناہ اور ستر لڑکیوں کا قتل کل کا کل معاف کر دیا۔ ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ اسلام لانے سے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں یہ حکم سنتے ہی رسول خدا ﷺ بھی رونے لگے آپکی مجلس میں بیٹھنے والے بھی رونے لگے دحیہ روتے ہوئے بے ہوش ہوگئے پھر نبی کریم ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے نکلا کہ اگر ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے سے اتنے گناہ معاف ہوگئے تو میرا جو امتی عمر بھر یہ کلمہ پڑھے گا اس پر بھی خدا ضرور کرم فرمائے گا اس کو بھی بخش دے گا۔

(ص 188 حسن)

حضرت جبریل علیہ السلام و معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ

حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ تبوک کے میدان میں جبریل امین علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاویہ بن معاویہ مزنی کا جنازہ تیار ہے ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے تیار ہو جائیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور جبریل امین علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کو لیکر نازل ہوئے انہوں نے پہاڑوں پر اپنا دایاں پَر رکھا وہ جھک گئے بایاں پَر زمین پر رکھا وہ بھی جھک گئی یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ اور مدینہ کو دیکھ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبریل علیہ السلام اور فرشتوں نے نماز جنازہ پڑھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازہ سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے جبریل علیہ السلام معاویہ بن معاویہ مزنی کو یہ مرتبہ کیسے ملا عرض کی یہ کھڑے بیٹھے پیدل چلتے اور سواری پر ہر حال میں قل شریف پڑھتے رہتے تھے۔

(ص520/4 طبرانی اوسط)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ میدان تبوک میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ موجود تھے آفتاب بڑی تیز شعاعوں نور اور چمک کیساتھ طلوع ہوا اس سے پہلے کبھی اتنی تیز روشنی کے ساتھ طلوع نہ ہوا تھا جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا آج آفتاب اتنی تیز روشنی کے ساتھ کیوں طلوع ہوا ہے عرض کی مدینہ میں معاویہ بن معاویہ کا انتقال ہوا ہے خدا نے ان کی نماز جنازہ کے لئے ستر ہزار فرشتے نازل کئے ہیں۔ (ص245/5 دلائل النبوت) (14/5 البدایہ والنہایہ) (309/2 شعب الایمان)

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ نے نماز جنازہ پڑھی تو آپ کو پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں اور صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ (ص601/1 کنز العمال)

حضرت جبریل علیہ السلام وابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

امام رازی نے لکھا ہے کہ ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ابوذر آرہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم ان کو جانتے ہو عرض کی یہ آپ کے ہاں اتنے مشہور نہیں جتنے ہمارے ہاں مشہور ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان کو یہ مقام کیسے ملا ہے عرض کی اپنے آپ کو کمتر سمجھنے کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ کثرت سے قل شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ (ص 529/8 تفسیر کبیر)

حضرت جبریل علیہ السلام وایک حبشی صحابی رضی اللہ عنہ

ایک مرتبہ ایک سیاہ فام صحابی سرکار ابدقرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رو رہا تھا۔ حضرت جبریل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کون ہے جو آپ کے سامنے رو رہا ہے فرمایا ایک حبشی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تعریف کی حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنے عزت اور جلال کی اور عرش پر بلند ہونے کی قسم جو آنکھ میرے خوف سے روئے گی وہ جنت میں بہت ہنسے گی۔ (489/1 شعب الایمان)

حضرت جبریل علیہ السلام ومحمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ

حضرت محمد بن مسلمہ سے روایت ہے میں گیا اور میں نے دیکھا کہ صفا پہاڑی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا رخسار ایک آدمی کے رخسار پر رکھے ہوئے ہیں وہاں نہ ٹھہرا بلکہ وہاں سے چل دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آواز دی اور فرمایا اے محمد بن مسلمہ تو نے سلام کیوں نہ کیا محمد بن مسلمہ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ کو اس آدمی کے ساتھ ایسی حالت میں دیکھا کہ کسی اور آدمی کے ساتھ ایسی حالت میں کبھی نہ دیکھا میں نے آپ کی گفتگو کو قطع کرنا نہ چاہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ

کون تھا فرمایا یہ جبریل امین علیہ السلام تھے اس نے کہا محمد بن مسلمہ کو کیا ہو گیا کہ اس نے سلام نہ کیا اگر وہ سلام کرتا تو ہم دونوں اس کے سلام کا جواب دیتے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے آپ سے کیا کہا فرمایا اس نے مجھے ہمسایہ کے بارے میں نصیحت کی یہاں تک کہ میں اس انتظار میں ہو گیا یہ کہے گا کہ ہمسایہ کو جائداد میں وارث بنا دیا جائے۔ (234/19 طبرانی کبیر)

حضرت جبریل علیہ السلام و ایک انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری شخص کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے جب اس کے گھر کے قریب پہنچے تو دیکھا وہ انصاری اپنے مکان میں کسی سے کلام کر رہا ہے جب آپ مکان کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ اس انصاری کے سوا کوئی دوسرا نہیں آپ نے فرمایا میں نے تمہیں کسی سے باتیں کرتا سنا ہے عرض کی میرے پاس ایک آدمی داخل ہوا آپ کے بعد میں نے اس سے بڑھ کر کسی کو خوش کلام نہیں دیکھا فرمایا وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے اور تم میں کچھ ایسے بھی ہیں اگر وہ کسی کام پر قسم کھا لیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔ (ص 347/3 طبرانی اوسط)

حضرت جبریل علیہ السلام و حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ

حضرت حارثہ بن نعمان سے روایت ہے کہ ایک روز میں سید عالم ﷺ کے قریب سے گزرا آپ ایک شخص کے ساتھ مصروف گفتگو تھے میں نے سلام کیا اور چل دیا جب میں دوبارہ حاضر ہوا تو آپ بھی رسالت کدہ پر تشریف لے جا چکے تھے آپ نے فرمایا تو نے میرے پاس کھڑے شخص کو دیکھا تھا میں نے عرض کی ہاں دیکھا تھا فرمایا وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے انہوں نے تیرے سلام کا جواب دیا تھا۔ (4/ 17 مسند امام احمد)(228/3 طبرانی کبیر)

حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت عباس رضی اللہ عنہ

1۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کی دو صفیں بنائیں اور حضرت علی و عباس کا ہاتھ پکڑا اور دونوں صفوں کے درمیان سے گزرے اور آپ مسکرائے ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے مسکرانے میں کیا حکمت ہے فرمایا۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ مہاجرین اور انصار پر تمام آسمان والوں کے سامنے فخر فرما رہا ہے اور مجھ پر اور اے علی تجھ پر اور اے عباس تجھ پر اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کے سامنے فخر فرما رہا ہے جن فرشتوں نے اللہ کا عرش اٹھا رکھا ہے۔ (الریاض النضرۃ 292/2)

2۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا تو ایک آدمی قلعہ سے نکلا اور اس نے ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا لیا تا کہ وہ ان کو قلعہ میں لے جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو اس صحابی کو اس (کافر) سے چھڑائے اس کے لئے جنت ہے۔ حضرت عباس کھڑے ہوئے اور اس کام کے لئے آگے بڑھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ تمہارے ساتھ جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو جا کر اٹھا لیا اور لا کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔

(ابن عساکر 243/7)(حلیۃ الاولیاء 20/4)

3۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل امین علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اس حال میں حاضر ہوئے کہ انہوں نے سیاہ قبا اور سیا عمامہ زیب تن کیا ہوا تھا آپ نے فرمایا جب سے تم میرے پاس آنا شروع ہوئے ہو کبھی ایسے لباس میں نہیں آئے اس لباس کا کیا سبب ہے جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہ آپ کے چچا عباس کی اولاد میں سے بادشاہوں کا لباس ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا وہ حق پر ہوں گے عرض کی ہاں وہ حق

پر ہوں گے رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں یہ دعا مانگی۔اے اللہ حضرت عباس اور ان کی اولاد جہاں کہیں بھی ہوں ان کو بخش دے جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امت پر ایک زمانہ آئے گا کہ اس سیاہی کی وجہ سے اسلام کو عزت ملے گی فرمایا ان کے حاکم کون ہوں گے عرض کی اولاد عباس سے فرمایا ان کی رعایا کون لوگ ہوں گے عرض کی اہل خراسان فرمایا یہ کس چیز کے مالک ہوں گے عرض کی وہ زرد سبز پتھر ڈھیلے تخت اور منبر کے وارث ہوں گے۔ (27/10 تاریخ بغداد)(247/7 ابن عساکر)

حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ

1۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور حضرت اسماء بنت عمیس حضور ﷺ کے قریب تھیں۔حضور ﷺ نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا اے اسماء یہ حضرت جعفر، حضرت جبریل و میکائیل علیہم السلام کے ساتھ گزرے ہیں انہوں نے ہمیں سلام کیا ہے میں نے ان کے سلام کا جواب دیا اور مجھے حضرت جعفر نے بتایا کہ غزوہ میں میں نے مشرکین سے جہاد کیا اور میرے جسم کے سامنے والے حصے پر تہتر نیزوں اور تلواروں کے زخم آئے پھر میں نے اسلامی جھنڈا دائیں میں لے لیا وہ ہاتھ کاٹ دیا گیا میں نے جھنڈا بائیں میں لے لیا وہ بھی کاٹ دیا گیا پس اللہ تعالیٰ نے میرے دونوں ہاتھوں کے عوض مجھے دو پر عطا فرما دیئے میں ان دو پروں کیساتھ جنت میں جبریل و میکائیل علیہم السلام کے ساتھ اڑتا پھرتا ہوں میں جنت میں جہاں چاہتا ہوں چلا جاتا ہوں اور جو جنتی پھل چاہوں کھالیتا ہوں۔

حضرت اسماء نے فرمایا جو بھلائی اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر کو عطا فرمائی ہے اسے مبارک ہو لیکن یا رسول اللہ مجھے خوف ہے کہ لوگ میری اس بات پر تصدیق نہیں کریں گے حضور ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے۔اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی اور فرمایا اے لوگوں حضرت جعفر جبریل و میکائیل علیہم السلام کے ساتھ میرے پاس سے گزرے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو

دو بازوؤں کے عوض دو پر عطا فرمائے ہیں وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑ کر چلے جاتے ہیں۔

(473/7 طبرانی اوسط)

حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

ایک مرتبہ سخت سردی کی رات تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کا کجاوا گر پڑا آپ نے فرمایا ہے کوئی کہ میرا کجاوا ٹھیک کر دے اور جنت لے لے یہ سنتے ہی حضرت طلحہ دوڑے اور کجاوا درست کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے اور فرمایا اے طلحہ یہ جبریل علیہ السلام تجھے سلام کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔

اَنَا مَعَكَ فِيْ اَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتّٰى اُنْجِيَكَ مِنْهَا۔

میں قیامت کے ہولناک مناظر میں تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک میں تمہیں ان سے نجات دوں گا۔ (ص 123/4 طبرانی اوسط)

احد کے میدان میں جب مشرکین کی طرف سے سخت حملہ ہوا حضرت طلحہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پشت کی طرف لے لیا تاکہ مشرکوں کی تیراندازی سے محفوظ رہے آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک پتھر پر بٹھا دیا اور اس طرح مشرکوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ جبریل علیہ السلام ہیں اور انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ قیامت کے دن جب تمہیں ہولناک منظر میں دیکھیں گے تو اس سے بچا لیں گے۔ (149/9 مجمع الزوائد)

حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت معاویہ سے احسن سلوک فرمائیں یہ اللہ کی کتاب پر امین ہیں اور خوب اچھے امین ہیں۔ (357/9 مجمع الزوائد)

حضرت واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک

تین امین ہیں حضرت جبریل امین علیہ السلام اور خود میں یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ۔

(ص 399/3 تاریخ بغداد)

ذکران صحابہ کرام کا جنہوں نے حضرت جبریل علیہ السلام کی زیارت کی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک آدمی حاضر ہوا اسکے کپڑے نہایت سفید تھے بال نہایت سیاہ تھے اس پر سفر کا کوئی اثر معلوم نہ ہوتا تھا اور نہ ہم میں سے اس کو کوئی جانتا تھا وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے ملا کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے اور عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کا اعتراف کرے اور شہادت دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ تو نماز ادا کرے زکوٰۃ دے رمضان کے روزے رکھے خانہ کعبہ کا حج کرے اگر تجھ کو زادراہ میسر ہو اس شخص نے سن کر کہا آپ نے سچ فرمایا ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے پھر اس نے پوچھا ایمان کیا ہے آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں اور آخرت کے دن کو مانے اور تقدیر کے اچھا اور برا ہونے کو مانے اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا پھر پوچھا احسان کیا ہے آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت اس طرح کرے گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو اتنا ضرور ہو کہ خدا تجھے دیکھ رہا ہے پھر اس نے پوچھا قیامت کی خبر دیں آپ نے فرمایا قیامت کے بارے میں میرا علم تجھ سے زیادہ نہیں پھر اس نے کہا قیامت کی نشانیاں کیا ہیں آپ نے فرمایا یہ کہ لونڈی اپنے آقا کو جنے اور یہ کہ برہنہ پا برہنہ جسم مفلس فقیر اور بکریاں چرانے والے لوگوں کو اونچی اونچی عمارات میں دیکھے گا پھر وہ چلا گیا میں تھوڑی دیر خاموش بیٹھا رہا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا اے عمر تم اس سائل کو جانتے ہو میں نے عرض کی۔ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے جو تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔
(مشکوۃ کی پہلی حدیث)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

ایک مرتبہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے جبریل علیہ السلام کی اصلی صورت میں زیارت کرادیں فرمایا تجھ میں دیکھنے کی طاقت نہیں عرض کی آپ مجھے زیارت کرادیں فرمایا بیٹھ جاؤ حضرت حمزہ تشریف فرما ہو گئے کعبہ میں ایک لکڑی تھی جبریل علیہ السلام اس پر نازل ہوئے اور یہ لکڑی وہ تھی کہ مشرک لوگ، جب کعبہ کا طواف کرتے تو اپنے کپڑے اس لکڑی پر ڈال دیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حمزہ اپنی نظر اٹھاؤ انہوں نے نظر اٹھائی دیکھا کہ سبز کھیتی کی طرح جبریل علیہ السلام کے قدم زبرجد کے ہیں حضرت حمزہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ (دلائل النبوت 81/7)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن میں اپنے باپ حضرت عباس کے ساتھ سرور کونین کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ایک شخص کے ساتھ سرگوشی فرما رہے تھے اور میرے باپ سے بظاہر بے رخی برت رہے ہیں میرے باپ نے مجھ سے کہا بیٹا دیکھا میرا بھتیجا حضرت محمد مصطفی ﷺ مجھ سے کیسا سلوک کر رہے ہیں میں نے کہا۔ ابا جان آپ ایک شخص کے سات اہم بات کر رہے ہیں پھر حضرت عباس حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے عبداللہ سے یہ بات کی ہے اور اس نے کہا کہ آپ کے ساتھ ایک آدمی محو گفتگو تھا کیا واقعی آپ کے پاس کوئی آدمی تھا رسول خدا ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ

کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے۔حضرت عبداللہ نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے اور اس نے ہی مجھے مشغول کر رکھا تھا۔

(75/7 دلائل النبوت)(276/9 مجمع الزوائد)

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا ہے اور رسول خدا ﷺ نے میرے واسطے دو مرتبہ دعا کی ہے۔ (236/2 خصائص کبریٰ)

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں جب میں نے جبریل علیہ السلام کی زیارت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو آخری عمر میں نابینا ہو جایگا چنانچہ آپ آخری عمر میں نابینا ہو گئے جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی آنکھیں جاتی رہیں تو لوگوں نے کہا ہم تمہاری آنکھیں بنوا دیتے ہیں لیکن آپ کو تھوڑے دن نماز چھوڑنی پڑے گی کیونکہ ان ایام میں حرکت سخت مضر ہوگی آپ نے یہ سن کر فرمایا یہ مجھ سے نہ ہوگا۔ کیونکہ جناب رسول مقبول ﷺ نے فرمایا جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی قیامت کے دن خدا تعالیٰ اس سے نہایت غیض وغضب اور سخت غصہ کی حالت میں ملاقات کرے گا لوگو مجھے اندھا رہنا منظور ہے مگر خدا کا غضب برداشت نہیں کر سکتا۔ آپ نے آنکھیں نہ بنوائیں اور نابینا رہے لیکن جو شخص خدا کی راہ میں مشقت اٹھاتا ہے خدا اس پر رحم کر دیتا ہے۔ (381/1 الترغیب والترہیب)

آپ ایک لڑکا اپنے ساتھ رکھتے تھے جو آپ کو نماز کے وقت آپ کی لکڑی پکڑ کر مسجد تک لاتا آپ کو قبلہ رو کھڑا کر دیتا ایک دن وہ بچہ نہ آیا آپ نے نماز کے وقت اس کو پکارا لیکن وہ حاضر نہ تھا آپ نے نماز کے شوق میں بے چین ہو کر جناب الٰہی میں دعا کی نابینا ہونا قیامت کے دن مجھے رسوا نہ کر دے مجھے قیامت کی رسوائی سے بچا لے فوراً آپ کی آنکھیں روشن ہو گئیں آپ خود مسجد میں تشریف لے گئے پھر ایسا ہوتا کہ جب نماز کا وقت آتا تو آپ کی آنکھیں روشن ہو جاتیں جب نماز سے فارغ ہو کر گھر آجاتے پھر نابینا ہو جاتے ہر روز یہی حال ہوتا۔ (ص 380 شواھد النبوت)

ایک انصاری صحابی

حضرت ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی نے فرمایا میں اپنے گھر سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لئے جارہا تھا میں نے دیکھا ایک شخص حضرت سیدعالم ﷺ سے باتیں کررہا ہے۔ میں نے سمجھا شاید باہمی خاص بات ہو رہی ہے انصاری فرماتے ہیں آپ ﷺ کافی دیر تک اس سے باتیں کرتے رہے اور میں آپ کو دیکھتا رہا اس شخص کے جانے کے بعد میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ شخص آپ کے پاس بہت دیر تک ٹھہرا رہا یہاں تک کہ میں کافی دیر تک آپ کی طرف دیکھتا رہا آپ نے فرمایا کیا تو نے اس کو دیکھا ہے میں نے عرض کی ہاں فرمایا تو جانتا ہے یہ کون تھا عرض کی نہیں جانتا آپ ﷺ نے فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھا مجھے پڑوسی سے حسن سلوک اور اس کے حقوق کے بارے میں احکام الٰہی سنا رہا تھا یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ کہیں پڑوسی کو وارثوں میں داخل نہ کردے پھر آپ نے فرمایا اگر تو اس کو سلام کرتا تو وہ تجھے جواب دیتا۔ (الحاوی للفتاوی 266/2)

جب رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کے ارادے سے نکلے تو آپ قبیلہ بنی غنم کے قریب سے گزرے ان سے پوچھا کیا کوئی سوار ادھر سے گزرا ہے انہوں نے عرض کی حضرت دحیہ کلبی ادھر سے گزرے ہیں وہ سفید گھوڑے پر سوار تھے اور ان کے نیچے ریشمی زین پوش تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے اور حضرت جبریل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی سے مشابہت رکھتے تھے۔ (دلائل النبوت 66/2)

حضرت جبریل علیہ السلام اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

جب سورہ رحمن نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا اس سورت کو قریش کے سرداروں کے سامنے کون پڑھے گا حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں اس سورت کو

قریش کے سامنے پڑھوں گا۔ چنانچہ آپ نے مشرکین مکہ کے سامنے اس سورت کو پڑھ کر سنایا ابوجہل نے آپ کے چہرے پر زور سے ایک مکہ مارا اس کے صدمے سے آپ کا ایک کان پھٹ گیا رسول اللہ ﷺ نے جب عبداللہ بن مسعود کو اس حالت میں دیکھا تو بڑا صدمہ ہوا اسی غم میں بیٹھے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ ﷺ کی خدمت میں مسکرائے آپ ﷺ نے اس مسکرانے کا سبب پوچھا عرض کی اس کا سبب آپ ﷺ کو جنگ بدر میں معلوم ہوگا۔ چنانچہ جب جنگ بدر کا دن آیا تو عبداللہ بن مسعود اس وقت حاضر ہوئے جب لڑائی ختم ہو چکی تھی عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے جہاد کی فضیلت جاتی رہی آپ ﷺ نے فرمایا مقتول کفار کے پاس جاؤ جس میں ذرا سانس باقی ہو اس کو قتل کر دو یعنی بالکل ختم کر دو تمہیں شہادت کا مرتبہ مل جائیگا عبداللہ بن مسعود گئے کفار کی لاشیں دیکھیں تو دیکھا کہ ابوجہل ابھی کچھ سانس لے رہا ہے اسکی چھاتی پر بیٹھ گئے اس پر ابوجہل نے کہا اے عبداللہ اپنے صاحب یعنی نبی سے کہنا کہ وہ میرے نزدیک (معاذ اللہ) تمام مخلوق سے برا ہے عبداللہ بن مسعود نے اس بدزبان کا سر کاٹ ڈالا پھر زیادہ بوجھل ہونے کی بنا پر اٹھا نہ سکے تو اس کے کان میں سوراخ کر کے رسی ڈال لی اور گھسیٹتے ہوئے بارگاہ نبوی میں لے آئے اُدھر سے جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور مسکراتے ہوئے آئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کان کے بدلے کان اور سر زائد بعد ازاں عبداللہ مسعود نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابوجہل نے آپ کی شان میں بکواس کیا تھا آپ نے فرمایا ابوجہل اس امت کا فرعون ہے لیکن فرعون موسیٰ سے بدتر ہے کیونکہ اس نے مرتے وقت خدا کی توحید کا اقرار کر لیا تھا اس نے دریا کی موجوں کا شکار ہوتے وقت کہا تھا۔

آمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِیْلَ۔

میں ایمان لایا کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے۔

اور اس لعین ابوجہل نے مرتے وقت اپنی سرکشی میں اور بھی اضافہ کر لیا (ص 412 دلائل النبوت)

حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت ثعلبہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری جوان آدمی نے اسلام قبول کیا اس کا نام ثعلبہ بن عبدالرحمن تھا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کسی کام بھیجا یہ ایک انصاری کے دروازے سے گزرا اس نے انصاری کی بیوی کو غسل کرتے ہوئے دیکھا پھر دوسری مرتبہ جان بوجھ کر دیکھا پھر اس کے دل میں خوف پیدا ہوا کہ کہیں اس کے اس فعل کے بارے میں وحی نازل نہ ہو جائے وہ ڈر کر بھاگا اور مکہ اور مدینہ کے درمیان پہاڑوں میں جا چھپا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس دن تک اس کو گم پایا اور یہ ان ایام کی بات ہے جب کہ وحی کا آنا موقوف تھا پھر جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے آپ کی امت سے دوڑ کر جانے والا ان پہاڑوں میں ہے اور مجھ سے جہنم کی پناہ مانگتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔ ثعلبہ بن عبدالرحمن کو میرے پاس لاؤ یہ دونوں تلاش کے لئے مدینہ کے راستوں پر نکلے ان دونوں کو مدینہ کے چرواہوں میں سے ایک چرواہا ملا جس کا نام رفاقہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا۔ اے رفاقہ ان پہاڑوں میں تم کو کسی جوان کے بارے میں علم ہے رفاقہ نے کہا شاید تم جہنم سے بھاگنے والے کی تلاش میں ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں کیا علم ہے کہ وہ جہنم سے بھاگنے والا ہے اس نے کہا جب آدھی رات ہوتی ہے تو ان پہاڑوں سے ایک شخص نکلتا ہے اس نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا ہوتا ہے اور کہتا ہے یا اللہ کاش میری موت آچکی ہوتی اور میں حساب کے لئے پیش نہ کیا جاتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم اسی کو تلاش کر رہے ہیں حضرت رفاقہ ان دونوں کے ساتھ چلا جب آدھی رات کا وقت ہوا تو وہ پہاڑوں سے نکلا اس نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا یا اللہ کاش میری موت آچکی ہوتی اور میں حساب کے لئے پیش نہ کیا جاتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پکڑ لیا اور فرمایا اب تو جہنم سے نجات پا گیا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں عمر ہوں اس نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے گناہ کا علم ہو گیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اس کا علم نہیں صرف اتنا علم ہے کہ کل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرا ذکر کیا اور رونے لگے اور مجھے اور سلمان کو تیری تلاش میں بھیجا اس نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس وقت لے جانا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے ہوں اور بلال اقامت کہہ رہا ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایسا ہی کروں گا یہ دونوں ثعلبہ کو مدینہ لائے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر میں مشغول تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان نماز میں شامل ہو گئے جب ثعلبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت سنی تو بے ہوش ہو کر گر گئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ، اے سلمان رضی اللہ عنہ ثعلبہ بن عبدالرحمن کے ساتھ تم نے کیا کیا عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ یہ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور فرمایا ثعلبہ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوں آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا مجھ سے غائب کیوں ہو گئے تھے عرض کی اپنے گناہ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تجھے ایسی آیت بتاؤں جو گناہوں کا کفارہ ہو عرض کی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا یوں پڑھا۔

اللھم (آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار)

اس نے عرض کی میرا گناہ بڑا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلکہ خدا کا کلام بڑا ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر چلے جاؤ وہ آٹھ دن تک بیمار رہا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو ثعلبہ کی کچھ خبر ہے آپ نے فرمایا چلو اس کے پاس چلیں وہاں پہنچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اس نے اپنا سر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود سے اٹھا لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے اپنا سر میری گود سے کیوں اٹھا لیا۔ عرض کی یہ گناہوں سے بھرا ہوا ہے۔ فرمایا خدا سے کیا امید ہے عرض کی مغفرت کی امید ہے پھر جبریل امین علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں نازل

ہوئے عرض آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے اگر یہ میرا بندہ اپنے گناہ سے ساری زمین بھر دے تو میں مغفرت سے ساری زمین بھر دوں گا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جبریل علیہ السلام میں ثعلبہ کو یہ بات بتا دوں عرض کی بتا دیجئے۔رسول اللہ ﷺ نے جب ثعلبہ کو یہ بات بتائی تو اس نے ایک چیخ ماری اور فوت ہو گئے۔رسول اللہ ﷺ نے اس کے غسل اور کفن کا حکم دیا پھر نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی جب جنازہ لے کر چلے تو آپ پنجوں کے بل چل رہے تھے۔صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ پنجوں کے بل کیوں چل رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس کثرت سے فرشتے زمین پر نازل ہوئے کہ مجھے پورا پاؤں رکھنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔

(ص329/9 حلیۃ الاولیاء)(ص242/1 اسد الغابہ)

باب ششم

باب الصالحات

اس باب میں ان نیک عورتوں کا ذکر ہے جن سے
حضرت جبریل علیہ السلام نے ملاقات کی

حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت ماشطہ رضی اللہ عنہا

(203/7 معالم التنزیل)

ایک مسلمان عورت دختر فرعون کی خادمہ کنگھی چوٹی کرنے والی لیکن ایمان اور عشقِ الٰہی میں کامل۔ایک دن کنگھی کرتے ہوئے ہاتھ سے کنگھی چھوٹ گئی ور کنگھی اٹھاتے وقت بے ساختہ منہ سے نکلا۔الٰہی تیرے نہ ماننے والے غارت ہوں۔فرعون کی لڑکی کو شبہ ہوا اس سے پوچھا کہ کیا تیرا خدا کوئی فرعون سے الگ ہے۔دایہ نے جواب دیا کہ ہاں میرا خدا وہ ہے جو فرعون کا بھی خدا ہے اور فرعون کیا چیز ہے وہ تو زمین و آسمان کا خدا ہے اور اکیلا خدا ہے کوئی اس کا ساجھی نہیں۔بدذات لڑکی یہ سنتے ہی غصہ میں لال ہو کر روتی ہوئی فرعون کے پاس گئی اور یہ کہا کہ دیکھو کیا غضب ہے کہ میری کنگھی کرنے والی حزقیل داروغہ کی جورو یہ کہتی ہے کہ میرا وہ خدا ہے جو فرعون کا بھی خدا ہے اور فرعون کیا شے ہے زمین و آسمان کا خدا ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں۔فرعون نے اس دایہ کو طلب کیا۔آئیں اور بہت خوشی خوشی آئیں اور کیوں نہ آتیں۔ آج عشق کا امتحان اور امتحان کے بعد وصالِ محبوب کا دن تھا۔جان جائے بلا سے جائے مگر محبوب مل جائے۔فرعون نے کہا کہ کیا تو کسی اور خدا کی عبادت کرنے لگی۔فرمایا کہ ہاں ضرور یہی بات ہے۔اچھا اس خدا کو چھوڑ دے اور میری خدائی کا اقرار میرے سامنے کر لے۔فرمایا یہ تو قیامت تک نہ ہوگا۔حکم دیا کہ اچھا اس عورت کو چو میخہ کر و فوراً چاروں ہاتھ پیروں کو میخوں سے جکڑ کر اور بالکل بے حس و حرکت لٹا دیا۔پھر بہت سے سانپ اور بچھو جو اہل اللہ کے کٹوانے کے لیے موجود رہتے تھے منگائے اور اس عورت کے اوپر ڈالے اور یہ کہا کہ لے اب بھی اس خدا کو چھوڑ دے نہیں تو پورے دو ماہ تک اسی عذاب میں ڈالے رہوں گا بی بی ماشطہ نے جواب دیا کہ تو دو مہینے کہتا ہے پہلے ستر مہینے عذاب دے کر دیکھ لے۔روز بروز اس خدا کی محبت زیادہ ہوگی ایک ذرہ کم نہ ہوگی۔

بخاری کی روایت ہرقل شاہِ روم کے الفاظ۔

و کذلک الایمان خالط بشاستة القلوب۔

ترجمہ: ایمان کی شان یہ ہے کہ جب ایمانی لذت دل میں بھر جاتی ہے پھر کسی طرح نکلنے کا نام نہیں لیتی۔

اے فرعون دو مہینے کیا اگر تو برسوں تک بھی عذاب کرے گا تو بھی بندی اپنے مولیٰ رب العلیٰ کو نہ چھوڑے گی۔ اس نیک بی بی کی دو لڑکیاں ایک چار پانچ سال کی اور ایک ابھی دودھ پیتی تھی۔ فرعون نے دونوں کو بلا کر پہلے بڑی لڑکی کو ماں کی چھاتی پر لٹا کر ذبح کیا اور پھر یہ کہا کہ لے اب بھی سمجھ جا نہیں تو اس دودھ پیتی کو بھی اسی طرح ذبح کریں گے۔ فرمایا کہ اگر سارے جہان کو لا کر میری چھاتی پر ذبح کر ڈالے گا۔ تو بھی میں اس محبوب کو نہ چھوڑوں گی۔ یہ سن کر فرعون نے حکم دیا کہ اس چھوٹی لڑکی کو بھی ذبح کیا جائے۔ جس وقت اس معصوم ننھی سی جان جو چھری کے نیچے ماں کی چھاتی پر جہاں وہ پہلے بچی دودھ پیا کرتی تھی۔ آج اپنی چھوٹی سی جان اس نعمت کے شکریہ میں راہِ مولیٰ میں قربان کرنے کیلئے لٹائی گئی ماں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ چھ مہینے کی جان نے بہ آواز بلند کہا۔ ہائے ماں روتی کیوں ہو وہ جنت تمہارے لئے تیار ہو رہی ہے۔ اے ماں جنت میں پہنچ کر دیدارِ الٰہی نصیب ہوگا۔ ماں بچی سے یہ تعجب کی بات سن کر پوری مضبوط ہوگئی۔ ادھر ظالموں نے اسے ذبح کیا۔ ننھی بچی کا فراق زیادہ ماں نے پسند نہ کیا۔ خود بھی ساتھ ساتھ راہی جنت ہوئی اور نہایت آرام سے جنت میں پہنچ گئی۔ یہ تینوں ماں، بیٹیاں ادھر راہِ خدا میں کام آئیں ادھر ان کا خاوند حزقیل جو سو برس سے مسلمان اہل ایمان تھا اور اس راز کو نہایت چھپائے رکھتا تھا۔ اس واقعہ کو سن کر خفیہ طور سے کہیں بھاگ گیا۔ کسی پہاڑ میں پہنچ کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوا۔ یہاں اس کی تلاش شروع ہوئی۔ کسی مخبر نے خبر دی کہ خرقیل فلاں جگہ موجود ہے۔ دو شخص فرعون نے تحقیق حال کے لیے خفیہ بھیجے۔ جب یہ مخبر وہاں پہنچے تو خرقیل کو وحشی جانوروں کے ساتھ مل کر نماز پڑھتے

دیکھا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ وحشی جانور ہوں۔ کیوں کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔

كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ

ترجمہ: ہر جانور نے اپنی طرز کی عبادت اور زبانی تسبیح الٰہی جان لی ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ جنات وحشی جانوروں کے قالب میں آکر عبادت کرتے ہوں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ملائک ارضی اس صورت میں آتے ہوں اور عاشق الٰہی کے ساتھ مل کر عبادت الٰہی بجالاتے ہوں۔ حزقیل نے جب ان لوگوں کو دیکھا تو جناب الٰہی میں عرض کی الٰہی میرا راز کھلنے نہ پائے۔ ان دونوں میں جو میرا راز کھولے اس ے دنیا و دین میں سزا دے اور جو میرا راز چھپائے اس کی دونوں جہان کی مرادیں پوری کر دے۔ اس دعا کا یہ اثر تھا کہ ایک شخص تو یہ کرامت دیکھ کر فوراً مسلمان ہوا دوسرے مخبر نے فرعون کے پاس حاضر ہو کر حزقیل کا حال بیان کیا۔ فرعون نے کہا کہ تمہارے ساتھ دوسرا شخص بھی تھا وہ کہاں ہے اسے لاؤ۔ وہ دوسرا حاضر ہوا پوچھا کہ یہ جو شخص حزقیل کا حال بیان کرتا ہے تم نے بھی دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کچھ نہیں دیکھا فرعون یہ سن کر نہایت خفا ہوا اور یہ خیال کیا کہ اس نے انعام کی غرض سے یہ جھوٹ بولا ہے۔ حکم دیا کہ اسے قتل کیا جائے اور لاش کو دار پر لٹکا دیا جائے اور دوسرے شخص کیلئے یہ حکم دیا کہ اسے بہت انعام دیا جائے یہ سچا ہے۔ سبحان اللہ یہ سچ ہے کہ خدا مہربان تو کل مہربان۔

دشمن چہ کند جو مہربان باشد دوست

جب سید الموجودات خلاصہ کائنات علیہ السلام والصلوات، اوجِ معراج پر تشریف لئے جاتے تھے اور براق میدانِ مصر کے قریب پہنچا۔ یکا یک بوئے جنت آپ ﷺ کے دماغ میں آئی۔ فرمایا جبریل علیہ السلام یہ خوشبو کیسی ہے۔ کیا یہ خوشبو جنت کی خوشبو ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یا حضرت جنت تو یہاں سے بہت فاصلہ پر ہے۔ لیکن یہ فرعون کی دختر کی کنگھی کرنے والے عورت کی قبر کی خوشبو ہے۔ واہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان

لله العظیم واللہ ایمان میں کیسی تیز خوشبو ہے کہ جس خاک میں ایمان والا مل جائے گا اس خاک کو نمونہ جنت بنادے گا۔

ماشطہ کے قتل کا یہ واقعہ حضرت آسیہ آنکھوں سے دیکھ رہی تھیں اور بروقت شہادت اس باخدا بی بی کے ملائک کا آسمان سے نازل ہونا اور روح مبارک کو جنت کے کفنوں میں لپیٹ کر لے جانا سب نظر آرہا تھا۔ اب کیا تھا محبوب کے گھر کے ملازمین نظر آ گئے۔ سرود بہ مستان کا مضمون ہو گیا جوش الٰہی پیدا ہو گیا اور حجاب درمیان سے اٹھ گیا۔ عشق اور مشک چھپائے سے نہیں چھپتا۔ بی بی آسیہ دیوانوں کی طرح بکھر بیٹھیں۔ اتنے میں فرعون گھر میں بی بی آسیہ کے پاس بیٹھا کہ بے ساختہ آسیہ نے باواز بلند فرمایا۔ یا شر الخلق واخبث الخلق عمدت الی الماشطة فقلتها۔ ترجمہ: اے تو نے ایسی نیک عورت کو قتل کر دیا۔ فرعون نے کہا کہ شاید تجھے بھی ویسا ہی جنون ہوا ہے۔ فقالت مابی جنون ولکن الھی والھك واله السموات والارض اله واحد لاشریك له۔ ترجمہ: اے فرعون! مجھے جنون نہیں ہے میں اس خدا کو ماننے والی ہوں جسے ماشطہ مانتی تھی اور وہ کوئی ایسا ویسا خدا نہیں ہے بلکہ زمین و آسمان اور تیرا بھی اے فرعون وہی خدا ہے جب فرعون نے یہ سنا تو آپ کے کپڑے پھاڑ ڈالے اور بہت سا مارا اور بی بی آسیہ رضی اللہ عنہا کے متعلقین رشتہ داروں کو بلایا اور یہ کہا کہ اسے سمجھاؤ کہ یہ بھی کیوں اپنی جان کی دشمن ہوئی ہے۔ متعلقین نے بی بی آسیہ کو سمجھایا کہ ایسا نہ کرو۔ فرعون خدا ہے۔ اس کی نافرمانی کرنی ٹھیک نہیں۔ آسیہ نے فرمایا کہ اگر فرعون مجھے ایک تاج ایسا بنادے کہ سورج اس کے آگے ہو اور چاند پیچھے اور ستارے بیچ میں ہوں میں پھر بھی اس خدائے حقیقی کو نہیں چھوڑوں گی۔ فرعون نے حکم دیا کہ جاؤ آسیہ کو چومیخہ کرو۔ بی بی کو زمین میں لٹا دیا۔ چاروں ہاتھوں پیروں میں میخیں جڑ دیں۔ اور چھاتی پر آگ کا طبق بھر کر رکھ دیا اور یہ کہا کہ اور بھی زیادہ عذاب کروں گا ورنہ اس خدا کو چھوڑ دے۔ آسیہ نے کہا اے فرعون اگر تو عذاب کرے گا تو میرے جسم میں خدا کی محبت

میرے دل میں کم نہ ہوگی۔ اے فرعون اگر تو میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا تو ہر خون کے قطرے کے بدلے میں عشق الٰہی اور زیادہ ہوگا۔ ہر پارہ جگر کے عوض میں محبت الٰہی بڑھتی رہے گی برا کہنا ملامت کرنا لوگوں کا دل کے اوپر اوپر ہے اور محبوب کی محبت دل کی تہہ میں ہے اب حالت یہ ہے کہ خون میں نہائے ہوئے ہیں۔ طبق آگ کا سینہ پر رکھا ہے۔ مگر عشقِ مولیٰ کی آگ زیادہ بھڑکتی جاتی ہے۔ اتنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر لگی کہ آج آسیہ کے عشق کا امتحان ہے گھبرائے ہوئے آئے۔ آسیہ نے پکارا کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں نے اس عشق میں یہ ارغوانی جوڑا پہنا ہے یہ حالت بنالی۔ یہ تو بتاؤ هو راض عني ام سخط۔ ترجمہ: وہ محبوب اب بھی مجھ سے راضی ہوا یا نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ آسیہ ملائکہ سبع سموات فی انتظارك ذاته تعالٰی یباهی بك ذاته فی ما شئت قالت رب ابن لی عندك بیتا فی الجنة ونجنی من فرعون وعمله۔ ترجمہ: کہا اے آسیہ ساتوں آسمان کے ملائک تیرے انتظار میں ہیں اور رب العزت ملائک سے فرما رہا ہے کہ دیکھو ہمارے عاشق بندے ایسے ہوتے ہیں کیا کیا سخت تکلیفیں اٹھا رہے ہیں۔ مگر محبت ہماری زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اسے آسیہ مانگ لے جو تیرا جی چاہے۔ آسیہ نے مانگا تو یہ مانگا کہ مولیٰ اپنے پاس بلا لے۔ اپنے سایہ رحمت میں رہنے کی جگہ دے اپنے دیدار سے مشرف کر دے۔ حکم ہوا کہ جبریل علیہ السلام جاؤ ہماری بندی کو جنت میں اٹھا لاؤ۔ حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور آسیہ کو سب طرح کی فرعونی عذابوں سے الگ کر کے اٹھا کر آسمان پر لے گئے۔

جن دن بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو دردِ زہ لاحق تھا اور آپ اپنے حجرہ میں تنہا تھیں اور اپنے اس راز کو اہل مکہ کی عورتوں سے مخفی رکھنا چاہتی تھیں۔ اس تکلیف کے وقت میں بھی کسی مکہ کی عورت کو خبر نہ کی تھی۔ بلکہ اکیلی حجرے میں لیٹی ہوئی تھیں کہ یکا یک حجرہ مبارک عورتوں سے بھر گیا۔ بی بی آمنہ حیران تھیں اور فرمایا کہ تم کون عورتیں ہو۔ ان میں سے ایک بی بی نے جواب دیا کہ آپ گھبرائیں نہیں ہم دنیا کی عورتیں نہیں ہیں۔ میں آسیہ فرعون کی بی بی ہوں اور یہ مریم والدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہیں اور باقی عورتیں حورانِ جنت ہیں۔

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ وقت وفات بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے خدیجہ! خدا نے تمہارے لئے یاقوتِ سرخ کا محل بنایا ہے جس میں کوئی خلاف مرضی کام نہ ہوگا جب تم وہاں جاؤ تو میری دونوں بیبیوں سے سلام کہہ دینا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہاں آپ کی دو بیویاں مجھ سے پہلے کونسی پہنچ گئیں فرمایا ایک آسیہ دوسری مریم خدا نے ان سے میرا نکاح کر دیا ہے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا ضرور کہہ دوں گی ان سے آپ کا سلام۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عقیدت و محبت کا اظہار کیا جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو یہ اعزاز بخشا کہ

1۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو ایمان کی دولت سے سرفراز فرما۔۔۔۔ ایمان لانے کی وجہ۔
(103/28 ابن کثیر)(203/7 تفسیر معالم)

2۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق جن پاکیزہ جذبات کا اظہار کیا خدا تعالیٰ نے ان کو قرآن کا حصہ بنا دیا خدا فرماتا ہے۔

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰى اَنْ يَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا۔

3۔ جنت میں امام الانبیاء کی زوجہ بننے کا شرف بخشا۔ (ص 290 احسن)

4۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو تشریف لائیں۔

5۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو خدا نے یہ اکرام بخشا کہ انہوں نے کلیم اللہ کو پرورش کی۔

6۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے دعا مانگی۔

قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

حضرت نوح علیہ السلام کو خدا نے فرمایا۔

فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

حضرت صالح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد خدا۔

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں خدا نے فرمایا۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ۔

حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ۔

معلوم ہوا کہ ظالموں کے ظلم سے نجات کی دعا مانگنا اور دعا کو قبول کر کے اپنے برگزیدہ بندوں کو ظلم و ستم سے نجات دینا یہ وہ اعزاز ہے جو خدا نے انبیاء علیہم السلام کو عطا فرمایا۔ حضرت آسیہ نے سنن انبیاء پر عمل کیا اور خدا کی بارگاہ میں التجا کی۔

ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظالمین۔

اور سنت انبیاء پر عمل خدا کی رضا کے حصول کا ذریعہ خدا فرماتا ہے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ (روح المعانی 164/21)

7۔ جب فرعون کو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے ایمان کی خبر ہوئی تو فرعون نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کیا تو پاگل ہوگئی ہے۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نہیں بلکہ۔

الھلك والھی والہ السموات والارض واحدہ لاشریك لہ۔

فرعون نے آسیہ رضی اللہ عنہا کے والدین کو بلایا اور کہا اس کو سمجھاؤ یہ کیوں اپنی جان کی دشمن ہوئی انہوں نے اپنی بیٹی کو سمجھایا لیکن حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر فرعون مجھے ایسا تاج بنادے جس کے آگے آفتاب پیچھے مہتاب اور اس کے اردگرد ستارے ہوں تو میں پھر بھی اپنے خدائے حقیقی کو نہ چھوڑوں گی۔ (خازن 204/7)

اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو ایمان پر استقلال، ثابت قدمی اور جرأت کی قوت بخشی اور مصائب وآلام کے وقت ایمان پر ڈٹے رہنا خدا کے برگزیدہ بندوں کا وطیرہ ہے۔

8۔ جب فرعون نے دیکھا کہ آسیہ رضی اللہ عنہا اس کی بات نہیں مانتی تو اس نے اسے چومیخہ کرنے کا حکم دیا اور پھر آپ کے سینے پر آگ سے بھرا طبق رکھ دیا اور کہا اور بھی عذاب دوں گا باز آجاؤ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے فرعون تو عذاب کرے گا تو میرے جسم کو لیکن خدا کی محبت میرے دل سے کم نہ ہوگی اے فرعون اگر تو میرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے تو عشق خداوندی کی آگ بھڑکتی ہی رہے گی کسی طرح کم نہ ہوگی۔ (ص 289 احسن، السبیعات)

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے فرعون کی طرف سے دیئے جانے والے تمام عذابات وشدائد اور مصائب وآلام پر کمال صبر کا مظاہرہ کیا۔ اور خدا فرماتا ہے۔

اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

9۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی خدا سے کمال محبت اس کی ایمان کے کامل ہونے کی ایک عظیم نشانی ہے۔ خدا فرماتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔

10۔ فرعون حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو سخت دھوپ میں کھڑا کر دیتا تھا جب تمازت آفتاب آپ کی اذیت دیتی تو خدا فرشتوں کو بھیجتا جو اپنے پروں سے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا پر سایہ کر کے آپ کو

آفتاب کی گرمی سے محفوظ رکھتے۔

(203/18 قرطبی)(347/9 مظہری)(163/14 روح المعانی)(110/28 ابن جریر)

11۔ فرعون نے حکم دیا ایک بڑا پتھر لاؤ اور آسیہ کو چت لٹاؤ اور اسے کہو کہ وہ اپنے اس عقیدے سے باز آجائے اگر باز آجائے تو میری بیوی ہے عزت وحرمت کے ساتھ اسے واپس لاؤ اور اگر نہ مانے تو وہ بڑا پتھر اس پر گرا کر اس کا قیمہ کردو جب لوگ پتھر لائے اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو لٹا کر اس پر پتھر گرانے لگے تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی پروردگار نے تمام حجابات اٹھا دیئے اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے جنت کو دیکھا اور وہاں جو ان کے لئے مکان بنایا گیا تھا اسے دیکھ لیا اسی نظارے میں ان کی روح قبض کرلی گئی جس وقت لوگوں نے آپ پر پتھر پھینکا اس وقت تک آپ شہید ہو چکی تھیں۔

(ص 103/28 ابن کثیر)(ص 110/28 تفسیر ابن جریر)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے شہادت سے قبل اپنا جنتی ٹھکانا دیکھ لیا۔

12۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو شہادت جیسا عظیم منصب عطا فرمایا اور حدیث میں ہے کہ شہید کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے خدا اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور شہید کے سر پر بروز قیامت خدا ایک ایسا تاج وقار سجائے گا جس کے ایک موتی کی قیمت ساری دنیا ادا نہیں کرسکتی۔

13۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے بچشم سر جنت کو دیکھا تو جنت کے بارے میں آپ کا ایمان علم الیقین سے ترقی کر کے عین الیقین تک پہنچا۔

14۔ جب فرعون حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو طرح طرح کے عذابات کے شکنجوں میں جکڑ رہا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر ملی کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے ایمان کا امتحان ہو رہا ہے آپ تشریف لائے دیکھا کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا خون میں نہائی ہوئی ہیں حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو

دیکھ کر عرض کی اے موسیٰ علیہ السلام میں نے عشق خداوندی میں ارغوانی جوڑا پہنا ہے کیا اس حال میں خدا مجھ سے راضی ہے یا ناراض حضرت کلیم اللہ نے فرمایا آسیہ! ساتوں آسمان کے فرشتے تیرا انتظار کر رہے ہیں۔ (السبعیات)

15۔ علاوہ ازیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ اے آسیہ رضی اللہ عنہا۔

ذاته تعالیٰ يباهى بك۔

خدا تعالیٰ تجھ پر فخر فرما رہا ہے۔ (السبعیات)

16۔ علامہ قرطبی نے لکھا ہے۔

قال الحسن وابن كيسان نجاها والله كرم نجاة ورفعها الى الجنة فهي فيها تاكل وتشرب۔ (ص 203/18 تفسیر قرطبی)(ص 103/7 معالم التنزیل)

علامہ علاؤ الدین نے لکھا ہے۔

قيل رفع الله امراة فرعون الى الجنة فهي تاكل وتشرب فيها۔

(ص 168/8 تفسیر کبیر)(ص 109/28 غرائب القرآن)(ص 347/9 مظہری)

(ص 103/7 خازن)

حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت مریم علیہا السلام

حضرت مریم نے بیت اللحم کے مقام پر ایک حجرہ بنا لیا تھا تا کہ لوگوں سے الگ ہو کر عبادت خدا میں فراغت کے ساتھ مشغول رہیں جب آپ لوگوں سے دور ہو گئیں اور لوگوں اور آپ میں حجاب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس جبریل امین علیہ السلام کو بھیجا وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوئے اور انہوں نے حضرت مریم کے گریبان میں پھونک ماری اور آپ حاملہ ہو گئیں خدا فرماتا ہے۔

فارسلنا اليها روحنا فتمثل لها بشرا سويا قالت انى اعوذ بالرحمن منك

ان کنت تقیا قال انما انا رسول ربك لِاَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا۔

ہم نے ان کے پاس روح الامین کو بھیجا اور وہ ان کے سامنے مکمل بشر کی شکل میں آئے یہ کہنے لگیں میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں اگر تجھے خدا کا خوف ہے اس نے کہا میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں اور تجھے پاکیزہ لڑکا دینے آیا ہوں یہ سن کر حضرت مریم نے کہا میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا مجھے تو کسی مرد نے چھوا تک نہیں اور نہ میں بدکار ہوں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا ایسا کرنا تیرے رب کیلئے آسان ہے خدا تعالیٰ اس بچے کو اپنی نشانی بنائے گا تاکہ لوگ جان لیں کہ خدا تعالیٰ ہر طرح کی پیدائش پر قادر ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ خدا نے انسان کو چار طریقوں سے پیدا فرمایا ہے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر مرد و عورت کے وسیلے سے پیدا کیا حضرت حوا کو بغیر عورت کے وسیلے سے پیدا کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر مرد کے وسیلے سے پیدا کیا اور عام انسانوں کو مرد و عورت کے وسیلے سے پیدا کیا۔

ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ آپ نے مسجد میں ہی پورا زمانہ حمل گزارہ مسجد کے خدام سے ایک صاحب تھے جن کا نام یوسف نجار تھا انہوں نے جب مریم کا یہ حال دیکھا تو دل میں کچھ شک گزرا لیکن حضرت مریم کے زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کا خیال کرتے ہوئے انہوں نے یہ برائی دور کرنی چاہی لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا حمل ظاہر ہوتا گیا اب تو وہ خاموش نہ رہ سکے ایک دن ادب سے کہنے لگے مریم میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں ناراض نہ ہونا بھلا بغیر بیج کے کسی درخت کا ہونا بغیر دانے کے کھیت کا ہونا اور بغیر باپ کے بچے کا ہونا ممکن بھی ہے آپ ان کے مطلب کو سمجھ گئیں اور جواب دیا کہ یہ سب ممکن ہے سب سے پہلا درخت جو خدا نے اگایا تھا وہ بغیر بیج کے تھا سب سے پہلے جو کھیتی خدا نے اگائی تھی وہ بغیر دانے کے تھی سب سے پہلے خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو وہ بغیر ماں باپ کے پیدا کیا ان کی سمجھ میں یہ سب بات آ گئی۔

جب ولادت کا وقت قریب ہوا تو آپ آبادی سے نکل کر بیت المقدس سے آٹھ میل

دور بیت لحم میں آ گئیں اور وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لے کر ایک کھجور کے درخت کے قریب آ گئیں اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے آواز دی غم نہ کرو خدا نے تیرے قدموں کے نیچے صاف شفاف شیریں پانی کا چشمہ جاری کر دیا ہے اس کا پانی پی لو کھجور کے درخت کو ہلاؤ اس سے تر و تازہ کھجوریں گریں گی ان کو کھالو وہ درخت کھجوروں سے خالی تھا آپ کے ہلاتے ہی اس سے تازہ کھجوریں حاصل ہوئیں یہ آپ کی کرامت ہے۔

ادھر حضرت مریم کو نا پا کر لوگوں نے تلاش کرنا شروع کیا تلاش کے دوران ان کی ملاقات ایک چرواہے سے ہوئی اس سے پوچھا تم نے ایسی ایسی عورت کو کہیں دیکھا ہے اس نے کہا نہیں لیکن میں نے رات کو ایک عجیب بات دیکھی ہے میری تمام گائیں اس وادی کی طرف سجدے میں گر گئیں میں نے اس سے پہلے ایسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس طرف سے ایک نور نظر آ رہا ہے لوگ اس کی نشان دہی پر گئے دیکھا تو سامنے سے حضرت مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھائے چلی آ رہی ہیں لوگوں کو دیکھ کر آپ وہاں بیٹھ گئیں لوگوں نے طرح طرح کی باتیں بنانی شروع کیں آپ سے پوچھا یہ بچہ کہاں سے لائی ہو آپ نے فرمایا اسی سے پوچھ لو انہوں نے کہا بھلا شیر خوار بچہ کیا جواب دیگا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بول کر فرمایا۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا۔

فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں خدا نے مجھے کتاب و نبوت سے سرفراز فرمایا ہے۔

(ص 23/16 تفسیر ابن کثیر)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا و جبریل علیہ السلام

1۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب خدا نے فاطمہ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرنے کا حکم دیا تو جبریل علیہ السلام نے کہا خدا تعالیٰ نے ایک موتی کا باغ تیار کیا ہے جس کی اینٹ یاقوت کی

ہے اور گارا سونے کا ہے اس کی چھتیں زبرجد کی ہیں اور اس کی تمام طاقوں میں یاقوت جڑے ہوئے ہیں اس باغ میں ایک وسیع بالا خانہ بنایا گیا ہے جس کی ایک اینٹ چاندی کی اور ایک سونے کی ہے ایک یاقوت اور ایک زبرجد کی ہے اس باغ میں بہت سے چشمے ہیں جو اس کے چاروں طرف ابل رہے ہیں اس کے اردگرد نہریں ہیں نہروں پر موتی کے قبے بنے ہوئے ہیں جو سونے کی تاروں سے بنے ہوئے ہیں اس باغ کی زمین خالص زعفران کی ہے ہر قبہ کے سو دروازے ہیں دروازے پر دو حسین لڑکیاں ہیں اور دو درخت جھوم رہے ہیں قبوں کے چاروں طرف آیۃ الکرسی لکھی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ باغ کس کے لئے ہے عرض کی اسے خدا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے تیار کیا ہے۔

(ص 407/22 طبرانی کبیر)

2۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا شادی کے بعد اپنے خاوند کے گھر بھیجی گئیں تو رسول خدا ﷺ نے ان کو اپنے خچر شہبا پر سوار کیا اور حضرت سلمان فارسی کو حکم دیا کہ اس کی لگام پکڑیں اور خود حضور ﷺ اسے ہنکاتے ہوئے تشریف لے گئے ابھی یہ حضرات راستے ہی میں تھے کہ کسی کے آنے کی آہٹ سنائی دی دیکھا تو وہ جبریل امین علیہ السلام تھے جو ستر ہزار فرشتے لے کر حاضر ہوئے تھے نبی کریم ﷺ نے اس وقت آنے کی وجہ دریافت فرمائی عرض کی ہم اس وقت اس لئے آئے ہیں کہ حضرت فاطمہ کو ان کے خاوند کے گھر رخصت کرنے میں شریک ہوں اس کے بعد جبریل و میکائیل اور تمام فرشتوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی۔ (ص 377/2 خیر المونس)

3۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کیا گیا تو رسول خدا ﷺ آگے آگے تھے حضرت جبریل علیہ السلام دائیں طرف اور میکائیل علیہ السلام بائیں طرف اور پیچھے ستر ہزار فرشتے تھے یہ فرشتے صبح تک خدا تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے رہے۔ (ص 7/5 تاریخ بغداد)

4۔ ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام نے آ کر کہا اے محمد ﷺ خدا تعالیٰ سلام کے بعد فرماتا ہے آج فاطمہ رضی اللہ عنہا کے عقد کی تقریب جنت میں ان کی والدہ کے محل میں منعقد ہوئی نکاح خواں حضرت اسرافیل علیہ السلام تھے اور گواہ حضرت جبریل و حضرت میکائیل تھے اور ولی رب العزت اور دولہا حضرت علی رضی اللہ عنہ قرار پائے۔ (ص 374/2 خیر المونس)

5۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ وان منکم الا واردھا۔ کہ ہر انسان نے جہنم کے اوپر سے گزرنا ہے تو آپ کو اپنی امت کی فکر ہوئی اور امت کے غم میں رونے لگے آپ کی یہ حالت دیکھ کر صحابہ کرام بھی بوجہ غلبہ محبت رونے لگے لیکن کسی کو آپ کے رونے کا سبب معلوم نہ تھا چونکہ حضور ﷺ انتہائی غم میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر خوش ہو جاتے اور آپ کا سارا رنج و غم دور ہو جاتا اس لئے بعض نے یہ تجویز پیش کی کہ کسی طرح حضرت سیدہ کو بلایا جائے چنانچہ حضرت سلمان فارسی گئے اور تمام ماجرا عرض کیا کہ آپ حضور ﷺ کے پاس تشریف لے چلیں خاتون جنت نے اٹھ کر ایک کمبل اوڑھا جس میں بارہ سے زیادہ پیوند تھے اور چلیں حضرت سلمان فرماتے ہیں میرے دل میں ایک درد سا اٹھا اور میں روتے ہوئے دل میں یہ کہتا جا رہا تھا کہ کفار کی بیٹیاں تو زریں لباس پہنیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے لباس میں اتنے پیوند ہیں جب دربار رسالت میں پہنچے تو حضور ﷺ کو دیکھتے ہی سیدہ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور روتے ہوئے عرض کی ابا جان کس بات نے آپ کو اس قدر رلایا ہے۔ حضور ﷺ نے وہ آیت پڑھ کر سنائی جو نازل ہوئی تھی سیدہ سنتے ہی خوف خدا سے اور زیادہ رونے لگیں اور روتے ہوئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ فرماتے ہوئے کہا یا شیخ المہاجرین اللہ نے اپنے نبی پر یہ آیت وان منکم الا دروھا نازل فرمائی ہے کیا آپ امت کے بوڑھوں پر فدا ہوتے ہیں انہوں نے کہا ہاں پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ امت کے جوانوں پر فدا ہوتے ہیں فرمایا ہاں پھر آپ نے حسنین کریمین سے فرمایا کیا تم امت کے بچوں پر

فدا ہوتے انہوں نے کہا ہاں پھر آپ نے فرمایا میں امت کی عورتوں پر فدا ہوتی ہوں اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ فاطمہ سے کہہ دیں وہ غم نہ کرے میں تمہاری امت کے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو فاطمہ رضی اللہ عنہا پسند کرے گی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہو گئے اور آپ نے سجدہ شکر ادا فرمایا۔

(ص 379/2 خیر المونس)

6۔ شیخ محقق نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل اور خواص میں ہیں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے پیغام دیں آپ نے فرمایا مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرم آتی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیغام رد کر دیا تو میرا پیام کیوں قبول فرمائیں گے صحابہ نے فرمایا آپ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کے بہت مقرب ہیں اور آپ کے چچا کے صاحبزادے ہیں اور ابوطالب کے فرزند ہیں جاؤ اور شرم نہ کرو اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کا جواب دیا اور فرمایا اے ابوطالب کے فرزند کیا بات ہے کیسے آنا ہوا عرض کی میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیام اپنے لئے پیش کروں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مرحبا اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں اس وقت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی اور آپ اس میں مستغرق ہو گئے جب وہ کیفیت دور ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حال میں آئے تو فرمایا اے انس رب العزت کے ہاں سے میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دو تو اے انس جاؤ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ اور جماعت انصار کو بلا لاؤ جب یہ سب حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے خطبہ پڑھا پھر رب کی حمد وثناء بیان فرمائی اور نکاح کی ترغیب دی اس کے بعد حضرت فاطمہ ﷞ کا نکاح حضرت علی ﷜ کے ساتھ چار سو مثقال چاندی مہر پر کر دیا اور فرمایا اے علی ﷜ تم قبول کرتے ہو۔ حضرت علی ﷜ نے کہا میں نے قبول کیا اور میں راضی ہوا پھر حضور ﷺ نے ایک طباق کھجوروں کا لیا اور جماعت صحابہ پر بکھیر دیا۔

(مدارج النبوت 109/2)

7۔ ایک مرتبہ حضرت عثمان ﷜ نے حضور ﷺ کو ضیافت پر بلایا آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ حضرت عثمان ﷜ کے گھر تشریف لے گئے اس وقت حضرت عثمان ﷜ آپ ﷺ کے قدم گن رہے تھے۔ حضور ﷺ نے رکتے ہوئے فرمایا عثمان میرے قدموں کی گنتی کیوں کر رہے ہو حضرت عثمان ﷜ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو جائیں آپ کی تعظیم و توقیر کے لئے ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کروں گا حضرت عثمان ﷜ کے گھر دعوت کھانے کے بعد مہمان اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے حضرت علی ﷜ دعوت کے بعد گھر آئے تو بہت مغموم تھے حضرت خاتون جنت نے پوچھا کیا بات ہے آپ اندوہ ناک نظر آرہے ہیں حضرت علی ﷜ نے جواب دیا اے بنت رسول غم کیوں نہ کروں آج حضرت عثمان ﷜ نے صحابہ سمیت حضور ﷺ کی شاندار ضیافت کی ہے انہوں نے ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا ہے کاش ہمارے پاس بھی عثمان ﷜ کی طرح مال ہوتا تو ہم بھی حضور ﷺ کی دعوت کرتے اور وہی کچھ کرتے جو عثمان ﷜ نے کیا خاتون جنت نے کہا چھوڑیئے حزن و غم اور جایئے حضور ﷺ کو کھانے کی دعوت دے آیئے تاکہ آپ اور آپ کے اصحاب کی ویسی ہی ضیافت کی جائے جیسی عثمان ﷜ نے دعوت کی تھی۔ حضرت علی ﷜ نے فرمایا لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کھانا اور مال کہاں سے آئے گا۔ سیدہ فاطمہ ﷞ نے کہا سرتاج آپ خدا پر توکل رکھئے جایئے اور جلدی جایئے وہ محبوب کبریا ہیں ان کی برکت سے سب کچھ ہو جائے گا حضرت علی ﷜ یہ سن کر مسرور ہو گئے اور

حضور ﷺ کی بارگاہ میں جا کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ کی لخت جگر نے سلام کہا ہے اور وہ آپ کی اور آپ کے اصحاب کی ویسی ہی دعوت کرنا چاہتی ہیں جیسی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کی تھی آیئے اور حاضر تناول فرمایئے یہ سنتے ہی حضور ﷺ اٹھے صحابہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی جانب روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ تشریف لائے تو بیٹی نے دروازے پر ان کا استقبال کیا آپ ﷺ اپنے صحابہ سمیت گھر میں بیٹھ گئے خاتون جنت کا گھر مہمانوں سے بھر گیا سیدہ نے خلوت میں جا کر رب سے مناجات کی اے میرے پروردگار تو میرے حال سے آگاہ ہے میں نے تیرے محبوب کو اپنے گھر میں بلا رکھا ہے تا کہ ان کی ویسی ہی ضیافت کروں جیسی عثمان رضی اللہ عنہ نے کی تھی الٰہی تیری باندی میں اتنی استطاعت نہیں ہے میں تیرے فضل و کرم سے بھیک مانگتی ہوں کہ آج میری لاج رکھ لینا مولیٰ مجھے اپنے محبوب کے سامنے شرمندہ نہ کرنا تیری گناہگار کنیز ہوں اپنے محبوب کے صدقہ میں مجھ پر کرم کر دے۔

مناجات کے بعد سیدہ نے چولہے پر ہنڈیا رکھ دی اور خود رونے لگیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گریہ خدا کو پسند آیا اس نے اپنی قدرت سے ہنڈیا جنتی کھانوں سے بھر دی آپ ہنڈیا لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں آگئیں۔ حضور ﷺ نے صحابہ کے ساتھ کھانا تناول فرمایا تمام صحابہ شکم سیر ہو گئے لیکن ہنڈیا جوں کی توں رہی اس پر حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا جانتے ہو یہ کھانا کہاں سے آیا۔ جنت سے اللہ نے ہمارے لئے بھیجا ہے۔ صحابہ نے خدا کی نعمتوں پر اس کا شکریہ ادا کیا دعوت کے بعد سیدہ خلوت میں داخل ہو کر پھر رونے لگیں آپ نے رو رو کر خدا سے عرض کی اے معبود تو جانتا ہے کہ میرے پاس مال نہیں کہ غلام خرید کر آزاد کروں جیسے عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا تھا تیرے فضل سے امید کرتی ہوں تو اپنے محبوب کے ہر قدم کے بدلے امت محمدیہ کے گناہگاروں کو جہنم سے آزاد کر دے سیدہ مناجات سے فارغ ہوئیں تو جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر حضور ﷺ سے کہا آپ کی لخت جگر نے رب سے مناجات کی ہے اور

آپ کے ہر قدم کے بدلے ایک گناہگار کی جہنم سے آزادی کا سوال کیا ہے لیکن یا رسول اللہ ﷺ
آپ کے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار گناہگار مرد اور ایک ہزار عورتیں جن پر جہنم واجب ہو چکی
جہنم سے آزاد کئے جائیں گے اور یہ سب کچھ فاطمہ ؓ کی شان کرامت کی بدولت
ہے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کو حضرت جبریل علیہ السلام کا یہ پیغام سنایا وہ خدا کی تعریف کرنے لگے
اور خوش ہو کر اپنے گھروں کو واپس ہوئے۔ (ص 257 جامع المعجزات)

8۔ رسول خدا ﷺ نے حضرت فاطمہ ؓ سے فرمایا میں نے تیری شادی اس کے ساتھ
کی ہے جو دنیا میں سردار ہے اور آخرت میں نیک لوگوں میں سے ہے اے فاطمہ جب میں نے
تیرا نکاح علی ؓ سے کرنا چاہا تو خدا نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا وہ چوتھے آسمان میں کھڑے
ہوئے فرشتوں نے صف بندی کی پھر جبریل علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور تجھے علی ؓ کے نکاح میں
دے دیا پھر ایک جنتی درخت حکم خدا کی تعمیل کرتے ہوئے جنتی زیور سے مزین ہو گیا پھر میں نے
یہ زیورات فرشتوں پر نچھاور کئے پھر جس نے زیادہ زیورات لوٹے اس دنے ذوسروں پر فخر کیا
حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ ؓ فخر کیا کرتی تھیں کہ ان کا خطبہ نکاح سب سے پہلے
جبریل علیہ السلام نے پڑھا ہے۔ (ص 129/4 تاریخ بغداد) (ص 59/5 حلیۃ الاولیاء)

9۔ ایک مرتبہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام بیمار ہو گئے۔ حضور سید عالم ﷺ
صحابہ کرام بیمار پرسی کو تشریف لائے ایک صحابی نے حضرت علی ؓ سے کہا تمہارے فرزند بیمار
ہیں تم اللہ کے لئے کوئی نذر مان لو چنانچہ تین روزے حضرت علی ؓ اور تین روزے حضرت سیدہ
خاتون اور تین روزے ان کی کنیز فضہ نے اپنے اوپر مقرر کر لئے دونوں شہزادے اللہ کے فضل
سے صحتیاب ہو گئے تینوں نے روزے رکھے جس دن روزہ رکھا اس دن گھر میں کھانے کو کوئی
چیز نہ تھی۔ حضرت علی ؓ شمعون یہودی کے گھر گئے اور بارہ سیر جو ادھار لے آئے سیدہ نے اس
میں سے چار سیر جو چکی میں پیسے اور گھر کے پانچ افراد کے حساب سے روٹیاں تیار کیں اور

افطاری کے وقت لاکر سامنے رکھ دیں ابھی لقمہ لے کر منہ میں نہ ڈالا تھا کہ دروازے پر آ کر ایک فقیر نے سوال کیا کہ سلامتی ہو تم پر اے اہل بیت رسول اللہ ایک مسکین مسلمان تمہارے دروازے پر آیا ہے اور اس کے گھر میں پانچ افراد بھوکے ہیں ان کو کھلاؤ اللہ تمہیں جنت کے خوانوں پر کھلائے گا یہ سن کر ان حضرات نے وہ ساری روٹیاں اس مسکین سائل کے حوالے کر دیں اور خود پانی پی کر سو رہے دوسرے روز پھر روزہ رکھا اسی طرح چار سیر جو پیس کر شام کا کھانا تیار کیا افطاری کے وقت ایک یتیم آ گیا وہ روٹیاں اس کو دے دیں۔ اور پانی پی کر تیسرے روز کا بھی روزہ رکھ لیا۔ تیسرے روز ایک قیدی آیا اور ساری روٹیاں اس کے حوالے کر دیں چوتھے روز صبح کو جو اٹھے تو شدت بھوک اور ضعف سے حرکت کی طاقت نہ تھی۔ سرور کائنات حسنین کو دیکھنے آئے اس وقت سیدہ نماز پڑھ رہی تھی۔ حضور ﷺ نے ان سب کی حالت دیکھی تو بہت بے قرار ہوئے یہاں تک کہ آنکھیں اشکبار ہو گئیں آپ نے صبر کی تلقین کی اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کہا اے رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت تمہیں مبارک ہو تمہاری شان میں اللہ نے فرمایا ہے۔

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْماً كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيراً

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِيناً وَيَتِيماً وَأَسِيراً

یہ ہیں وہ لوگ جو اپنی نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی پھیل پڑے گی اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین، یتیم اور قیدی کو۔

(تفسیر کبیر ص 276/8) (تفسیر خازن ص 340/4) (تفسیر عزیزی) (تفسیر کشاف)

مفسرین نے لکھا ہے کہ ان تین دنوں میں مسکین، یتیم اور قیدی کی شکل میں آنے والا جبریل علیہ السلام تھا جو بغرض امتحان اہل بیت آتا رہا۔

10۔ روایت ہے کہ جب خاتون جنت مرض وفات میں مبتلا ہوئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اے فاطمہ جب تم رسول پاک ﷺ کے پاس پہنچو تو میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ علی آپ ﷺ کے دیدار کے لئے بے قرار ہے۔ خاتون جنت نے فرمایا میری وصیت بھی یاد رکھیے گا جب میرا وصال ہو جائے تو اپنے ہاتھوں سے کفن پہنا کر مجھے خود دفن کرنا کسی غریب اور یتیم کو دیکھ کر میری یتیمی اور غربت یاد کر لینا میری موت کے بعد آہ و فغاں نہ ہونے پائے۔ حسن اور حسنین کا خیال رکھنا آپ وصیت فرما رہی تھیں کہ ایک دم بولیں ابا جان تشریف لے آئے ہیں آسمان سے فرشتے آ رہے ہیں اور ملک الموت بھی آ چکے ہیں پھر سیدہ نے مزید کہا مجھے جب دفن کرنے لگو تو فلاں جگہ ایک حریر کا کپڑا رکھا ہے اس کو میرے کفن میں رکھ دینا لیکن اسے کھولکر پڑھنا نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا اے فاطمہ تجھے حرمت رسول کا واسطہ بتاؤ اس حریر میں کیا ہے۔ سیدہ نے فرمایا جب میرے نکاح کا مہر چار سو درہم مقرر ہوا تو میں نے کہا کہ نکاح پر تو میں راضی ہوں لیکن مہر پر نہیں میں چاہتی ہوں کہ میرا مہر امت کی مغفرت قرار دیا جائے۔ اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور حریر کا کپڑا لائے جس پر لکھا تھا اللہ نے امت عاصی کی بخشش فاطمہ کا مہر مقرر کر دیا ہے۔ (ص 249 جامع المعجزات)

حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا

محدث ابن جوزی نے لکھا ہے کہ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں پھر میرے سامنے ایک عظیم پرندہ نمودار ہوا اور ایک نرم و نازک جوان کی صورت اختیار کر لی اور وہ جبریل علیہ السلام تھے اور اس کے ہاتھ میں ایک پیالہ تھا جس میں ایک مشروب تھا جو دودھ سے زیادہ سفید تھا شہد سے زیادہ شیریں تھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا اس نے مجھے وہ پیالہ دیا اور کہا اسے پی لو میں نے اسے پی لیا پھر اس نے مجھ سے کہا سیر ہو کر پی لو میں نے خوب سیر ہو کر پیا پھر اس نے کہا اور پیو میں اور پیا پھر اس نے اپنا مبارک ہاتھ میرے شکم اطہر پر پھیرا اور عرض کی یا سید المرسلین یا خاتم النبیین جلوہ فرما ہو جایئے یا رحمۃ للعالمین قدم رنجہ فرمایئے یا نبی اللہ رونق افروز ہو جایئے یا

رسول اللہ ﷺ تشریف لایئے یا خیر الخلق جہاں کو منور فرمایئے یا نور من نور اللہ جلوہ فرما ہو جایئے بسم اللہ یا محمد بن عبداللہ تشریف لایئے پھر حضور اکرم چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوئے جہان میں رونق افروز ہوئے جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔ (میلاد النبوی ص 33) (ص 77 الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ)

حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ان کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمانے لگے اے فاطمہ بنت اسد آپ میرے لئے میری والدہ کے بعد والدہ کے قائم مقام تھیں (جب غسل دینے کے بعد کفن دینے کا موقعہ آیا) تو آپ نے اپنا قمیض اتار کر دیا کہ اسے پہنادو چنانچہ وہ قمیض حضرت فاطمہ کو پہنا دیا گیا اور آپ نے اپنی قمیض بطور کفن دے دی پھر آپ نے اسامہ ،ابوایوب انصاری، عمر بن خطاب اور غلام اسود کو بلا کر قبر کھودنے کا حکم دیا ان حضرات نے قبر کھودی جب لحد بنانے لگے تو نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے لحد تراشی اور اسکی مٹی باہر نکالی جب قبر تیار ہوگئی تو حضور ﷺ قبر میں اتر کر لیٹ گئے اور فرمایا اللہ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا اور خود زندہ ہے اس پر موت نہیں اے اللہ فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اس کو درست جواب سکھا دے اس کی قبر فراخ فرما دے میرے وسیلے سے اور مجھ سے قبل انبیاء کے وسیلے سے تو ارحم الراحمین ہے پھر نماز جنازہ پر چار تکبیریں کہی گئیں پھر لحد میں خود نبی کریم ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اتارا۔ (ص 1/152 طبرانی اوسط) (ص 9/256 مجمع الزوائد)

لیکن امام حاکم نے لکھا کہ آپ نے حضرت فاطمہ بنت اسد کو دفن کر کے اپنے مبارک ہاتھوں سے اوپر مٹی ڈالی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کو اس بی بی سے جو سلوک کرتے دیکھا ہے وہ کسی اور سے کبھی کرتے نہیں دیکھا۔ فرمایا اے عمر یہ

میری ماں کے بعد میری ماں تھی پھر فرمایا مجھے اپنے بچوں سے زیادہ محبت اور شفقت سے رکھتی تھی میں نے اس کو اپنا قمیض اس لئے دیا کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا اور جنتی حلہ عطا فرمائے گا اور اس کی قبر میں اس لئے لیٹا کہ قبر کی وحشت دور ہو جائے اور فرمایا۔

ان جبریل اخبرنی عن ربی انہا من اهل الجنة واخبرنی ان الله تعالیٰ امر سبعین الفا من الملائکة یصلون علیها۔ ((ص 108/3 المستدرک)

مجھے جبریل نے میرے رب کی طرف سے خبر دی کہ وہ جنتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتوں کو بھیجا ہے جنہوں نے ان پر نماز جنازہ پڑھی ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر پہنچی تو انہوں نے افسوس کرتے ہوئے اپنے سر میں خاک ڈالی پھر دوسرے دن حضرت جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کر لیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رحمت کرتے ہوئے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو آپ طلاق نہ دیں یہ بہت روزے رکھنے والی ہیں اور رات کو بہت قیام کرنے والی ہیں اور یہ جنت میں آپ کی بیوی ہیں۔

اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس کے دو ماموں قدامہ اور عثمان جو مظعون کے بیٹے تھے آئے اور اس وقت حفصہ رو رہی تھیں اور کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے طلاق اس لئے نہیں

دی کہ مجھ سے تنگ آ چکے تھے اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے آپ نے فرمایا مجھے جبریل امین علیہ السلام نے کہا ہے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے آپ رجوع فرمالیں یہ بہت روزے رکھنے والی اور رات کو بہت قیام کرنیوالی ہیں اور جنت میں آپ کی بیوی ہیں۔ (ص 50/2 حلیۃ الاولیاء)

حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

حضرت زینب بن جحش فرماتی ہیں قریش کے کئی لوگوں نے پیغام نکاح بھیجا میں نے اپنی بہن حمنہ کو رسول خدا ﷺ کی خدمت میں مشورہ کے لئے بھیجا آپ نے فرمایا اس کا نکاح زید بن حارثہ سے ہوگا۔ حضرت حمنہ یہ سن کر بہت ناراض ہوئیں اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا آپ پھوپھی کی لڑکی کا نکاح ایک غلام سے کریں گے۔ حضرت زینب فرماتی ہیں حمنہ نے مجھے آکر اطلاع دی میں حمنہ سے بھی زیادہ ناراض ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت زینب اور آپ کے بھائی نے اس رشتہ کو نامنظور کیا خدا تعالیٰ نے قرآن نازل کیا۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا ۔۔۔۔ الخ

اس پر حضرت زینب بنت جحش نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ یارسول اللہ ﷺ میں اللہ سے استغفار کرتی ہیں اور اللہ اور رسول کی اطاعت میں سر تسلیم خم کرتی ہوں آپ جو چاہیں کریں پس رسول پاک ﷺ نے میرا نکاح حضرت زید بن حارثہ سے کر دیا لیکن ان کے ساتھ میری نہ بنی اور آئے دن کی ناچاقی سے تنگ آکر حضرت زید بن حارثہ نے حضرت زینب کو طلاق دے دی۔ حضور ﷺ کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی جب عدت طلاق پوری ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ سے فرمایا کہ جاؤ زینب کو میری طرف سے پیغام نکاح دو۔ حضرت زید فرماتے ہیں میرے لئے یہ ایک عظیم بات تھی لیکن چونکہ نبی پاک ﷺ کا فرمان تھا میں پیغام دینے حضرت زینب کے پاس گیا اور میں نے ان کے گھر کی طرف پیٹھ کر کے کہا کہ اے زینب مجھے رسول اللہ ﷺ نے

اپنے لئے پیغام دینے کو بھیجا ہے اس نے جواب دیا فی الحال میں جواب نہیں دیتی میں اپنے خدا سے استخارہ کرلوں پھر کچھ جواب دوں گی آپ اپنے گھر کی مسجد میں استخارہ کے لئے کھڑی ہوئی ادھر خدا تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی خدا فرماتا ہے۔

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا۔

پس جب زید زینب سے اپنی حاجت پوری کر چکے اور ان کو طلاق دے دی تو اے نبی ہم نے زینب کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا۔

اس آیت کے نزول پر رسول خدا ﷺ بغیر اجازت حضرت زینب کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضرت زینب فرماتی ہیں میں نے کہا آسمان سے حکم ہوا ہے تو آپ تشریف لائے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بغیر منگنی اور گواہوں کے فرمایا نکاح کرنے والا خود خدا تعالیٰ ہے اور گواہ حضرت جبریل علیہ السلام ہیں اس کے بعد حضرت زینب یہ فخر کیا کرتی تھیں کہ میرا نکاح نبی کریم ﷺ کے ساتھ آسمان میں ہوا ہے۔ (ص 51/2 حلیۃ الاولیاء)

حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

زمانہ جاہلیت میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک عید میں مکہ کی عورتیں جمع ہوئیں ان میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں کیا دیکھا کہ یکا یک ایک آدمی نمودار ہوا اور بلند آواز سے یہ ندا دی۔

اے عورتو! تمہارے شہر میں عنقریب ایک نبی ظاہر ہوگا جس کا نام احمد ہوگا جو عورت تم میں اس کی بیوی بن سکے تو وہ ضرور ایسا کر گزرے سب عورتوں نے اس ندا دینے والے کو سنگریزے مارے مگر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کوئی سنگریزہ نہ مارا بلکہ سن کر خاموش ہو گئیں۔

(ص 220/3 زرقانی) (ص 282/4 کتاب الاصابہ)

رسول خدا ﷺ کا آسمانوں میں نام احمد ہے اور ندا دینے والے نے آپ کے آسمانی نام سے بشارت دی لہذا معلوم ہوا کہ وہ بھی کوئی آسمانی مخلوق یعنی فرشتہ تھا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے

ادب کیا کہ اس فرشتے کو سنگریزہ نہ مارا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ ہی وہ خوش قسمت عورت ثابت ہوئیں جس نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکاح کیا اور عورتوں میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لائیں۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ رسول خدا ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے وہ آپ کو دیکھتے ہی آپ سے لپٹ گئیں اور آپ کو سینہ سے لگا لیا اور کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں اس فعل سے میری کوئی غرض نہیں۔ مگر مجھ کو یہ امید ہے کہ شاید آپ ہی وہ نبی ہوں جو عنقریب مبعوث ہونے والے ہیں پس اگر آپ ہی وہ نبی ہوئے تو بعثت کے بعد میرے حق کو یاد رکھنا اور جو خدا آپ کو نبوت سے سرفراز فرمائے اس سے میرے لئے دعا کرنا آپ نے جواب دیا اگر وہ نبی میں ہی ہوا تو جان لے کہ تو نے میرے ساتھ وہ احسان کیا جس کو میں کبھی نہیں بھول سکتا اور اگر میرے سوا کوئی اور ہوا تو سمجھ لے کہ جس خدا کیلئے تو یہ عمل کر رہی ہے وہ کبھی تیرے عمل کو ضائع نہ کرے گا۔ (ص 7/100 فتح الباری)

جب پہلی مرتبہ نبی کریم ﷺ کی ملاقات حضرت جبریل امین علیہ السلام سے ہوئی اور آپ نے آکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اے میرے چچا کے بیٹے اب اگر وہ آئیں تو مجھے بتانا آپ نے فرمایا ٹھیک ہے بتادوں گا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دن جبریل علیہ السلام آئے اور میں حضور ﷺ کے پاس تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے فرمایا آپ ﷺ اٹھ کر میری دائیں ران پر بیٹھ جائیں آپ بیٹھ گئے پھر پوچھا اب نظر آرہے ہیں فرمایا ہاں پھر کہا میری بائیں ران پر بیٹھ جائیں آپ بیٹھ گئے پوچھا اب بھی نظر آرہے ہیں فرمایا ہاں پھر کہا اب آپ میری گود میں آجائیں آپ وہاں بیٹھ گئے پوچھا اب بھی نظر آرہے ہیں فرمایا ہاں اب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے سر سے دوپٹہ اتار کر سر کو ننگا کر لیا اور پوچھا اب بھی نظر آرہے ہیں فرمایا نہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا خدا کی قسم یہ عزت والا فرشتہ ہے۔ شیطان نہیں ہے یعنی اگر شیطان ہوتا تو حیا نہ کرتا۔ (ص 7/223 طبرانی اوسط)

بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جبریل امین علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا لیکر آرہی ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو ان کو خدا کی طرف سے اور میری طرف سلام کہہ دیجئے اور ان کو جنت کے ایک محل کی بشارت دیجئے جو ایک موتی کا بنا ہوا ہے اس محل میں نہ کوئی شور ہوگا اور نہ کسی قسم کی مشقت اور تکلیف ہوگی اور نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سن کر یہ جواب دیا۔

تحقیق اللہ تعالیٰ خود ہی سلام ہے یعنی اللہ پر کیا سلام بھیجا جائے البتہ اے جبریل علیہ السلام آپ پر سلام ہو اور یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں۔ (ص 281/3 مشکوٰۃ) (نسائی) (ص 9/ 23 طبرانی کبیر) (ص 15/23 طبرانی کبیر)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا انتہائی سعادت مند عورت ہیں جن کو سب سے پہلے اللہ کے محبوب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے غلام میسرہ کے ساتھ اپنا مال تجارت دے کر ملک شام بھیجا تو آپ نفع کثیر کے ساتھ واپس ہوئے جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو دوپہر کا وقت تھا اور فرشتوں نے آپ پر سایہ کیا ہوا تھا اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے بالا خانہ میں موجود تھیں اور آپ کے ساتھ دیگر عورتیں بھی موجود تھیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ منظر خود بھی دیکھا اور اپنے پاس موجود عورتوں کو بھی یہ حسین وجمیل منظر دکھایا تمام عورتیں تعجب کرنے لگیں میسرہ نے سفر کی کیفیت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں آپ کی عظمت گھر کر گئی اور آپ نے ایک عورت کے ذریعے آپ سے نکاح کا پیغام بھیجا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا اور اس طرح آپ دنیا اور آخرت کی سعادت مند عورت بن گئیں اور تمام جہاں کے مومنوں کی پہلی ماں بن گئیں اور خدا اور جبریل علیہ السلام نے آپ کو سلام کیا۔

حضرت جبریل علیہ السلام وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی خصوصیات یوں بیان فرمائی ہیں۔

1۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح میرے سوا کسی باکرہ سے نہیں ہوا۔

2۔ نکاح سے پہلے جبریل علیہ السلام میری تصویر لے کر نازل ہوئے اور آپ کو دکھا کر کیا کہ یہ آپ کی بیوی ہے اللہ کا حکم ہے کہ آپ ان سے نکاح کر لیں۔

3۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے تھے۔

4۔ جو شخص سب سے زیادہ آپ کے نزدیک محبوب تھا یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں اس کی بیٹی ہوں۔

5۔ آسمان سے میری برأت کی متعدد آیات نازل ہوئیں اور میں طیبہ اور پاکیزہ پیدا کی گئی ہوں۔ اور طیب اور پاکیزہ کے پاس ہوں اور اللہ نے مجھ سے مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ کیا ہے۔

6۔ میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا ہے میرے سوا کسی زوجہ نے جبریل علیہ السلام کو نہیں دیکھا۔

7۔ جبریل علیہ السلام آپ پر وحی لے کر آتے تھے اور میں آپ کے پاس ایک لحاف میں ہوتی تھی میرے سوا کہیں اور اس طرح وحی نازل نہیں ہوئی۔

8۔ میری باری کے دو دن اور دو راتیں تھیں اور باقی ازواج کی باری ایک دن اور ایک رات تھی ایک دن اور ایک رات تو خود حضرت عائشہ کا تھا اور ایک دن اور ایک رات حضرت سودہ نے سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے حضرت عائشہ کو ہبہ کر دیا تھا۔

9۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ کا سر اقدس میری گود میں تھا۔

10۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد میرے حجرے میں مدفون ہوئے۔

(ص 241/9 مجمع الزوائد)

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کسی عورت سے

اس وقت تک نکاح نہیں کیا جب تک حضرت جبریل علیہ السلام اللہ کی طرف سے وحی لے کر نہ آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی بھی یہ صورت ہوئی جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور یہ کہا کہ اللہ نے آپ کا نکاح ابوبکر کی بیٹی سے کر دیا ہے اور جبریل علیہ السلام کے ساتھ حضرت عائشہ کی تصویر بھی تھی جو مجھے دکھلائی اور کہا کہ یہ آپکی بیوی ہے۔ (233/3 زرقانی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آپ نے گھوڑے پر ہاتھ رکھا ہے اور ایک آدمی سے کلام کر رہے ہیں میں نے عرض کی میں نے دیکھا کہ آپ نے دحیہ کلبی کے گھوڑے پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور آپ اس سے کلام فرما رہے ہیں آپ نے فرمایا تم نے دیکھا ہے میں نے عرض کی ہاں آپ نے فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے اور انہوں نے تجھے سلام کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وعلیہ السلام ورحمتہ وبرکاتہ اور فرمایا وہ اچھے ساتھی اور اچھے مہمان ہیں۔

(ص 146/6 مسند امام احمد) (ص 3623 طبرانی کبیر)

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا اے عائشہ یہ جبریل علیہ السلام ہیں تجھے سلام کہتے ہیں میں نے عرض کی آپ پر اور اس سلام پر ہو اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ وہ کچھ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھتے۔

(ص 117/6 مسند امام احمد) (ص 35/23 طبرانی کبیر) (ص 191/2 دارمی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ایک آدمی خچر پر سوار ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عمامہ باندھ رکھا تھا اور شملہ دونوں کندھوں کے درمیان تھا میں نے آپ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا کیا تو نے اسے دیکھا ہے پھر فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے۔ (ص 66/7 دلائل النبوت)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احزاب سے فارغ ہوئے تو آپ غسل کیلئے غسل خانے میں تشریف لے گئے۔ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں اور ہم نے ابھی ہتھیار نہیں اتارے آپ بنو قریظہ کی طرف نکلیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے جبریل علیہ السلام کو دروازے کے روزن سے دیکھا انہوں نے گرد و غبار سے بچنے کے لئے اپنے سر پر کپڑا باندھا ہوا ہے۔ (ص 131/6 مسند امام احمد) (ص 38/23 طبرانی کبیر) (ص 66/7 دلائل النبوت)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے جبریل علیہ السلام کو اپنے حجرے میں کھڑے دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے سرگوشی کر رہے ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون مرد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کس مرد کے مشابہ ہے میں نے کہا دحیہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا ہے پھر تھوڑی مدت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ حضرت جبریل علیہ السلام تم کو سلام کہتے ہیں میں نے کہا ان پر بھی سلام ہو اچھے مہمان ہیں اللہ ان کو جزائے خیر دے۔ (ص 237/2 خصائص کبریٰ)

باب ہفتم

باب الولایت

اس باب میں حضرت جبریل علیہ السلام اور
اولیاء کرام کا ذکر کیا جائیگا

حضرت جبریل علیہ السلام واولیاء کرام

1۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندگان خاص میں سے تین سو بندے زمین میں ایسے ہیں جن کے دل، حضرت آدم علیہ السلام کے دل کے مطابق ہیں اور چالیس ایسے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل کے مطابق ہیں سات مقبولان بارگاہ ایسے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کے مطابق ہیں پانچ محبوب ایسے ہیں جن کے دل حضرت جبریل علیہ السلام کے قلب کے مطابق ہیں تین کے قلوب مقدسہ حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل کے مطابق ہیں اور ایک مقدس ہستی ایسی ہیں جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل کے مطابق ہے جب ایک کا وصال ہوجائے تو اللہ تعالیٰ تین میں سے ایک کو اس کی جگہ مقرر فرماتا ہے اور تین میں سے کسی کا وصال ہو تو پانچ میں سے ایک کو اس کی جگہ مقرر کیا جاتا ہے اور اگر پانچ میں سے کسی کا انتقال ہوجائے تو سات میں سے کسی کو اس کی جگہ متعین کیا جاتا ہے اور جب سات میں سے کسی کا انتقال ہوجائے تو چالیس میں سے کسی کو اس کی جگہ مقرر کردیا جاتا ہے اور اگر چالیس میں کوئی پیغام اجل پر لبیک کہتا ہے تو تین سو میں سے ایک کو اس کی جگہ متعین کیا جاتا ہے اور تین سو میں سے اگر کوئی فوت ہوجائے تو عام صالحین میں سے کسی کو ترقی دے کر اس مقام پر فائز کیا جاتا ہے انہیں کے وسیلے سے موت وحیات کا نظام قائم ہے بارش برستی ہے اور سبزہ پیدا ہوتا ہے اور امت سے بلائیں دور ہوتی ہے۔

(ص 12/194 کنز العمال)(ص318 شواہد الحق)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

ا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے مثل ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب کی مثل کسی کا دل نہیں۔

ب۔ اولیاء کرام مشکل کشا ہیں کہ ان کی برکت سے بلائیں دور ہوتی ہیں۔

ج۔ ان 356 اولیاء کرام کی برکت سے کھیتیاں سرسبز وشاداب ہوتی ہیں جانداروں کو رزق

ملتا ہے تمام بنی نوح انسان کی زندگی کے اسباب معرض وجود میں آتے ہیں معلوم ہوا عیسائیوں یہودیوں، سکھوں، ہندوؤں دھریوں مشرکوں اور عام مسلمانوں کو جو رزق ملتا ہے تو ان اولیاء کی برکت سے ملتا ہے۔

د۔ بارش بھی ان مقدس ہستیوں کے وسیلے سے برستی ہے جس سے مردہ زمین زندہ ہوجاتی ہے سبزہ پیدا ہوتا ہے پھلدار درخت بارآور ہوجاتے دریاؤں میں پانی آجاتا ہے۔ نہروں اور ندی نالوں کے ذریعے خشک کھیتیاں سیراب ہوتی ہیں اور جانداروں کی زندگی میں رونق آجاتی ہے اندازہ کیجئے کہ جس نبی کی امت کے ولیوں کی یہ برکات ہیں اس نبی کی اپنی برکات کیا ہوں گی۔

2۔ حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ میں ایک دن بصرہ کی جامع مسجد میں پہنچا کچھ لوگ دینی مسائل کا تذکرہ کررہے تھے جی میں آیا کہ میں بھی اس علمی مجلس میں بیٹھ جاؤں اور دینی مسائل سنوں شاید کوئی علم کی نئی بات معلوم ہوجائے اور اس پر عمل نصیب ہوجائے لیکن نہ بیٹھ سکا رات کو خواب میں دیکھا کوئی شخص آیا اور فرمایا اے محمد بن سیرین اگر تم اس حلقہ میں بیٹھ جاتے جہاں دینی مسائل کا ذکر ہورہا تھا تو بہت اچھا ہوتا کیونکہ اس مجلس علمی میں حضرت جبریل علیہ السلام بھی موجود تھے۔ (ص 199 تنبیہ الغافلین)

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو علماء ربانی کی مجلس میں بیٹھ کر علمی گفتگو سنتے ہیں اور علمی باتیں سن کر ان پر عمل کرتے ہیں امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی ان دونوں بزرگوں کا قول ہے کہ اگر عالم دین ولی نہیں تو دنیا میں کوئی بھی ولی نہیں معلوم ہوا کہ صحیح العقیدہ سنی علماء اللہ کے ولی ہیں ان کی تعریف قرآن میں بھی آئی ہے اور حدیث میں بھی اگر تفصیل درکار ہو تو ہماری کتاب "کنز العلوم" کا مطالعہ فرمائیں یہی وہ مقدس لوگ ہیں جن کی مجلس ذکر کے فرشتے متلاشی رہتے ہیں عامۃ الناس مسلمانوں کو چاہیے کہ علماء کے قریب آئیں ان سے روزمرہ کی زندگی سے مسائل سیکھیں اور اپنی اصلاح فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے یا عالم بن جا یا طالب علم بن جا یا

علماء کا وعظ سننے والا بن جا اور یا علماء سے محبت کرنے والا بن جا کوئی پانچویں چیز نہ بننا ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا ایک اور جگہ سرور کائنات نے ارشاد فرمایا زمین پر افضل الاعمال تین ہیں علم کی تلاش کرنا خدا کی راہ میں جہاد کرنا اور رزق حلال کمانا اور فرمایا طالب علم اللہ کا دوست ہے اور غازی اللہ کا ولی ہے اور رزق حلال کمانے والا اللہ کی بارگاہ کا صدیق ہے۔

(ص 199 تنبیہ الغافلین)

3۔ حضرت حافظ ابونعیم بیان کرتے ہیں کہ میں حسن بن صالح کے پاس ان کے بھائی کی وفات کے بعد گیا وہ کچھ لیکر کھا رہے تھے اور ہنس رہے تھے میں نے ان سے کہا آج صبح تم نے اپنے بھائی علی کو دفن کیا ہے اور اب شام کو تم ہنس رہے ہو انہوں نے کہا میرے بھائی پر کوئی زحمت نہیں میں نے پوچھا وہ کیسے انہوں نے کہا میں اپنے بھائی کے پاس گیا اور ان سے کہا تم کیسے ہو انہوں نے کہا میں ان افراد کے ساتھ ہوں جن پر اللہ کا انعام ہے اور وہ انبیاء اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہیں اور یہ اچھے رفیق ہیں میں نے خیال کیا کہ وہ آیت مبارکہ کہ تلاوت کر رہے ہیں میں نے ان سے کہا تم آیت تلاوت کر رہے ہو یا تم کچھ دیکھ رہے ہو انہوں نے کہا کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہے جن کو میں دیکھ رہا ہوں میں نے کہا میں نہیں دیکھ رہا انہوں نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور کہا یہ اللہ کے نبی ہیں اور آپ ہنس رہے ہیں اور مجھ کو جنت کی مبارکباد دے رہے ہیں اور یہ فرشتے ہیں جو آپ کے ساتھ ہیں اور ان کے ہاتھوں میں سندس اور استبرق کے جوڑے ہیں اور یہ حور عین ہیں جو بناؤ سنگار کئے ہوئے ہیں اور میرا انتظار کر رہی ہیں کہ میں کب ان کے پاس جاؤں گا یہ کہہ کر وہ رحلت کر گئے اللہ کی ان پر رحمت ہو اب جبکہ میرا بھائی نعمتوں میں ہے تو پھر میں غمگین کیوں ہوں۔

ابونعیم نے کہا میں چند روز کے بعد حسن بن صالح کے پاس گیا انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا میں نے کل اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا وہ سبز کپڑے پہنے ہوئے ہے میں نے ان سے کہا تم

مرے نہیں انہوں نے کہا میں مرا ہوا ہوں میں نے کہا پھر یہ لباس کیسا ہے اس نے کہا یہ سندس واستبرق ہے اور اسی طرح کا لباس تمہارے لئے بھی میرے پاس موجود ہے میں نے ان سے کہا اللہ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا انہوں نے کہا اللہ نے مجھے بخش دیا اور میرا اور امام ابوحنیفہ کا مقابلہ فرشتوں سے کہا میں نے کہا کیا ابوحنیفہ نعمان بن ثابت انہوں نے کہا ہاں میں نے پوچھا ان کی منزل کہاں ہیں انہوں نے کہا ہم اعلیٰ علیین کے جوار میں ہیں۔

(ص 338 عقود الجمان)(ص 309 سوانح بے بہائے)

حضرت حسن بن صالح فرماتے ہیں کہ جس رات میرے بھائی علی نے وفات پائی انہوں نے مجھ سے پانی مانگا اور میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں ان کے لئے پانی لایا اور کہا لو یہ پانی پی لو اس نے کہا میں نے ابھی پیا ہے میں نے اس سے کہا آپکو پانی کس نے پلایا ہے اس کمرے میں میرے اور آپ کے سوا تیسرا کوئی نہیں ہے، انہوں نے کہا ابھی میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے پانی پلایا ہے اور انہوں نے مجھے کہا کہ تو اور تیرا بھائی اور تیری ماں ان لوگوں میں سے ہو جن پر اللہ کا انعام کیا اور وہ نبی صدیق شہید اور صالحین ہیں اور پھر ان کی وفات ہو گئی۔ (ص 33 شرح الصدور)

4۔ حضرت امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم خچر پر سوار ہو کر اتفاق سے نیشاپور پہنچے آپ کے چہرہ مبارک پر نقاب تھا جس وقت نیشاپور کے بازار میں آپکی سواری پہنچی تو امام ابوزرعہ رازی اور محمد اسلم طوسی آپ سے آ کر ملے ان دونوں محدثوں کے ساتھ کئی ہزار طلبائے حدیث اور سامعین بھی آئے ان حضرات نے جب امام علی رضا کی سواری کو آتے دیکھا تو دوڑ کر آپ کی رکابیں پکڑ لیں اور عرض کی اے سید ابن السادات ہمیں اپنا جمال مبارک بھی دکھا دیجئے اور کوئی ایسی حدیث سنا دیجئے جس کے تمام راوی آپ کے خاندان کے احباب ہوں آپ نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھایا اور اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا۔

حدثنی ابی موسیٰ الکاظم عن ابیہ جعفر الصادق عن ابیہ محمد الباقر عن ابیہ زین العابدین عن ابیہ الحسین عن ابیہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنھم قال حدثنی حبیبی وقرۃ عینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حدثنی جبریل قال سمعت رب العزۃ یقول لا الہ الا اللہ حصنی فمن قالہا دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی۔ (ص 205 صواعق محرقہ)

یہ حدیث مجھ سے میرے والد امام موسیٰ کاظم نے روایت کی ان سے ان کے والد امام جعفر صادق نے روایت کی ان سے ان کے والد امام محمد باقر نے روایت کی ان سے ان کے والد امام زین العابدین نے روایت کی ان سے ان کے والد امام حسین نے روایت کی اور ان کے والد حضرت علی نے روایت کی اور وہ فرماتے ہیں مجھ سے میرے حبیب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور آپ سے جبریل علیہ السلام نے یہ حدیث بیان کی اور حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا میں نے رب العزت سے سنا خدا نے فرمایا۔ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا وہ میرے قلعہ میں داخل ہو گیا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو گیا۔

یہ حدیث بیان فرما کر امام علی رضا نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال لیا جس وقت آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی تو بیس ہزار لوگوں نے اس حدیث کو لکھا اور اس حدیث کو سننے والے تو بے شمار تھے۔

علامہ ابن حجر مکی نے لکھا ہے اگر اس حدیث کے اسناد مجنون پر پڑھی جائیں تو ان ائمہ اہلبیت کی برکت سے مجنون شفایاب ہو جائیگا۔

اور اس حدیث کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ امام قشیری نے لکھا کہ یہ حدیث مع اسناد کے جب حاکم سامانہ کو جو فارس میں ایک شہر ہے پہنچی تو اس نے اس حدیث کو سونے کے پانی سے

لکھوا کر بڑی تعظیم سے اپنے پاس رکھا مرنے کے بعد کسی نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہو کیا گزری اس نے بیان کیا میرے رب نے مجھے بخش دیا ہے صرف لا الہ الا اللہ پر ایمان لانے اور اس حدیث کی تعظیم کرنے کی وجہ سے۔ (ص 195 احسن)

5۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے اے جبریل علیہ السلام میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر پھر جبریل علیہ السلام تمام آسمان میں ندا کرتا ہے کہ فلاں بندے سے خدا محبت فرماتا ہے اے آسمان والو تم بھی اس بندے سے محبت کرو زمین والے بھی اس بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں خدا فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا

(ص 8/2 کنز العمال) (ص 263/5 مسند امام احمد)

6۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ستر ہزار فرشتے اللہ تعالیٰ ایسے پیدا فرمائے گا جن کی شکل وصورت حضرت اویس قرنی جیسی ہوگی اور حضرت اویس قرنی کو ان کے درمیان جنت میں داخل فرمائے گا تا کہ ان کو مخلوق نہ دیکھے سوائے اس شخص کے جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ ان کی زیارت کرے کیونکہ آپ نے دنیا میں محض اس لئے چھپ کر خدا کی عبادت کی کہ دنیا کا کوئی آدمی آپ کو نیک نہ سمجھے اس لئے قیامت کے دن بھی اللہ ان کو پوشیدہ رکھے گا۔

(ص 18 تذکرۃ الاولیاء)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحن کعبہ میں موجود تھے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام ایسی صورت میں نازل ہوئے کہ اس سے پہلے کبھی اس صورت میں نازل نہ ہوئے تھے انہوں نے آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا۔ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض کی یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ آپ کی امت میں ایسا آدمی

ظاہر فرمائے گا جس کو مرتبہ شفاعت پر فائز کیا جائے گا۔ اور اس کی شفاعت قابل قبول ہوگی اس کی شفاعت سے قبیلہ مضر اور ربیعہ کی بھیڑوں کے بالوں کی تعداد کے برابر لوگ داخل جنت ہوں گے اگر آپکی ملاقات اس سے ہو تو اپنی امت کیلئے شفاعت کرائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے دوست جبریل علیہ السلام اس کا نام اور صفت بیان کر دعرض کی اس کا نام اویس ہے وہ یمن کے قبیلے مراد سے تعلق رکھتا ہے۔ (ص 171/3 ابن عساکر)

7۔ا حضرت سلمہ بن شبیب فرماتے ہیں کہ ہم خلیفہ معتصم کے زمانے میں حضرت امام احمد بن حنبل کی خدمت میں حاضر تھے ایک بوڑھا آدمی آیا اس نے آکر سلام کیا اور بیٹھ گیا پھر پوچھا تم میں سے احمد کون ہے ہم سب خاموش رہے امام احمد نے کہا میں یہاں ہوں تجھے کیا کام ہے: اس نے کہا میں نے خشکی اور سمندر کا بارہ سو میل کا فاصلہ طے کیا اور آپ کے پاس آیا ہوں میں جمعرات سویا ہوا تھا خواب میں ایک آدمی نے آکر کہا کیا تو امام احمد بن حنبل کو جانتا ہے میں نے کہا میں نہیں جانتا اس نے کہا بغداد جا اور ان کے بارے میں لوگوں سے دریافت کر جب تیری ان سے ملاقات ہو جائے تو ان سے کہنا تجھے حضرت خضر علیہ السلام سلام کہتے ہیں اور کہنا۔

ان الله عنك راض وملائكة سمواته عنك راضوان وملائكة ارضه عنك راضنون۔

بے شک اللہ تجھ سے راضی ہے اور آسمان وزمین کے فرشتے تجھ سے راضی ہیں۔

(ص 421/4 تاریخ بغداد) (ص 45/2 ابن عساکر) (118/5 حلیۃ الاولیاء)

احمد بن محمد سے روایت ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو خواب میں دیکھا اور عرض کی آپ کے ساتھ خدا نے کیا سلوک کیا فرمایا خدا نے مجھے بخش دیا اور فرمایا اے احمد میرے راستے میں تجھے مارا گیا ہے اب میں نے اپنا چہرہ مباح کر دیا جب چاہے میرے چہرے کا دیدار کر لیا کر۔ (ص 421/4 تاریخ بغداد)

حضرت بندار فرماتے ہیں میں نے عبدالرحمن بن مہدی سے کہا مجھ سے سفیان ثوری کا وصف بیان کرو انہوں نے بیان کیا میں نے اس وصف کے مطابق سفیان ثوری کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا انہوں نے کہا خدا نے مجھے بخش دیا اور میں نے ان کی آستین میں کوئی چیز دیکھی میں نے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے کہا جب امام احمد حنبل کی روح قبض ہو کر ہمارے پاس آئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل امین علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان پر موتی جواہر اور زبرجد نچھاور کئے جائیں ان میں سے اپنا حصہ میں نے اپنی آستین میں چھپا لیا ہے۔ (ص 49/2 ابن عساکر)

7۔ب حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرمایا میں ایک روز ایک جماعت کے ساتھ تھا وہ سب برہنہ ہو کر پانی میں داخل ہوئے مگر میں نے حدیث پر عمل کیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھے اسے چاہیے کہ حمام میں ننگا ہو کر نہ جائے تہبند باندھ کر نہائے چنانچہ میں ننگا نہ ہوا اسی رات میں نے خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے اے احمد تمہیں بشارت ہو کہ خدا تعالیٰ نے اس سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے تمہیں بخش دیا اور تمہیں امام بنایا کہ ایک جماعت تمہاری پیروی کرے گی میں نے پوچھا آپ کون ہیں اس نے کہا میں جبریل علیہ السلام ہوں۔ (ص 365/1 مدارج) (ص 13/2 الشفاء الجعریف حقوق المصطفیٰ)

7۔ج۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام نے بیان کیا جب خدا کا ولی جنت میں داخل ہوگا تو ایک حور مصافحہ اور معانقہ سے استقبال کرے گی اگر حور کی ایک انگلی ظاہر ہو جائے تو اسکی روشنی شمس و قمر پر غالب آ جائے اور اگر اس کے بالوں کا کچھ حصہ ظاہر ہو جائے تو مشرق سے مغرب تک ساری دنیا خوشبو سے لبریز ہو جائے وہ ولی اپنی زوجہ کے ساتھ تکیہ پر سہارا لئے بیٹھا ہوگا کہ اس کے اوپر سے نور کی جھلک ظاہر ہوگی وہ سمجھے گا شاید اللہ اپنی مخلوق پر تجلی فرما رہا ہے اچانک ایک حور کی آواز آئیگی یا ولی اللہ کیا تجھ میں ہمارا حصہ نہیں وہ کہے گا تو کون ہے حور کہے گی

میں ان میں سے ہوں جن کے بارے میں خدا نے فرمایا۔ وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ہمارے پاس مزید ہے وہ ولی اس کی طرف راغب ہوگا یہ حور پہلی حور سے زیادہ حسین وجمیل ہوگی یہ اس حور کے ساتھ تکیہ پر سہارا لئے بیٹھا ہوگا کہ اوپر سے پھر ایک نور کی جھلک ظاہر ہوگی پھر ایک اور حور آواز دیگی کیا تجھ میں ہمارا حصہ نہیں وہ ولی کہے گا تو کون ہے وہ کہے گی میں ان میں سے ہوں جن کے بارے میں خدا نے فرمایا۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ۔

کوئی آدمی نہیں جانتا جو ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا رکھی ہے بدلہ ان کے اعمال کا۔ اسی طرح ایک زوجہ سے دوسری زوجہ کی طرف جانا رہے گا۔

(طبرانی اوسط ص 405/9)

8۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آپکی خدمت میں موجود تھے کہ حضرت ابوذر غفاری آئے جبریل امین علیہ السلام نے ان کی طرف دیکھ کر کہا یہ ابوذر ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے امین کیا تم ابوذر کو پہچانتے ہو انہوں نے کہا ہاں قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ابوذر زمین والوں کی نسبت آسمان والوں میں زیادہ پہچانے جاتے ہیں اور اس کی وجہ ایک دعا ہے جس کو وہ دن میں دو مرتبہ مانگتے ہیں اور فرشتوں کو ان کی دعا پر تعجب ہوتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کو بلا کر اس دعا کے بارے میں دریافت فرمائیں آپ نے ابوذر سے فرمایا تم دن میں دو مرتبہ کوئی دعا مانگتے ہو عرض کی ہاں میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں میں نے اس دعا کو کسی بشر سے نہیں سنا وہ دس جملے ہیں جو میرے رب نے الہام کئے ہیں اور میں ان سے دن میں دو مرتبہ دعا مانگتا ہوں میں قبلہ رخ ہو جاتا ہوں کچھ تسبیح پڑھتا ہوں کچھ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہوں کچھ دیر الحمد للہ پڑھتا ہوں اور کچھ اللہ اکبر پڑھتا

ہوں پھران دس کلمات سے دعامانگتا ہوں۔

اللهم انی اسئلك ایمانادائما واسئلك قلبا خاشعا واسئلك علما نافعا واسئلك یقینا صادقا واسئلك دینا قیما واسئلك العافیة من كل بلیة واسئلك تمام العافیة واسئلك دوام العافیه واسئلك الشكر علی العافیة واسئلك الغنی علی الناس۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اے محمد قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے آپ کا جو بھی امتی اس دعا کو مانگے گا اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اس کے گناہ اگر چہ سمندر کی جھاگ اور زمین کی مٹی کے برابر کیوں نہ ہوں اور آپ کے جس امتی نے یہ دعا یاد کی ہوگی جنت اس کی مشتاق ہوگی اور اس کے کراما کاتبین اس کی مغفرت کی دعا کریں گے اور اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور فرشتے ندا کریں گے اے اللہ کے ولی جس دروازے سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (ص 678/2 کنز العمال)

9۔ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی حضرت لقمان حکمت اور دانائی میں اس مرتبہ پر فائز تھے کہ اگر چاہتے تو کھلیاں کے تمام دانوں کے برابر حکمت وفراست کی باتیں کر سکتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں رشک پیدا ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی امت میں حضرت لقمان جیسا صاحب فراست آدمی پیدا ہوا ہے حضرت جبریل علیہ السلام دوبارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اگر حضرت داؤد علیہ السلام کی امت میں حضرت لقمان پیدا ہوئے جو کھلیان کے دانوں کے برابر حکمت آمیز کلام کر سکتے تھے تو آپ کی امت میں ہم ایک آدمی پیدا کریں گے جس کا نام نعمان ہوگا جو کھلیان کے دانوں کی تعداد کے برابر مسائل بیان کرے گا پس اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن حضرت انس رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈالا اور ان کی وصیت کی تم اپنا لعاب دہن ابو حنیفہ کے منہ میں ڈال دینا۔ (ص 22/1 المناقب للموفق)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کی دانائی اور فراست کے چند واقعات

ا۔ محمد بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ کوفہ کا ایک آدمی کہتا تھا کہ حضرت عثمان یہودی تھے امام ابو حنیفہ کو خبر ہوئی تو اس کے پاس گئے اس نے خوب آؤ بھگت کی امام صاحب نے فرمایا ایک پیغام نکاح لے کر آیا ہوں اس نے پوچھا کس کا امام صاحب نے فرمایا تیری بیٹی کا ایک آدمی بڑا شریف ہے بڑا ہی مالدار ہے اور قرآن مجید کا حافظ ہے پوری پوری رات ایک رکعت میں گزار دیتا ہے بڑا سخی بھی ہے اللہ کے خوف سے بہت روتا ہے اس نے کہا ابو حنیفہ اس سے کم صفات حسنہ بھی کافی ہیں امام ابو حنیفہ نے فرمایا اس میں ایک اور صفت ہے اس سے پوچھا وہ کیا فرمایا وہ یہودی ہے اس آدمی نے کہا سبحان اللہ تم مجھ سے یہ کہہ رہے ہو کہ اپنی لڑکی یہودی کو دے دیں امام صاحب نے فرمایا ایسا نہیں کرو گے اس نے کہا نہیں اس پر امام صاحب نے کہا تم ایسا نہیں کرو گے اور نبی کریم ﷺ نے اپنی دو بیٹیاں ایک یہودی کے نکاح میں یکے بعد دیگرے دے دیں تب اس آدمی نے کہا استغفر اللہ اور اپنے خیال سے رجوع کر لیا۔

(ص 13/ 364 تاریخ بغداد) (ص 115 عقود الجمان) (ص 1/ 110 المناقب للموفق)

(ص 1/ 161 مناقب کردری)

ب۔ ایک شخص امام صاحب کے پاس آ کر کہنے لگا تم اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہو جو جنت کی آرزو نہیں کرتا جہنم سے ڈرتا نہیں اللہ سے خوف نہیں کھاتا مردہ کھاتا ہے بلا رکوع وسجود نماز پڑھتا ہے اس چیز کی شہادت دیتا ہے جسے دیکھا تک نہیں حق بات کو ناپسند کرتا ہے رحمت خداوندی سے بھاگتا ہے اور یہود ونصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے فتنہ سے محبت کرتا ہے امام ابو حنیفہ جانتے تھے جس شخص نے ان سے سوال کیا ہے وہ ان سے بہت بغض رکھتا ہے فرمانے لگے تم نے ان مسائل کے بارے میں سوال کیا ہے جنہیں تم خود جانتے ہو اس نے کہا نہیں لیکن یہ باتیں بہت بری ہیں ان سے بری کوئی چیز نہیں اس لئے آپ سے سوال کیا ہے امام صاحب نے

شاگردوں سے پوچھا ان صفات والے آدمی کے بارے میں تم لوگوں کی کیا رائے ہے ان سب نے ایک زبان ہوکر عرض کیا جس کی یہ صفات ہوں وہ بدترین انسان ہے امام ابوحنیفہ مسکرائے اور فرمایا اگر میں یہ ثابت کردوں کہ وہ آدمی اولیاء اللہ میں سے ہے تو تم میری برائی بیان کرنے سے باز رہوگے اور اپنے کندھے پر محافظ فرشتوں کو وہ چیز لکھنے پر مجبور نہ کروگے جو تمہیں نقصان دے ،اس آدمی نے کہا جی ہاں اس پر امام صاحب نے فرمایا۔

تمہارا یہ کہنا کہ وہ جنت کی آرزو نہیں رکھتا اور جہنم سے ڈرتا نہیں تو یہ آدمی جنت کے مالک کی آرزو رکھتا ہے اور جہنم کے مالک سے ڈرتا ہے تمہارا یہ کہنا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ سے اس بات میں ڈرتا نہیں کہ وہ عدل وانصاف میں کسی پر ظلم نہ کرے گا تمہارا یہ کہنا کہ وہ مردار کھاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مچھلی کھاتا ہے تمہارا یہ کہنا کہ وہ بلا رکوع وسجود نماز پڑھتا ہے تو وہ نماز جنازہ پڑھتا ہے اور تمہارا یہ کہنا کہ بے دیکھی چیز کی گواہی دیتا ہے تو وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دیتا ہے تمہارا یہ کہنا کہ حق کو ناپسند کرتا تو وہ موت کو ناپسند کرتا ہے تمہارا یہ کہنا کہ وہ فتنہ سے محبت کرتا ہے تو وہ مال واولاد سے محبت کرتا ہے خدا فرماتا ہے۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ۔

تمہارا یہ کہنا کہ وہ رحمت سے بھاگتا ہے تو وہ بارش سے بھاگتا ہے اور تمہارا یہ کہنا کہ وہ یہود ونصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے تو وہ یہود ونصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے۔

قَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ۔

یہ سن کر وہ آدمی کھڑا ہوا امام صاحب کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا آپ نے حق فرمایا میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ (ص 219 عقود الجمان)(106 الخیرات الحسان)

ج۔ علامہ ابن اثیر جزری نے لکھا ہے کہ اہل ہمدان حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حامی تھے۔ خلیفہ منصور نے موصل پر لشکر کشی کا ارادہ کیا لیکن اس سے قبل اس نے مشہور فقہاء کرام سے مشورہ کرنا ضروری سمجھا ابن اثیر لکھتے ہیں۔

منصور نے امام ابوحنیفہ ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبومہ کو بلایا اور کہا اہل موصل نے میرے ساتھ یہ عہد کیا تھا کہ وہ میرے خلاف بغاوت نہیں کریں گے اور اگر انہوں نے اس کا ارتکاب کیا تو ان کا مال وجان مباح ہو جائے گا اور اب وہ بغاوت کے مرتکب ہوئے ہیں امام ابوحنیفہ تو خاموش رہے اور دوسرے دو حضرت بولے اھل موصل آپ کی رعیت ہیں اگر آپ معاف کر دیں تو اس کے اھل ہیں اور اگر آپ سزا دیں تو وہ اس کے مستحق ہیں خلیفہ منصور نے امام ابوحنیفہ سے مخاطب ہو کر کہا آپ کیوں خاموش ہیں آپ نے فرمایا یا امیر المومنین جس چیز کو ان لوگوں نے آپ کے لئے مباح قرار دیا ہے انہیں اس کا حق حاصل نہیں (کیونکہ مومن کا قتل صرف تین صورتوں میں جائز ہے اور یہاں ان میں ایک صورت بھی نہیں) بھلا فرمایئے اگر کوئی منکوحہ یا باندی ہونے کے بغیر اپنے جسم کو کسی شخص کے لئے مباح کر دے تو کیا اس سے مقاربت کرنا درست ہے منصور نے کہا یہ بات جائز نہیں اور اھل موصل کے قتل سے ہاتھ روک لیا اور امام ابو حنیفہ اور ان دونوں حضرات کو فہ لوٹ جانے کا حکم دیا۔ (ص 217/5 التاریخ الکامل)

10۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ولی کی موت کا وقت آتا ہے تو خدا تعالیٰ حضرت ملک الموت سے فرماتا ہے میرے دوست کے پاس جا اسے میرے پاس لے آ میں نے اسے راحت اور تکلیف میں آزما کر دیکھ لیا ہے وہ ہر حال میں مجھ سے محبت کرنے والا ہے اسے میری بارگاہ میں لے آ میں اسے دنیاوی غموں اور پریشانیوں سے راحت دینا چاہتا ہوں ملک الموت پانچ سو فرشتوں کے ساتھ جاتا ہے ان کے پاس جنتی کفن اور خوشبو ہوتی ہے اور ان کے ساتھ پھولوں کی ایک شاخ ہوتی ہے جس کے بیس رنگ ہوتے ہیں اور

ہر رنگ سے الگ الگ خوشبو آتی ہے اوران کے ساتھ سفید ریشم ہوتا ہے اوراس میں کستوری کی خوشبو ہوتی ہے ملک الموت آ کر ولی کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور تمام فرشتے اپنا ہاتھ اس وفات پانے والے کے کسی عضو پر رکھ دیتے ہیں اور وہ سفید ریشم اور کستوری اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ دیتے ہیں اوراس ولی کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے وہ جنت میں کبھی اپنی بیویوں کو کبھی اپنے لباس کو اور کبھی جنتی پھولوں کو دیکھتا ہے اوراسے اس طرح بہلایا جاتا ہے جس طرح بچے کو بہلایا جاتا ہے اس کے گھر والوں کی طرف سے جبکہ وہ رورہا ہوتا ہے اوراس کی جنتی بیویاں خوشی کا اظہار کرتی ہیں اور ملک الموت کہتا ہے اے پاکیزہ روح نکل آ بغیر کانٹوں والی بیریوں اور تہ بہ تہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں اور بہتے ہوئے پانی کی طرف اور ملک الموت اس پر اس طرح لطف وکرم کرتا ہے جس طرح ماں بچے پر نظر کرم کرتی ہے کیونکہ وہ جان لیتا ہے کہ یہ روح خدا تعالیٰ کی بڑی محبوب ہے اور ملک الموت اس روح پر نرمی اس لئے کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ راضی ہو جائے اس کی روح کو ملک الموت اس طرح نکالتا ہے جیسے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ جب روح جسم سے باہر آجاتی ہے تو فرشتے اس کے اردگرد ہو کر اس طرح سلام کرتے ہیں تم پر سلام ہو اپنے عملوں کی بنا پر جنت میں داخل ہو جا جب ملک الموت روح کو قبض کرتا ہے تو روح جسم سے کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے بہتر بدلا دے تو مجھے اطاعتِ خدا کی طرف جلدی لے جاتا تھا اور اس کی نافرمانی سے بچاتا تھا۔ آج تجھے مبارک ہو میں نجات پا گئی اور تو بھی نجات پا گیا اور ایسا ہی کلام جسم روح سے کرتا ہے پھر زمین کا وہ حصہ اس وفات پانے والے ولی پر روتا ہے جس پر وہ خدا کی اطاعت کرتا رہا اور آسمان کا وہ دروازہ بھی روتا ہے جس سے اس کا عمل آسمان پر چڑھتا تھا اوراس کا رزق نازل ہوتا تھا اور یہ رونے کا سلسلہ چالیس روز تک جاری رہتا ہے جب جسم سے روح نکل جاتی ہے تو پانچ سو فرشتے اس کے قریب کھڑے ہو جاتے ہیں جب لوگ غسل دیتے ہوئے اس وفات پانے والے کے پہلو کو بدلتے ہیں تو ان

سے پہلے فرشتے اس کا پہلو بدلتے ہیں اور لوگوں سے پہلے فرشتے اسے کفن پہنا دیتے ہیں خوشبو لگا دیتے ہیں اور اس کے گھر کے دروازے سے لے کر قبر تک فرشتے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کی دو قطاریں ہوتی ہیں اور استغفار سے اس کی روح کا استقبال کرتے ہیں اور اس موقع پر شیطان واویلا کرتا ہے اور اپنے لشکر سے کہتا ہے تمہاری خرابی ہو یہ آدمی تمہارے مکر سے کیسے رہائی پا گیا وہ کہتے ہیں کہ یہ گناہ سے محفوظ تھا جب ملک الموت اس کی روح کو لے کر آسمان کی طرف چڑھتا ہے تو جبریل امین۔

ستر ہزار فرشتے

ساتھ لیکر اس کا استقبال کرتے ہیں ہر فرشتہ اس کو رب کی طرف بشارت دیتا ہے جب ملک الموت عرش تک پہنچ جاتا ہے تو روح اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتا ہے اس میرے بندے کی روح کو لے جاؤ اور اس کو بغیر کانٹوں والی بیریوں اور تہ بہ تہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں اور بہتے ہوئے پانی کی طرف رکھدو پھر جب اسے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے دائیں طرف نماز بائیں طرف روزہ اور قرآن اور ذکر سر کی طرف سے آجاتا ہے اور نماز کیلئے پیدل مسجد کی طرف چلنا پاؤں کی طرف آجاتا ہے اور اس کا صبر قبر کے ایک کونے میں آجاتا ہے پھر عذاب اس میت کے قریب آتا ہے تو چاروں طرف کے اعمال اسے قریب نہیں آنے دیتے۔ خدا کی اطاعت کی بنا پر وہ ولی عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ عذاب قبر سے باہر نکل جاتا ہے اب صبر ان اعمال سے کہتا ہے تمہاری وجہ سے آگے نہیں بڑھا اگر تم عاجز ہو جاتے تو میں اس ولی کی مدد کرتا۔ اب میں پل صراط پر اس کے کام آؤں گا میزان پر کام آؤں گا پھر اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو بھیجتا ہے ان کی آنکھیں اچک لے جانے والی بجلی کی طرح ہوتی ہے اور ان کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح ہوتی ہے اور ان کے دانت سینگوں کی طرح ہوتے ہیں اور ان کے سانس شعلے کی طرح ہوتے ہیں اور ان کے بال کندھوں پر ہوتے ہیں اور دونوں

کندھوں کے درمیان بڑا فاصلہ ہوتا ہے اور ان کے دلوں سے رحمت اور رافت نکال دی جاتی ہے۔ صرف مومنوں پر مہربان ہوتے ہیں ان کو منکر نکیر کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک گرز ہوتی ہے اگر تمام جن وانس مل کر بھی اسے اٹھانا چاہیں تو اٹھانہ سکیں وہ آکر وفات پانیوالے کو قبر میں بٹھاتے ہیں اور کفن اس کی کمر تک اتر جاتا ہے وہ پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے دین کیا اور نبی کون ہے وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اسلام میرا دین ہے اور محمد ﷺ میرا نبی ہے اور وہ خاتم النبیین ہے وہ دونوں کہتے ہیں تو نے سچ کہا پھر وہ دونوں اس کی قبر کو آگے پیچھے دائیں بائیں سرہانے اور پاؤں کی طرف سے وسیع کر دیتے ہیں پھر کہتے ہیں اپنے اوپر دیکھو وہ دیکھتا ہے پس اس کو جنت نظر آتی ہے وہ کہتے ہیں اے اللہ کے ولی تو نے خدا کی اطاعت کی اس کی بنا پر یہ جنت تیرا ٹھکانہ بنی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اس کو اتنی خوشی ہوتی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں پھر کہا جاتا ہے اپنے نیچے دیکھو وہ دیکھتا ہے تو اسے دوزخ نظر آتی ہے وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں اے اللہ کے ولی تو نے اس سے نجات پائی وہ پھر بہت خوش ہوتا ہے پھر اسکی قبر میں جنت کی طرف ستر دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جن سے اس کی قبر میں ہوا اور ٹھنڈک آتی رہتی ہے اور یہ راحت وہ حشر تک محسوس کرتا رہے گا۔ (ص 23 شرح الصدور)

دقیانوس بادشاہ نے علاقہ روما پر فتوحات کیں تو ان فتوحات و لشکر کشی سے اس کا اولین مقصد اس علاقے کے اسرائیل اور غیر اسرائیلی عیسائیوں کو زندگی یا عیسائی مذہب سے ختم کرنا تھا۔ دقیانوس کی حکومت رومی علاقے پر 150ء عیسوی میں قائم ہوئی۔ ایسے خطرناک حالات میں دینِ مسیح کے پھیلنے پنپنے بلکہ باقی رہنے کے امکانات نہ تھے مگر قدرت نے حق کا ایک علیحدہ ہی مزاج بنایا ہے یہ کفر کے بیابانوں میں اگتا ہے۔ مخالفت کے طوفانوں میں ابھرتا ہے اور دشمنی کے شعلوں میں سینوں میں توحید و رسالت کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو شمع روشن فرمادی تھی وہ ان

کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد بھی روشن ہی رہی۔ اور کسی کے جبر واستبداد کے طوفان اس کو بجھا نہ سکے اور یہ روشنی اکنافِ عالم واطراف علاقہ میں پھیلتی ہی چلی گئی جس سے باطل کو تشویش ہوئی ادھر لوگ پروانہ وار دامن تعلیم مسیح میں فوج درفوج بن کر عیسائیت قبول کرتی رہے اور ادھر باطل ہتھیار بند ہو کر موج درموج یلغار کرتا رہا۔ ادھر ایمان کی محفلیں سجتیں اور ادھر سے قتل وغارت کا بازار گرم ہوجاتا۔ ہوتے ہوتے سن ڈیڑھ سوعیسوی میں دقیانوس نے دین مسیح کے خلاف سر اٹھایا اگرچہ پہلے رومی بادشاہوں نے بھی اہل ایمان کو بیحد وبیشمار دکھ پہنچائے۔ مگر یہ پہلا رومی بادشاہ تھا جس نے دشمنی کی انتہا کردی اور دین عیسائیت کو بیخ وبن سے اکھیڑ پھینکنے کا تہیا کرلیا۔ یہ سال میں دو مرتبہ اپنے پورے ملک کا دورہ کرتا اس کا ملک شام فلسطین اور روم کے دوسوشہروں پر پھیلا ہوا تھا۔ اس دورے کا واحد مقصد یہی ہوتا کہ لوگوں کو عیسائیت سے مرتد کرا کر بت پرست بنا دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے اس نے مختلف شہروں میں بڑے چھوٹے مندر بنا دیئے تھے اور ان میں مختلف نام کی دیوی دیوتا بت مورتیں رکھوادیں تھیں ہر شہر کے تمام اہلِ ایمان چھوٹے بڑے جوان، بوڑھے، عورت ومرد عیسائیوں کو پکڑوا کر لاتا اور دو شرطیں ہوتی یا بتوں کو سجدہ کرو ان پر قربانی کا خون بہاؤ اور اپنا دین چھوڑ کر بت پرست بن جاؤ۔ اور یا قید وبند بلکہ قتل وہلاکت کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس تحریک میں ہزاروں قتل وقید ہوئے سینکڑوں مرتد ہوئے۔ اسی بادشاہ کے علاقہ سلطنت میں سرحد عرب سے تقریباً ستر میل دور ملک روم کی سرحدوں کے اندر بحیرہ عرب کے کنارے پر ایک بہت بڑی بندرگاہ تھی اس شہر کا نام پہلے افسوس تھا۔ پھر بگڑ کر افسیس ہوا۔ اس شہر میں ہی دقیانوس نے ملک کا سب سے بڑا مندر بنوایا تھا۔ جس میں ایک مورتی رکھی جس کا نام ڈیانا یا ڈائینا دیوی تھا۔ (تفسیر نعیمی)

حق پر قائم رہنے والوں کو شہید کیا گیا

جب دقیانوس اس شہر میں آیا تو حسب دستور سب عیسائیوں کو بلایا۔ یہ شہر بنی اسرائیل عیسائیوں کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اور بہت پختہ قسم کے مذہبی لوگ تھے ان کو دقیانوس کی تمام کفریہ حرکتوں کفر سازیوں مخالفین کے قتل و غارت کا پتہ تھا۔ مگر سنتے تھے۔ اور اللہ سے صبر و ہمت کی دعائیں مانگتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ بلا خود ان پر بھی آن پہنچی کچھ کمزور دل مرتد ہو گئے کچھ قید کئے گئے نوجوانوں کو قسم قسم کی اذیتیں دے کر قتل کیا گیا۔ ان ہی گرفتار ہو کر لائے جانے والوں میں کچھ نوجوان جو اسرائیلی شاہی خاندانوں کی اولاد میں سے تھے۔ یکے بعد دیگرے ان کو بھی پکڑ کر بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے ان سے بھی یہی کہا کہ یا تم ان بتوں کو سجدہ کر دیا ان کے سامنے جانور کی قربانی پیش کرو اور ان کو ہمیشہ کیلئے اپنا معبود سمجھ لو۔ عیسائیت کا دین چھوڑ دو۔ یا تم کو قتل کر دیا جائے گا۔ یہ سب بہت جوان خوبصورت صحت مند گڑیل، لمبے قد اور چوڑے سینے والے تھے اور اس کے ساتھ بہت متقی تھے۔ انہوں نے بہت دلیری سے بھرے دربار میں کہا کہ ہم جھوٹے بتوں کی پوجا نہیں کر سکتے بیشک ہمارا رب سچا معبود وہ ہی ذات اقدس ہے جو آسمانوں اور زمین کو پالنے والا ہے اس پر دقیانوس نے کہا کہ اے جوانوں مجھ کو تمہاری خوبصورت جوانی کم عمری پر ترس آیا ہے۔ نہیں تو میں تمہاری گستاخی بیباکی کی سزا ابھی اسی وقت تم کو دے دیتا۔ تم کو کل تک مہلت دیتا ہوں تم اپنی جوانیوں پر ترس کھاؤ اور خوب سوچ سمجھ لو۔ یہ کہہ کر بادشاہ نے دربار برخاست کیا اور دوسرے شہر چلا گیا۔ (از تفسیر خازن)

بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ ان جوانوں نے خود مہلت مانگی۔ مگر یہ غلط ہے۔ اگر یہ خود مہلت مانگتے تو دوسرے دن دربار میں ضرور حاضر ہو جاتے کیونکہ مومن نہ بزدل ہوتا ہے نہ بد عہد۔ اور پھر یہ اکٹھے پیش نہ ہوئے تھے بلکہ اس سے پہلے یہ ایک دوسرے کے اچھی طرح واقف بھی نہ تھے۔ اس لیے کہ جب یہ پریشان ہو کر نکلے تو وہ دوپہر کا وقت تھا۔ اور ہر ایک اکیلا

تھا یا اسے پریشانی کے عالم میں باہر ویرانے میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ دوسرا ساتھی آ گیا۔ نہ پہلے کو پتہ تھا کہ دوسرا آنے والا مومن ہے نہ دوسرے کو پہلے کی حالت کا پتہ تھا ایک دوسرے سے اپنے آپ کو چھپانے لگے یہاں تک آٹھ جوان اسی درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گئے پہلے تو سب نے اپنے آپ کو چھپایا کہ کہیں یہ شاہی جاسوس ہی نہ ہو مگر چونکہ سب کو پریشانی ایک ہی جیسی تھی لہذا بات چھپی نہ رہ سکی اور سب ایک دوسرے کو جان کر محرم راز بن گئے اور سب نے یہی ارادہ کیا کہ چلو کسی غار میں چھپ جاتے ہیں پھر جب اس بادشاہ کا چند دن بعد دورہ ختم ہو جائے گا تو ہم نکل آئیں گے یہ کہہ کر سب آٹھوں ساتھی شہر سے تین میل دور ایک پہاڑ کے پاس آ گئے راستے میں ان کو ایک دھوبی یا چرواہا ملا وہ بھی مومن تھا اور بادشاہ سے چھپتا پھرتا تھا اس کو بھی بادشاہ نے نہیں بلایا تھا۔ اس نے جب ان کو حال سنایا تو اس نے عرض کیا مجھ کو بھی ساتھ لو لہذا اب یہ نو ساتھی ہو گئے جب وہ چلے تو دھوبی کا کتا بھی ساتھ ہو لیا سب نے خوف کیا کہ یہ بھونکے گا تو ہم ظاہر ہو جائیں گے اور پکڑے جائیں گے کتے کو خدا نے زبان بخشی اس نے وعدہ کیا کہ میں نہ بھونکوں گا۔ اب دس افراد ہو گئے۔ اُن کے اسماء پاک اس طرح ہیں۔

اصحاب کہف کے نام یہ ہیں۔

(اصحاب کہف کے ناموں کے متعلق مختلف اقوال ہیں)

1۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اصحاب کہف کے مندرجہ ذیل نام منقول ہیں۔م

میکسلمینا، یملیخا ،مرطونس، سنونس ،سارینونس،زونوانس، کعسططیویس۔ (تفسیر مظہری ضیاء القرآن)

چنانچہ ایک قول ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اصحاب کہف چھ ہیں۔ یہ سب دقیانوس کے وزیر تھے۔

1۔مکسلمینا۔ یہ سب میں بڑے ہیں۔ 2۔ مخشلمینا۔ 3۔ملیخا یہ ان کے

خزانچی بنائے گئے - 4 ۔مرطونس- 5-کشطونش- 6-بیرونس 7۔دیموس۔8۔بسطیوس ۔9۔فالوس یہ دھوبی ہیں۔ 10۔اُن کا کتا جس کا نام قطمیر ہے۔مفسرین کے اس میں اختلاف ہیں کہ ان کے پاس ان کی دولت درہم دینار کہاں سے آئے ایک قول یہ ہے کہ وہ غار میں جانے سے پہلے اپنے گھروں کو گئے اور ماں باپ کی بہت دولت اٹھائی کچھ بازار میں غریبوں کو بانٹی اور تھوڑی سی اپنے پاس رکھی جو سب نے تملیخا کے پاس جمع کرادی مگر یہ قول غلط ہے۔اسلئے کہ اگر چہ یہ سب غیر شادی تھے مگر یہ دولت ان کے والدین کی تھی بغیر اجازت کس طرح لے سکتے تھے۔پھر وہ سب گھبرائے پریشان تھے۔ان کو بازاروں میں بانٹنے کی فرست کہاں تھی اور کون کس کا انتظار کرتا۔دوسرا قول یہ ہے کہ ہر ایک کی جیب میں تھوڑے بہت درہم دینار تھے جیسا کہ ہوا کرتا ہے وہی سب نے تملیخا کے پاس جمع کرادی جب غار میں پہنچے عصر سے مغرب تک اپنی عبادت ذکر الٰہی اور دعاؤں میں مشغول رہے۔

یہ پہلی امت کے وہ اولیاء اللہ تھے جو اللہ کے دین اور اس کی رضا کے لئے دشمنان دین کے ظلم وستم سے بچنے کے لئے اپنے گھروں سے ہجرت کر گئے اور ایک غار میں پناہ حاصل کر لی اور وہاں بحضور خداوندی دعا گو ہوئے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً وَّهَيِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا ۔

اے ہمارے رب! ہمیں اپنی بارگاہ میں خصوصی رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں راہ یابی (کے اسباب) مہیا کر۔ (الکہف،10,18)

ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے باری تعالیٰ نے انہیں اس مژدہ جانفزا سے نوازا کہ تمہارا رب ضرور اپنی رحمت تم تک پھیلا دے گا۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ خاص رحمت جس کا ذکر قرآن کریم میں مذکور ہے، کیا تھی؟ یہاں قرآن کریم نے سیاق وسباق کا عمیق مطالعہ کیا جائے تو اصحاب کہف کے حوالے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ غار میں 309 سال تک

آرام فرما رہے۔ کھانے پینے سے بالکل بے نیاز قبر کی سی حالت میں 309 سال تک ان جسموں کو گردش لیل ونہار سے پیدا ہونے والے اثرات سے محفوظ رکھا گیا۔ سورج رحمت خداوندی کے خصوصی مظہر کے طور پر ان کی خاطر اپنا راستہ بدلتا رہا تا کہ ان کے جسم موسمی تغیرات سے محفوظ و مامون اور صحیح وسالم رہیں۔ 309 قمری سال 300 شمسی سالوں کے مساوی ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کرہ ارضی کے 300 موسم ان پر گزر گئے مگر ان کے اجسام تر و تازہ رہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ۔ (الکھف،17,18)

اور آپ دیکھتے ہیں جب سورج طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار سے دائیں جانب ہٹ جاتا ہے اور جب غروب ہونے لگتا ہے تو ان سے بائیں جانب کترا جاتا ہے اور وہ اس کشادہ میدان میں (لیٹے) ہیں۔

اللہ کی خاص نشانی یہی ہے کہ اس نے اپنے ولیوں کے لئے 309 قمری سال تک سورج کے طلوع وغروب کے اصول تک بدل دیئے۔

جب ذکر الٰہی سے ذرا سکون ملا تو لیٹ گئے اور لیٹتے ہی سب کو نیند آ گئی دوسرے دن بادشاہ نے دربار لگایا تو ان کے بارے میں اہل دربار سے پوچھا اور پکڑ کر لانے کے لئے لوگوں کو بھیجا مگر سارے شہر میں ڈھونڈنے چھاپے مارنے کے باوجود کہیں سراغ نہ ملا۔ والدین کو پکڑ کر بلوالیا کہ بتاؤ تمہارے بیٹے کہاں ہیں ورنہ تم کو قتل کر دیا جائے گا سب نے کہا کہ اے بادشاہ ہم تو پہلے اپنا دین چھوڑ کر تیرے دین پر آ چکے ہیں اگر ہم اپنے بیٹوں کو چھپا کر بچانا چاہتے تو ہم ہی مرتد کیوں ہوتے۔ اسی دوران کسی نے مخبری کی کل میں نے ان کو پہاڑ کی طرف جاتے دیکھا ہے ان کے ساتھ ایک کتا بھی تھا بادشاہ اپنے سب درباریوں کے ساتھ گھوڑوں پر بیٹھ کر فوراً

اس غار کے پاس پہنچے دیکھا تو سب سو رہے ہیں بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ اچھا ان کو اسی طرح سونے دو اور غار کا منہ مضبوط پتھروں کے دیوار سے بند کر دو مستریوں نے فوراً پتھروں کی دیوار بنا دی بادشاہ نے کہا کہ اب یہ غار میں ہی مریں گے یہ ہی ان کی قبر ہے۔ اس کے بعد سب واپس چلے گئے اہلِ دربار میں دو آدمی خفیہ مومن تھے انہوں نے ایک سلور کی تختی پر اصحاب کہف کی تعداد نام حسب نسب اور شہر سے نکلنے کی وجہ دقیانوس کا ظلم اور مذہب پر جابرانہ رویہ اور اصحاب کہف کا غار میں چھپنا ان کا غار دیوار سے بند کیا جانا پورا واقعہ تفصیل سے لکھ کر محل شاہی کے خزانے میں چھپا دیا۔ تقریباً ایک سال بعد دقیانوس سن عیسوی ایک سو باون میں صرف تین سال حکومت کر کے مر گیا۔

باطل کا انجام

یہی باطل کا مختصر انجام ہے سچ فرمایا گیا۔

لِلْبَاطِلِ جَلْبَةٌ وَّلِلْحَقِّ غَلَبَةٌ۔

باطل کا شور ہوتا ہے اور حق کا زور ہوتا ہے اور بادشاہتیں بدلتی رہیں۔ یہاں تک کہ تین سو سال گزر گئے۔ جن دو آدمیوں نے اصحاب کہف کے حالات لکھ کر شاہی خزانے میں رکھے ان میں ایک کا نام بیدروس تھا۔ بعد میں کبھی کسی بادشاہ نے اپنے خزانے سے اس تختی کی نقل کروا کر اس پہاڑ پر غار کے قریب لگوا دی اس پہاڑ کا نام ینجلوس تھا جو بگڑ کر مخلوس بھی لکھا گیا ہے۔ سن عیسوی چار سو آٹھ میں روم پر عیسائی ایمانی حکومت قائم ہوئی۔

قدرت کی عظیم نشانی

مومن بادشاہ کا نام بیدروس یا ایک قول میں تھیوڈیس تھا۔ اس وقت کچھ نبی اسرائیل عیسائی تھے۔ اور کچھ بت پرست منکرین قیامت بادشاہ اہل درد تھا اپنی کافر رعایا کے کفر پر

پریشان رہتا تھا کہ کاش سب مومن بن جائیں۔ راتوں کو رو رو کر اپنے اللہ سے دعائیں عرض کرتا کہ یا مولیٰ کوئی اپنی قدرت سے ایسی نشانی دکھا جس سے ان منکرین قیامت کا قیامت وحساب قیامت پر ایمان ہو جائے۔ اس وقت تک ملک کا دارالخلافہ یہی شہر افسوس تھا اور نا معلوم کسی نسبت سے اس علاقے کو بھی رقیم یا۔ بطرا یا پیٹرا کہا جاتا تھا۔ غالباً سن عیسوی چار سو پچاس تھا۔ ایک چرواہا جس کا نام اولیاس لکھا گیا ہے وہ وہاں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ اُس کے دل میں خیال آیا کہ اگر پہاڑ کا یہ غار جو کسی نے پتہ نہیں کب اور کیوں بند کر دیا ہے میں کھول کر اپنی بکریاں کیلئے سردی، گرمی اور بارشوں سے بچنے کیلئے استعمال کروں تو بہت آرام ہو جائے یہ سوچ کر اس نے ساری دیوار گرا دی اور سب پتھر ایک طرف رکھ دیئے کچھ تھوڑی بہت دروازے پر صفائی بھی کر دی جب وہ یہ سب کام چند گھنٹوں میں کر کے فارغ ہو کر اندر گیا تو اتنے آدمیوں اور ایک کتے کو پڑے لیٹے دیکھا تو خوف وڈر سے گھبرا کر بھاگا اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا ابھی وہ کسی کو بتلانے بھی نہ پایا تھا کہ دوسرے دن صبح بعد طلوع آفتاب تمام اصحاب کہف جاگ پڑے نہایت پرسکون فرحت مند سب باہر نکلے اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ ہم کتنا سوئے کچھ ساتھیوں نے سورج دیکھ کر کہا کہ ایک رات ہی سوئے ہیں اور کچھ نے کہا نہیں کچھ زیادہ ہی وقت معلوم ہوتا ہے مگر تین سو سال تو ان کے وہم وگمان میں نہ تھا۔ دروازے پر پڑے ہوئے پتھر دیکھ کر کچھ تشویش ہوئی مگر زیادہ اہمیت نہ دی گئی اب چونکہ جاگ پڑے تھے اس لیے بتقضائے بشریت بھوک بھی لگی تو سب کی صلاح مشورے سے اپنے خزانچی کو کچھ نصیحتیں سمجھا کر کھانا لانے کیلئے شہر بھیجا راستے اور جنگل میں تو فرق محسوس نہ ہوا مگر جب تملیخا شہر کے قریب دقیانوس اور اس کے جاسوس سپاہیوں کا خیال کرتے ہوئے ڈرتے چھپتے پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ شہر پر دین عیسائیت کی اچھی اچھی باتیں لکھی ہوئی ہیں بڑے حیران ہوئے اور خیال کیا شاید میں کسی غلط شہر میں آ گیا ہوں۔ یہ سوچ کر باہر ہی دوسرے دروازے پہ پہنچے مگر وہاں بھی ایمانی باتیں لکھی

تھیں پھر سخت حیرانی میں حضرت تملیخا شہر کے اندر گئے وہاں بھی ہر طرف عیسیٰ علیہ السلام کے چرچے رب مسیح کی قسمیں حیرت وتعجب میں پڑ گئے کہ یا اللہ میں سو رہا ہوں یا جاگ رہا ہوں میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں کل اسی شہر و بازار میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لینا جرم تھا آج ایک رات گزرنے سے کیا پلٹا کھا گیا پھر سوچا یہ ہمارا شہر افسوس نہیں ہے مجھ کو غلطی سے راستہ بھول گیا۔ لہذا ایک جوان سے پوچھا کہ اس شہر کا نام کیا ہے۔ اس نے کہا اس کا نام افسوس ہے۔ بڑے حیران ہو کر بیٹھے کہ نام تو ٹھیک ہے خیر کافی دیر بعد کھڑے ہوئے اور ایک ہوٹل پر گئے۔ اس ہوٹل کا نام قسطنیوس تھا۔ اس سے کھانا خریدا اور اپنا سکہ دیا۔ یہ سکہ دیکھ کر دکاندار حیران ہوا اس نے ساتھی کو دکھایا لوگ جمع ہو گئے اور کہنے لگے اس کو ضرور ہی کوئی خزانہ ملا ہے۔ لیکن یہ شخص تو جوان ہے اور کہتا ہے کہ میں اس شہر کا ہوں اور یہ دینار اسی شہر کا ہے یا تو یہ پاگل ہے یا خزانہ چھپانے کے لیے باتیں بنا رہا ہے۔ اس لیے اس کو پکڑ کا حاکم شہر کے پاس لے چلو۔ لہذا سب لوگ بشکل جلوس پکڑتے دھکیلتے ہنستے مذاق اڑاتے اور حیران ہوتے تملیخا کو عدالت میں لے گئے۔ وہاں دو حاکم تھے جن کا نام آریوس طنطیوس تھا۔ ان دونوں افسران شہر نے لوگوں کی ساری باتیں سنیں تو تملیخا سے متوجہ ہو کر کہا اے نوجوان تو ہم سے کچھ مت چھپا اور جھوٹ بیانی نہ کرنا بلکہ جو معاملہ ہے وہ بالکل صاف سچ سنا دے۔ حضرت تملیخا نے فرمایا کہ یہ لوگ تو مجھ کو پاگل سمجھ رہے ہیں لیکن میں خود حیران ہوں کہ رات ہی تو گزری ہے جب دقیانوس بادشاہ نے ہم کو کہا کہ یا تم بت پرستی کرو اور عیسائی مذہب چھوڑ دو یا تم قتل کر دیئے جاؤ گے اور پھر خود ہی اس نے ہمیں سوچنے کے لیے ایک دن کی مہلت دی اور ہم سب بھاگ کر غار نجلوس میں چھپ گئے راستے میں ایک ساتھی اور اس کا کتا ہم کو اور مل گیا۔ ہم سب نے پہلے غار میں چھپ کر عبادت کی پھر سو گئے اور صبح ہم اٹھ کر جاگے مجھ کو انہوں نے کھانا لینے کیلئے بھیجا ہے وہ میرا انتظار کر رہے ہیں فلاں محلے میں ہمارا گھر ہے اور یہ نام ہمارے والدین کا ہے۔ وہی یہ درہم ہیں جو کل ہم یہاں سے لے کر گئے تھے

اب جو میں درو دیوار شہر اور لوگوں کی تبدیلی مذہب کی باتیں دیکھ کر سن رہا ہوں اس نے میری عقل کو گم کر دیا ہے۔ باتیں سن کر سب لوگ انتہائی حیرت زدہ ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے کہ دقیانوس نام کا بادشاہ تو ہم نے کبھی سنا ہی نہیں اور نہ ہی تمہارے والدین کے نام کا کوئی آدمی شہر میں ہے۔ البتہ تمہارے محلہ اور گھر کا نقشہ جو تم نے سمجھایا وہ ٹھیک ہے۔ دونوں افسروں نے کہا کہ لوگو سنو معلوم ہوتا ہے اس جوان کی صورت میں رب تعالیٰ نے ہم کو اپنی قدرت کی کوئی نشانی دکھائی ہے چلو سب بادشاہ کو سب کچھ بتائیں اور اس جوان کو بھی لے چلو۔ پھر سب لوگ مع افسران اور تملیخا دربارِ شاہی میں وہاں پہنچے وہاں موجودہ بادشاہ بیدروس نے پوری داستان سنی اور حیرت زدہ ہو کر سجدہ شکر ادا کیا۔ اپنے عمر رسیدہ درباریوں سے پوچھا کہ تم بتاؤ یہ کیا معاملہ ہے تو ناظمین خزانہ وہ سلور دھات کی تختی لے آئے جس پر لکھا تھا کہ فلاں سال فلاں زمانے میں یہاں دقیانوس کی حکومت ہوئی اور اس کے ظلم سے جان و ایمان بچا کر چند نوجوان غار کہف میں چھپ گئے تھے جن کا دروازہ دقیانوس نے پتھروں سے بند کروا دیا تھا۔ ان غار والوں کے نام یہ تھے جنہیں ایک تملیخا بھی تھا۔ بادشاہ نے اللہ کریم کو سجدہ کیا جس نے قیامت کے ثبوت میں ایک روشن دلیل عطا فرمائی سارے شہر میں اس بات کا آناً فاناً چرچا ہو گیا ہر شخص تملیخا کو دیکھنے کے لئے دوڑا چلا آتا پھر بادشاہ سب کو لے کر غار پر پہنچا۔ جب باقی ساتھیوں نے ایک جم غفیر کو اپنی طرف دور سے آتے دیکھا تو گھبرا گئے اور سمجھے کہ شاید دقیانوس کے سپاہیوں نے تملیخا کو پکڑ لیا ہے اور اس نے بتانے پر اب ہم کو یہ لشکر پکڑنے آیا ہے۔ سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ یارو اب تمہارے ایمان اور جان کے امتحان کا وقت ہے۔ ایمان بچانا اور قتل ہونے سے نہ ڈرنا۔ یہ کہہ کر سب ذکرِ الٰہی کرنے لگ گئے یہاں تک کہ لشکر اور بادشاہ سمیت سب لوگ غار کے پاس پہنچ گئے سب واقعہ سنایا گیا تو وہ بھی سب حیران ہو گئے سب نے بادشاہ سے مصافحہ معانقہ کیا ان کے سب سے بڑے مکشلمینا نے فرمایا کہ اب ہم کو ہمارے اسی حال میں رہنے

دو۔ جس رب کریم نے ہم کو اتنے سال باصحت وتندرستی قائم وسلامت رکھا وہ وہی پروردگار عالم ہمارا آئندہ بھی کفیل وکارساز اور محافظ ہے اب ہم تمہارے ساتھ شہری زندگی نہیں گزاریں گے۔ بادشاہ اور کچھ خاص درباری اور افسران غار کے اندر بھی ان کے ساتھ گئے اِدھر اُدھر کا جائزہ لیا۔ غار والوں نے اُن سے کہا کہ اب آپ ہم سے کوئی تعلق نہ رکھیں اور ہم غار میں رہتے ہیں آپ اسی طرح پھر غار کو بند کر دیں جس طرح آپ کے کہنے کے مطابق پہلے بند تھا۔ پھر سب لوگ باہر نکل آئے اور اسی وقت انہی پتھروں سے مضبوط دیوار بنا کر غار کا منہ بند کر دیا گیا۔ ایک قول ہے کہ جب وہ لوگ غار کے اندر پہنچے تو اسی وقت سب کے سامنے اللہ تعالیٰ نے ان پر دوبارہ نیند قائم فرمادی اور سب اسی جگہ لیٹ کر سو گئے ۔ بادشاہ کے حکم سے لوگوں نے اُسی وقت دیوار چُن دی تھی یہ بادشاہ چونکہ سچا ایمان والا اور باادب روشن ضمیر تھا اس لئے اس نے کہا کہ یہ واقعہ اور اصحاب کہف کا ظہور ہمارے لیے قدرت الٰہی کا عجیب کرشمہ اور ہدایت ایمانی کی نعمت ہے ۔اور منکرین قیامت کے لیے ثبوت قیامت پر ایک شاندار مضبوط دلیل ہے۔ اس حیرت انگیز واقعہ کو دیکھ کر کوئی عقل وخرد والا تو ہرگز قیامت کا انکار نہیں کر سکتا کوئی جاہل بدبخت بدفطرت ہی ضد وعناد سے قیامت کا انکار کرے گا۔ تھوڑا سا غور وفکر کرنے سے بات دماغ میں آجاتی ہے کہ جو رب تعالی تین سو سال تک سلا کر اچھی تندرستی عقل وفہم یاداشت کے ساتھ جگا سکتا ہے اور بغیر کچھ کھائے پیئے زندہ رکھ سکتا ہے وہ قیامت میں بھی اٹھا سکتا ہے۔ اس لئے ایسی نعمت الہیہ اور نشانِ قدرت باری تعالیٰ کی یادگار بنانی چاہیے۔ اور اس جگہ یادگار کے طور پر کوئی عمارت بنائی جائے تاکہ یاد تازہ رہے۔ اس بات کو سن کر سب خوش ہوئے اور اپنے اپنے مشورے میں کسی نے کہا یہاں کوئی ھیکل بنا دیا جائے کسی نے کہا یہاں کوئی مینار بنا دیا جائے ۔کسی نے کہا صخرہ کسی نے کہا گنبد۔ لیکن نیک اور متقی بزرگ لوگوں نے کہا کہ یہاں مسجد بنائی جائے۔

جنتی جانور

مقاتل نے فرمایا کہ اہل ایمان کی طرح دس جانور بہشت میں داخل ہونگے جانور یہ ہیں۔

1۔ ناقہ صالح علیہ السلام
2۔ ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا جسے مہمانوں کے لئے ذبح فرمایا۔
3۔ اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ
4۔ موسیٰ علیہ السلام کی گائے
5۔ یونس علیہ السلام کی مچھلی
6۔ عزیر علیہ السلام کا گدھا
7۔ سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی
8۔ بلقیس کا ہدہد
9۔ اصحابِ کہف کا کتا
10۔ حضور سرور عالم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ مبارک

یہ سب دنبے کی شکل میں ہو کر بہشت میں داخل ہوں گے۔ (تفسیر فیوض الرحمن)

اولیاء اللہ کا خدمت گزار کتا بھی سلامت رہا

اصحاب کہف کے ساتھ ان کا ایک خدمت گزار کتا بھی تھا۔ 309 سال تک وہ کتا بھی غار کے دہانے پر پاؤں پھیلائے ان کی حفاظت پر مامور رہا۔ ان کے نسبت سے قرآن مجید میں اس کے کتے کا ذکر بھی آیا ہے۔

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ۔

اور ان کا کتا (ان کی) چوکھٹ پر دونوں بازو پھیلائے (بیٹھا) ہے۔

(سورۃ الکھف 18,18)

کتے کو یہ مقام ان غار نشین اولیائے حق کی بدولت ملا۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ جب وقفے وقفے سے اصحاب کہف دائیں بائیں کروٹ لیتے تو وہ کتا بھی کروٹ لیتا تھا۔ یہ اسی صحبت نشینی کا اثر تھا۔

اس سے معلوم ہوا بزرگوں کی صحبت کا کتے پر اتنا اثر ہوا اس کا ذکر عزت کے ساتھ کلام مجید میں آیا اس کے نام کے وظیفے پڑے جانے لگے اس کو دائمی زندگی نصیب ہوئی۔ مٹی اسے نہیں کھاتی تو جس انسان کو نبی علیہ السلام کی صحبت نصیب ہو تو اس کا کیا پوچھنا یہ بھی معلوم ہوا تمام عبادت سے بڑھ کر اچھی صحبت اختیار کرنا ہے۔ اس کا فائدہ انسانوں پر محدود نہیں۔

(تفسیر نور العرفان)

کتے کی دس خصلتیں

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کتے میں دس نیک عادات ہوتی ہیں اہل ایمان پر واجب ہے کہ وہ بھی ان عادات کو اپنائیں۔

1۔ بھوکا رہنا یہی نیک بختوں کی عادت ہے۔

2۔ اس کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوتا یہی متوکلین کا طریقہ ہے۔

3۔ رات کو بہت تھوڑا سوتا ہے یہی عشاق کی خصلت ہے۔

4۔ جب مرتا ہے تو اس کی کوئی میراث نہیں ہوتی یہی زاہدین کا طریقہ ہے۔

5۔ اپنے مالک کا وفادار ہے اسے مارے یا اس پر ظلم کرے تب بھی اس کا تعلق نہیں توڑتا یہی سچے مریدین کا طریقہ ہے۔

6۔ جہاں جگہ مل جائے گزارا کر لیتا ہے یہی تواضع گزیں کی عادت ہے۔

7۔ اگرچہ کسی جگہ پر قبضہ کر سکتا ہے تب بھی اسے چھوڑ کر دوسری جگہ قبول کر لیتا ہے یہی راضی برضاء اللہ لوگوں کا کام ہے۔

8۔ اسے مار بھگاؤ لیکن تھوڑا سا روٹی کا ٹکڑا دکھاؤ واپس آجاتا ہے اسے مار بھگانے سے کینہ اور بغض نہیں ہوتا یہی خاشعین کا طریقہ ہے۔

9۔ جب کھانا لایا جاتا ہے تو آرام سے بیٹھ کر اسے دیکھتا رہتا ہے چھیننے کی جرات بہت کم

کرتا ہے یہی مسکینوں کا کام ہے۔

10۔ جس جگہ کو چھوڑ کر چلا جائے اس کے لیے واپس لوٹنے کا نام نہیں لیتا یہی محزون لوگوں کا طریقہ ہے۔ (کذا فی روض الریاحین امام الیافعی رحمۃ اللہ علیہ)

اصحابِ کہف کے ناموں کی برکتیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحابِ کہف کے ناموں کا تعویذ نو کاموں کے لیے فائدہ مند ہے۔ (1) بھاگے ہوئے کہ بلانے کے لئے (2) دشمنوں سے بچ کر بھاگنے کیلئے (3) بچوں کے رونے اور تیسرے دن آنے والے بخار کے لئے (4) دردسر کیلئے دائیں بازو پر باندھیں (5) اُمّ الصبیان کے لئے گلے میں پہنائیں (6) خشکی اور سمندر میں سفر میں محفوظ ہونے کے لئے (7) مال کی حفاظت کے لئے (8) عقل بڑھنے کے لئے (9) گنہگاروں کی نجات کے لئے۔ (مدارک)

اصحاب کہف کے ناموں میں یہ تاثیر ہے کہ اگر لکھ کر دروازے پر لگا دیا جائے تو مکان جلنے سے محفوظ ہو جائے۔ مال پر رکھ دیا جائے تو چوری نہیں ہوگی۔ کشتی میں لگا دیئے جائیں تو ڈوبنے سے محفوظ رہے۔ کہیں آگ لگی ہو تو کپڑے پر لکھ کر آگ میں پھینک دو تو آگ بجھ جاتی ہے۔ بچے کے گلے میں ڈالیں تو رونے اور ام الصبیان کی بیماری سے حفاظت ہوتی ہے۔ اس کا تعویذ بنا کر بازو پر باندھا جائے تو قیدی آزاد ہو جائے۔ بے عقل عقلمند ہو جائے۔

(تفسیر خزائن العرفان)

اہل تعویذات وظائف فرماتے ہیں کہ اصحاب کہف کے ناموں کی تلاوت اور تعویذ اور اس کے چلہ کشی سے سولہ مصیبتوں سے حفاظت ہوتی ہے۔ (1) حرق (2) غرق (3) سرق (4) جنات (5) نظر بد (6) بے برکتی (7) یرقان (8) بے اطمینانی (9) مرگی (10) دیوانگی (11) مقدمے بازی (12) بدعقیدگی (13) حرام مال وخوراک سے

بچنے کیلئے (14) حفاظت ایمان واعمال کے لئے (15) تسخیر حکام وقلبی ہمت کیلئے (16) کسی بھی سلسلہ روحانیہ کا فیض نہ کھلتا ہو تو اس کا اکتالیس دن کا چلہ کرے۔

اصحاب کہف کی کرامات

اصحاب کہف سے مندرجہ ذیل کرامات کا ظہور ہوا۔

1۔ وہ تین سو سال تک سوتے رہے نیند کے باوجود صحت تندرستی برقرار رہی۔

2۔ اتنی مدت تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔

3۔ اتنی مدت زمین کی مٹی پر جسم پڑے رہے نہ کپڑے گلے سڑے نہ اجسام کو کچھ نقصان پہنچا۔

4۔ بال، ناخن تو بڑھے مگر عمر نہ بڑھی۔

5۔ جوانی برقرار رہی۔

6۔ سورج کا بچ کر نکلنا اور دھوپ کا نہ پڑنا۔

7۔ ہزاروں مرتبہ بارش ہوئی مگر غار کے اندر پانی کا ایک قطرہ بھی نہ آیا حالانکہ غار اوپر سے کھلی ہے جس سے روشنی اور ہوا آرہی ہے۔

8۔ غار کی طرف جاتے ہوئے کتے نے انسانی طرز تکلم میں کلام کیا کہ میں ہرگز نہ بھونکوں گا۔

اصحاب کہف کے ایمان کا سبب

تکملہ میں لکھا ہے کہ ان کے ایمان لانے کا سبب یوں ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کسی ایک حواری نے ان کے شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو انہیں کسی نے کہا کہ اس شہر کے دروازے پر ایک بت رکھا ہے جو بھی اس شہر میں داخل ہوتا ہے اس پر ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ اس بت کو سجدہ کرے ورنہ شہر میں داخل ہونے نہیں دیتے اس بندہ خدا نے صرف غیر اللہ کی پرستش کی وجہ سے شہر میں جانے سے انکار کر دیا شہر کے باہر ایک حمام کرایہ پر لے کر اپنا کاروبار

شروع کر دیا کسی وجہ سے ان نوجوانوں کا اس کے ہاں آنا جانا ہوا تو وہ بزرگ انہیں اللہ تعالیٰ اور آخرت کے متعلق واقعات سناتا رہتا اس کی باتوں سے متاثر ہو کر نوجوان اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے اور حواری کی تمام سچی باتوں کی تصدیق کی۔ (تفسیر فیوض الرحمن سورۃ کہف صفحہ 314)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اصحاب کہف کے غار پر تشریف لے جانا

علامہ کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ علیہ (صاحب حیات الحیوان) اور علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے ثعلبی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ اصحاب کہف کو میں دیکھنا چاہتا ہوں تو حکم ہوا کہ آپ ان کو بالکل نہیں دیکھ سکتے۔ البتہ اپنے صحابہ کبار میں سے چار شخص ان کے پاس روانہ کر دیں تا کہ وہ آپ کا پیغام اُن تک پہنچا دیں اور وہ یعنی اصحاب کہف آپ پر ایمان لے آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ میں اپنے لوگوں کو ان کے پاس کس طرح بھیجوں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ اپنی چادر بچھا دیں اور اس کے چاروں کونوں پر اپنے چاروں صحابہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو بٹھا دیں اور اس ہوا کو جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے مسخر کی گئی تھی طلب فرمائیں اور اس کو اپنی اطاعت کا حکم فرمائیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا تو وہ ہوا ان چاروں حضرات کو اس غار کے دروازہ تک اڑا کر لے گئی جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے غار کے منہ سے پتھر ہٹایا تو کتے نے بھونکنا شروع کر دیا۔ لیکن جب اُس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صورت دیکھی تو خاموش ہو گیا اور اپنے سر سے غار میں داخل ہونے کے لئے اشارہ کیا۔ چنانچہ چاروں حضرات غار میں داخل ہوئے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ چنانچہ اصحابِ کہف کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہو کر انہوں نے انہیں الفاظ میں سلام کا جواب دیا۔ پھر صحابہ کرام نے ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے معاشر فتیان (اے گروہ نوجوان) نبی محمد ابن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ صاحبان کو سلام کہا ہے۔ انہوں نے

جواب دیا کہ جب تک زمین وآسمان قائم ہیں محمد ﷺ پر اور آپ لوگوں پر بھی آپ ﷺ کا سلام پہنچانے اور آپ کا دین قبول کرنے پر سلام پہنچتا رہے یہ کہہ کر اصحاب کہف پھر سو گئے اور ظہور مہدی علیہ السلام تک سوتے رہیں گے۔

کہتے ہیں کہ امام آخر الزمان مبعوث ہوں گے تو آپ اصحاب کہف کو سلام کریں گے۔ اصحابِ کہف زندہ ہو کر سلام کا جواب دیں گے اور پھر سو جائیں گے اور پھر اس کے بعد قیامت کے دن بیدار ہوں گے۔ (ملاحظہ فرمایئے تفسیر فیوض الرحمن اور حیات الحیوان جلد دوم)

جب اصحابِ کہف یہ کہہ کر کہ آنحضور ﷺ کو ہمارا سلام کہہ دیں، پھر سو گئے تو چاروں صحابہ حضرات کو ہوا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچادیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اصحاب کہف کا حال دریافت فرمایا۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہ گفتگو جو اصحاب کہف سے ہوئی تھی آپ کو سنادی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی گفتگو سن کر یہ دعا مانگی۔

الھم لا تفرق بینی وبین اصحابی وانصاری واغفر لمن احبنی واحب اھل بیتی وخاصتی۔

اے اللہ! میرے اور میرے اصحاب وانصار کے درمیان جدائی مت ڈالنا اور ان کی جو مجھ سے میرے اہل بیت اور مخصوصین سے محبت رکھتے ہیں مغفرت کرنا:۔ (حیات الحیوان)

اصحاب کہف سچے اور صحیح عیسائی دین پر تھے اور اس وقت دین مسیحی منسوخ نہ ہوا تھا۔ اور جب تک کوئی دین بارگاہ الٰہی کے منسوخ نہ ہو اس وقت تک رب تعالیٰ کی ساری نعمتیں برکتیں رحمتیں ہدایتیں اس دین اور اس کے ماننے والوں پر نازل ہوتی ہیں۔ اور اس وقت تک اس دین کو اختیار کرنا مقبولیت بارگاہ الٰہی ہونے کی دلیل ہے اور یہ کہ اسلام سے پہلے کسی دین نے کسی پہلے یا اس کی شریعت کو منسوخ نہیں کیا آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک سب دین بدستور قائم رہے جو شخص جس دین کو چاہتا اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کا پیارا بن کر صاحب ہدایت

ہوتا تھا۔اسی لئے نبی کریم ﷺ سے پہلے ایک ایک وقت اور ایک ایک زمانہ میں کئی کئی انبیاء کرام اپنے اپنے علاقوں اپنی اپنی قوم میں مبعوث ہوتے تھے لیکن دین اسلام کے آنے سے باقی سب پچھلے دین منسوخ ہو گئے۔اب جو بھی اپنے آپ کو عیسائی یا یہودی یا صابی وغیرہ بنائے گا وہ مردود بارگاہ و مردود رسالت ہوگا۔صرف سچے دین پر رہ کر انسان ولی اللہ متقی مومن اور عابد وزاہد اور صاحب کرامت ہوسکتا ہے جھوٹے یا منسوخ دین پر رہ کر کوئی کتنی ہی عبادت و ریاضت کرے مگر ولی اللہ اور صاحب کرامت نہیں ہوسکتا۔کیونکہ کرمات کا عطیہ الٰہیہ بھی ہدایت کی ایک نوعیت ہے۔

باب ہشتم

باب الامت

اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام کس کس موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں امت کیلئے بشارت لے کر حاضر ہوئے۔

باب الامت

حدیث نمبر ا۔

شب قدر اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے اور حضرت جبریل علیہ السلام حسب الحکم فرشتوں کی جماعت کے ساتھ زمین پر نازل ہوتے ہیں ان کے ساتھ ایک سبز پرچم ہوتا ہے وہ اس کو خانہ کعبہ کی چھت پر گاڑ دیتے ہیں اور وہ اپنے چھ سو پر پھیلا دیتے ہیں جو مشرق و مغرب تک پھیل کر نکل جاتے ہیں یہ پرچم لیلۃ القدر کے علاوہ نہیں لہرایا جاتا جبریل علیہ السلام فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ امت محمدیہ میں پھیل جاؤ فرشتے ہر نمازی پر عبادت گزار اور ذکر خدا کرنے والے کو سلام کرتے ہیں ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں یہ حالت صبح تک قائم رہتی ہے اس کے بعد جبریل علیہ السلام اعلان کرتے ہیں کہ اے اللہ کے لشکر یو واپسی کے لئے کوچ کرو اس وقت فرشتے کہتے ہیں اے جبریل علیہ السلام تم نے امت محمدیہ کی حاجات کے بارے میں کیا کیا جبریل علیہ السلام جواب دیتے ہیں اللہ نے ان پر نظر رحمت فرمائی ہے ان کو معاف کر دیا گیا ہے ان کی مغفرت کر دی گئی ہے بجز چار قسم کے لوگوں کے اور وہ یہ ہیں۔

ا: شراب پینے والے۔

ب: والدین کے نافرمان

ج: رشتوں کو منقطع کرنے والا

د: بغض رکھنے والا (ص355 غنیۃ الطالبین)

حدیث نمبر 2:

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، حضرت جبریل علیہ السلام مجھ پر نازل ہوئے اور وہ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے جبریل علیہ السلام قیامت کے دن لوگ کیسے ہوں گے۔ عرض کی اے محمد ﷺ وہ سفید زمین پر ہوں گے جس پر ہرگز گناہ نہ کیا گیا ہوگا جب جہنم چلائے گی فرشتے عرش سے لٹک جائیں گے اور ہر فرشتہ نفسی نفسی کے عالم میں ہوگا اور پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیں گے اور پہاڑ جہنم کے خوف سے پگھل جائیں گے اے محمد ﷺ قیامت کے دن جہنم کو لایا جائے گا اور وہ چلائے گی ستر ہزار فرشتوں نے اس کی لگاموں کو پکڑا ہوگا حتیٰ کہ اسے خدا کے سامنے کھڑا کیا جائے گا خدا فرمائے گا اے جہنم کلام کر وہ کہے گی لا اله الا الله تیری عزت وعصمت کی قسم میں ان لوگوں سے تیرا انتقام لوں گی جو تیرا رزق کھاتے تھے اور عبادت اوروں کی کرتے تھے اور مجھ پر سے وہی گزرے گا جس کے پاس پروانہ راہداری ہوگا حضور ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ پروانہ راہداری کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی اے محمد ﷺ آپ کو بشارت ہو کہ آپ کی امت کے لئے پروانہ راہداری ہوگا اور وہ ہے اللہ کے معبود ہونے کی گواہی جو یہ گواہی دے گا وہ جہنم پر سے گزر جائیگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے میری امت کو کلمہ شہادت الہام کیا۔ (ص 192 تنبیہ الغافلین)

حدیث نمبر 3:

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب شعبان کی تیرھویں رات ہوئی تو میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے محمد ﷺ کھڑے ہو جایئے تہجد کا وقت ہو گیا ہے۔ خدا سے امت کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ جبریل علیہ السلام صبح کے وقت آئے اور کہا اے محمد ﷺ اللہ نے آپ کو ایک تہائی امت عطا کر دی۔ حضور ﷺ نے گریہ فرمایا اور فرمایا اے جبریل علیہ السلام باقی دو تہائی امت کا کیا بنا۔ عرض کی میں نہیں جانتا پھر جبریل علیہ السلام دوسری رات یعنی شعبان کی چودھویں رات آئے اور عرض کی اے محمد ﷺ قیام

فرمایئے تہجد کا وقت ہے آپ نے ایسا ہی کیا جبریل علیہ السلام فجر کے وقت آئے اور عرض کی خدا تعالیٰ نے آپ کو دو تہائی امت عطا فرما دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے اور فرمایا جبریل علیہ السلام باقی ایک تہائی کا کیا بنا عرض کی میں نہیں جانتا پھر جبریل علیہ السلام شب برأت آئے اور عرض کی اے محمد آپ کو بشارت ہو کہ خدا نے آپ کو ساری امت عطا کر دی یعنی بخش دی سوائے مشرک کے پھر جبریل علیہ السلام نے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں آپ نے جو دیکھا تو تمام آسمانوں کے دروازے کھلے ہیں اور آسمان دنیا سے لے کر عرش تک سارے فرشتے سجدے میں امت مصطفی کیلئے مغفرت کی دعا مانگ رہے ہیں اور ہر آسمان کے دروازے پر ایک فرشتہ ہے۔

☆ آسمان اولیٰ کا فرشتہ کہہ رہا ہے اس کے لئے خوشخبری ہے جو آج کی رات رکوع کرے

☆ آسمان دوم کا فرشتہ کہہ رہا ہے خوشخبری ہے اس لئے جو آج کی رات سجدہ کرے۔

☆ آسمان سوم کا فرشتہ ندا دے رہا ہے خوشخبری ہے اس کے لئے جو آج کی رات خدا کا ذکر کرے۔

☆ آسمان چہارم کا فرشتہ اعلان کر رہا ہے خوشخبری ہے اس کیلئے جو آج کی رات خدا سے دعا کرے۔

☆ آسمان پنجم کا فرشتہ اعلان کر رہا ہے خوشخبری ہے اس کیلئے جو آج کی رات خوف خدا سے روئے۔

☆ آسمان ششم کا فرشتہ کہہ رہا ہے خوشخبری ہے اس کیلئے جو آج کی رات نیک عمل کرے

☆ آسمان ہفتم کا فرشتہ کہہ رہا ہے خوشخبری ہے اس کیلئے جو آج کی رات تلاوت کرے

پھر یہ فرشتہ کہتا ہے کوئی ہے سوال کرنے والا کہ اس کے سوال کو پورا کر دیا جائے ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اسکی دعا قبول کی جائے ہے کہ توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے ہے کوئی

بخشش مانگنے والا کہ اس کی مغفرت کر دی جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس رات اول سے لے کر آخر تک میری امت کیلئے رحمت کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔ (ص 253 درۃ الناصحین)

حدیث نمبر 4:

علامہ عثمان بن حسن نے لکھا ہے کہ قیامت کا دن ہوگا جہنم سے پہاڑ کی مانند ایک آگ نکلے گی اور امت مصطفی کا ارادہ کرے گی۔ حضور ﷺ اسے روکنے کی کوشش کریں گے لیکن وہ نہ رکے گی۔ حضور ﷺ حضرت جبریل علیہ السلام کو آواز دیں گے اے جبریل علیہ السلام اس آگ کا علاج کرو یہ میری امت کی طرف آ رہی ہے۔ تا کہ اسے جلا دے جبریل علیہ السلام ایک پانی کا پیالہ لے کر آئیں گے اور حضور ﷺ کو دیں گے اور عرض کریں گے یہ پانی اس آگ پر ڈالدیں حضور ﷺ جب وہ پانی اس آگ پر ڈالیں گے تو وہ فوراً بجھ جائے گی۔ حضور جبریل علیہ السلام سے فرمائیں گے آگ بجھانے میں اس پانی کی مثل کوئی پانی نہیں دیکھا۔ جبریل علیہ السلام عرض کریں گے یہ آپ کی امت کے آنسوؤں کا پانی ہے جو خوف خدا سے خلوت میں روتے تھے خدا نے مجھے حکم دیا کہ اس پانی کو لے کر اس کی حفاظت کرو میں نے اس کی حفاظت کی تا کہ جب آگ آپ کی امت کا ارادہ کرے تو یہ آپ کی امت کے کام آئے۔ (ص 273 درۃ الناصحین)

حدیث نمبر 5:

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام سات مرتبہ رسول خدا کی خدمت میں آئے

1۔ پہلی دفعہ خدا کی طرف سے یہ پیغام لائے کہ آپ کا جو امتی خدا کی اطاعت کرے گا خدا اسے کما حقہ بدلہ دے گا۔

2۔ خدا فرماتا ہے اے محبوب تیری امت کے سات اعضا پر میری نگاہ رہتی ہے اگر وہ چھ اعضا سے میری نافرمانی کرے گی اور ایک عضو سے فرمانبرداری کرے گی تو اس ایک کی برکت سے چھ کے گناہ معاف کر دوں گا۔

3۔ خدا فرماتا ہے اے محبوب تیری امت سے جو شخص گناہ کر کے توبہ کریگا میں اسے گناہ سے ایسا پاک کردوں گا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

4۔ آپ کا جو امتی گناہ پر ضد کرے گا میں اسے طرح طرح کی بیماری میں مبتلا کروں گا یہاں تک کہ وہ گناہ سے پاک ہو جائے۔

5۔ آپ کو جو امتی گناہ کر کے پشیمان ہوگا تو میں اسے بخش دوں گا۔

6۔ خدا فرماتا ہے میں آپ کی امت پر چالیس روز تک ہاویہ کا دروازہ اور چالیس روز تک زمہریر کا دروازہ کھول دوں گا انہیں قیامت کے دن دوزخ کی گرمی اور زمہریر کی سردی کا عذاب نہ ہو۔

7۔ خدا فرماتا ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو میں آپ کی امت سے ایسے حساب لوں گا جیسے کریم آقا ضعیف غلام سے حساب لیتا ہے۔ (ص 401/2 خیر المونس)

حدیث نمبر 6:

جب حضور ﷺ کا آخری زمانہ ہوا تو آپ موت کے وقت روئے جبریل علیہ السلام نے اس رونے کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا مجھے خوف ہے کہ کہیں خدا میری امت کو عذاب نہ دے خدا نے آپکی تسلی و تشفی کے لئے فرمایا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔

آپ کی موجودگی میں اللہ ان کو عذاب نہ دے گا جبریل علیہ السلام چلے گئے پھر آ کر کہنے لگے خدا آپ کو سلام کہتا ہے کہ آپ خوش ہو جائیں کیونکہ ان پر میں آپ سے زیادہ شفیق ہیں اور فرمایا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔

اور ان کے استغفار کی وجہ سے خدا ان کو عذاب نہ دے گا۔ (ص 408/2 خیر المونس)

حدیث نمبر 7:

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی آپکا پروردگار آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں مغموم اور حزن وملال میں دیکھتا ہوں حالانکہ وہ جانتا ہے آپ نے فرمایا یہ سب غم وحزن اپنی پیاری امت کے لئے ہے دیکھئے قیامت کے دن ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا آپ کا یہ غم کافر امت کے لئے یا مومن امت کے لئے فرمایا کلمہ گو امت کیلئے نہایت غمگین ہوں یہ سن کر جبریل علیہ السلام نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور بنی سلمہ کے قبرستان لے گئے جہاں کافر اور مسلمان دونوں طرح کے لوگ مدفون تھے پھر جبریل علیہ السلام نے ایک مسلمان کی قبر پر اپنا پَر مارا اور فرمایا اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ مردہ فوراً زندہ ہو گیا قبر سے باہر نکلا اس حالت میں کہ اس کا چہرہ روشن تھا اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ الحمد للہ رب العالمین زبان پر جاری تھا آپ نے اسے ملاحظہ فرمایا پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک کافر کی قبر پر پَر مارا اور فرمایا اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا قبر سے ایک شخص نکلا جس کا چہرہ کالا تھا اور اس کی زبان پر حسرت وندامت کے کلمات تھے جبریل علیہ السلام نے اشارہ کیا یہ پھر خاک ہو گیا تب حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جو حال آپ نے کلمہ گو مسلمان کا دیکھا ہے اسی طرح ہر ایک کلمہ گو مسلمان اپنی قبر سے شاداں وفرحان اٹھایا جائے گا۔ اس واقعہ کو دیکھ رسول خدا ﷺ کی تسلی ہو گئی اس کے بعد آپ نے ایک جگہ فرمایا اور اس وقت گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ میری امت کے مسلمان اپنی قبروں سے نہایت خوش ہو کر اٹھ رہے ہیں اور اپنے بالوں سے قبر کی مٹی جھاڑ رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں۔

الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن

اللہ کا شکر ہے آج اس نے ہمارے دلوں سے سب رنج وغم دور کر دیئے۔

واسطے امت کے کھینچا درد و رنج
مفت میں ہم کو ملا عقبیٰ کا گنج

(ص 194 تنبیہ الغافلین)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت وارد کی ہے سدرۃ المنتہیٰ جو ساتویں آسمان کی حد پر جنت سے متصل ہے جو دنیا اور آخرت کے فاصلہ پر ہے اس کی بلندی جنت میں ہے اس کی شاخیں اور ڈالیاں کرسی تلے ہیں اس میں اس قدر فرشتے ہیں جن کی گنتی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اس کی ہر ہر شاخ پر بے شمار فرشتے ہیں ایک بال برابر بھی جگہ ایسی نہیں جو فرشتوں سے خالی ہو اس درخت کے بیچوں بیچ حضرت جبریل علیہ السلام کا مقام ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبریل علیہ السلام کو آواز دی جاتی ہے کہ اے جبریل علیہ السلام لیلۃ القدر میں اس درخت کے تمام فرشتوں کو لے کر زمین پر جاؤ یہ کل کے کل فرشتے رأفت ورحمت والے ہیں جن کے دلوں میں ہر ہر مومن کے لئے رحم کے جذبات موج زن ہیں، سورج غروب ہوتے ہی یہ کل کے کل فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ لیلۃ القدر میں اترتے ہیں تمام روئے زمین پر پھیل جاتے ہیں، ہر ہر جگہ سجدے میں قیام میں مشغول ہو جاتے ہیں اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں ہاں گرجا گھر، مندر میں آتشکدے میں بت خانے میں غرض خدا کے سوا اوروں کی جہاں پرستش ہوتی ہے وہاں تو یہ فرشتے نہیں جاتے۔ اور ان جگہوں میں بھی جن میں تم گندی چیزیں ڈالتے ہو اور اس گھر میں بھی جہاں نشے والا شخص ہو یا نشہ والی چیز ہو یا جس گھر میں کوئی بت گڑا ہوا ہو یا جس گھر میں باجے گاجے گھنٹیاں ہوں یا ہیولی ہو یا کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ ہو وہاں تو یہ رحمت کے فرشتے جاتے نہیں، باقی چپے چپے پر گھوم جاتے ہیں اور ساری رات مومن مردوں عورتوں کے لئے دعائیں مانگنے میں گزارتے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام تمام مومنوں سے مصافحہ کرتے ہیں اس کی نشانی یہ ہے کہ رونگھٹے جسم پر کھڑے ہو جائیں، دل نرم پڑ

جائے آنکھیں بہہ نکلیں اس وقت آدمی کو سمجھ لینا چاہیے کہ اس وقت میرا ہاتھ حضرت جبریل علیہ السلام کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس رات میں تین مرتبہ لاالہ الا اللہ پڑھے اس کی پہلی مرتبہ کے پڑھنے پر گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے دوسری مرتبہ کے کہنے پر آگ سے نجات مل جاتی ہے تیسری مرتبہ کے کہنے پر جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ راوی نے پوچھا کہ اے ابو اسحق جو اس کلمہ کو سچائی سے کہے اس کے لئے؟ فرمایا یہ تو نکلے گا ہی اس کے منہ سے جو سچائی سے اس کا کہنے والا ہو اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ لیلۃ القدر کا فرومنافق پر تو اتنی بھاری پڑتی ہے کہ گویا اس کی پیٹھ پر پہاڑ آپڑا۔ غرض کہ فجر ہونے تک فرشتے اسی طرح رہتے ہیں پھر سب سے پہلے حضرت جبریل علیہ السلام چڑھتے ہیں اور بہت اونچے چڑھ کر اپنے پروں کو پھیلاتے یہی وجہ ہے کہ سورج کی تیزی ماند پڑ جاتی ہے اور شعائیں جاتی رہتیں ہیں پھر ایک ایک فرشتے کو پکارتے ہیں اور سب کے سب اوپر چڑھتے ہیں پس فرشتوں کا نور اور جبریل علیہ السلام کے پروں کا نور مل کر سورج کو ماند کر دیتا ہے اس دن سورج متحیر رہ جاتا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام اور یہ سارے کے سارے بیشمار فرشتے اس دن آسمان وزمین کے درمیان مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے رحمت کی دعائیں مانگتے ہیں اور ان کے گناہوں کی بخشش طلب کرنے میں گزار دیتے ہیں نیک نیتی سے روزہ رکھنے والوں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے بھی جن کا یہ خیال رہا کہ اگلے سال بھی اگر خدا نے زندگی رکھی تو رمضان کے روزے عمدگی کے ساتھ پورے کریں گے یہی دعائیں مانگتے رہتے ہیں شام کو آسمان دنیا پر چڑھ جاتے ہیں وہاں کے تمام فرشتے حلقے باندھ باندھ کر ان کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور ایک ایک مرد اور ایک ایک عورت کے بارے میں ان سے سوال کرتے ہیں اور یہ جواب دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ پوچھتے ہیں کہ فلاں شخص کو امسال تم نے کس حالت میں پایا تو یہ کہتے ہیں گزشتہ سال تو ہم نے اسے عبادتوں میں پایا تھا لیکن اس سال وہ تو بدعتوں میں مبتلا تھا اور فلاں شخص

گزشتہ سال بدعتوں میں مبتلا تھا لیکن اس سال ہم نے اسے سنت کے مطابق عبادتوں میں پایا پس یہ فرشتے اس پہلے شخص کے لئے بخشش کی دعائیں مانگنی موقوف کر دیتے ہیں اور اس دوسرے شخص کے لئے دعائیں مانگنی شروع کر دیتے ہیں اور یہ فرشتے انہیں سناتے ہیں کہ ہم نے فلاں فلاں کو ذکر اللہ میں پایا اور فلاں کو رکوع میں اور فلاں کو سجدے میں اور فلاں کو کتاب اللہ کی تلاوت میں غرض کہ ایک رات دن یہاں گزار کر دوسرے آسمان پر جاتے ہیں یہاں بھی یہی ہوتا ہے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ میں اپنی اپنی جگہ پہنچ جاتے ہیں اس وقت سدرۃ المنتہیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ مجھ میں بسنے والو میرا بھی تم پر حق ہے میں بھی ان سے محبت رکھتا ہوں جو خدا سے محبت رکھیں ذرا مجھے بھی لوگوں کی حالت کی خبر دو اور ان کے نام بتاؤ حضرت کعب احبار ﷜ فرماتے ہیں کہ اب فرشتے اس کے سامنے گنتی کر کے اور ایک ایک مرد وعورت کا مع ولدیت کے نام بتاتے ہیں پھر جنت سدرۃ المنتہیٰ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھتی ہے کہ تجھ میں رہنے والے فرشتوں نے جو خبریں تجھے دی ہیں مجھ سے بھی تو بیان کر چنانچہ سدرۃ المنتہیٰ اس سے ذکر کرتا ہے یہ سن کر وہ کہتی ہے کہ خدا کی رحمت ہو فلاں مرد پر اور فلاں عورت پر خدایا انہیں جلدی مجھ سے ملا۔ حضرت جبریل علیہ السلام سب سے پہلے اپنی جگہ پہنچ جاتے ہیں انہیں الہام ہوتا ہے اور یہ عرض کرتے ہیں پروردگار میں نے تیرے فلاں فلاں بندوں کو سجدے میں پایا تو انہیں بخش اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے انہیں بخشا۔ حضرت جبریل علیہ السلام اسے عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو سناتے ہیں پھر سب کہتے ہیں کہ فلاں فلاں مرد وعورت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی اور مغفرت ہوئی۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام خبر دیتے ہیں کہ باری تعالیٰ فلاں شخص کو گزشتہ سال تو عامل سنت اور عابد چھوڑا تھا لیکن امسال تو بدعتوں میں پڑ گیا ہے اور تیرے احکام سے روگردانی کر لی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جبریل علیہ السلام اگر یہ مرنے سے تین ساعت پہلے بھی توبہ کر لے گا تو میں اسے بخش دوں گا اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں کہ خدایا تیرے ہی لئے

سب تعریفیں سزاوار ہیں الٰہی تو اپنی مخلوق پر سب سے زیادہ مہربان ہے بندوں پر تیری مہربانی خود ان کی اپنی مہربانی سے بھی بڑھی ہوئی ہے اس وقت عرش اور اس کے آس پاس کی چیزیں اور پردے اور تمام آسمان جنبش میں آجاتے ہیں اور کہہ اٹھتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحِيْمِ

حضرت کعب رضی اللہ عنہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جو شخص رمضان شریف کے روزے پورے کرے اور اس کی نیت یہ بھی ہو کہ رمضان کے بعد بھی میں گناہوں سے بچتا رہوں گا وہ بغیر سوال جواب کے اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوگا۔ (تفسیر ابن کثیر)

حدیث نمبر 9:

حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بتایا کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں پھینکنے کا حکم دیا، میں بہ صورت نور آپ کی پشت میں قرار پذیر تھا۔ آپ کو منجنیق میں رکھا جا رہا تھا کہ جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوئے۔

يَا خَلِيْلَ الرَّحْمَانِ هَلْ لَّكَ مِنْ حَاجَةٍ؟....

"اے اللہ کے خلیل! کوئی حاجت ہو تو فرمائیے (میری خدمات حاضر ہیں)"۔ آپ نے فرمایا۔

اَمَّا اِلَيْكَ فَلَا.....

"تیرے متعلق کوئی کام نہیں (تمہاری کوئی ضرورت نہیں)"۔---

چنانچہ جبریل امین علیہ السلام اپنے ساتھ میکائیل علیہ السلام کو لے کر حاضر ہوئے اور دوبارہ پیش کش کی، آپ نے وہی جواب دیا تیسری مرتبہ پھر جبریل امین علیہ السلام عرض گزار ہوئے۔

هَلْ لَّكَ حَاجَةٌ اِلٰى رَبِّكَ؟....

"آپ کو اپنے رب کی بارگاہ میں کوئی حاجت ہو تو فرمائیے۔--آپ نے جواب دیا۔

يَا أَخِيْ جِبْرِيْلُ مِنْ شَانِ الْخَلِيْلِ اَنْ لَّا يُعَارِضَ خَلِيْلَهٗ....

"خلیل کے لائق نہیں کہ اپنے خلیل سے جرح کرے"۔۔۔۔

یعنی محبوب حقیقی (رب جلیل) اگر میرے جلنے پر راضی ہے تو اس کا خلیل جلنے کے لئے تیار ہے۔ (مرضئ مولیٰ از ہمہ اولیٰ)

حضور ﷺ (حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی پشت انور میں موجود یہ مکالمہ سماعت اور مشاہدہ فرما رہے تھے، آپ) کو جبریل علیہ السلام کی وفاداری اور بار بار کی پیش کش پسند آئی، آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

میں نے اس وقت ارادہ کر لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ جب مجھے مبعوث فرمائے گا تو میں جبریل علیہ السلام کو اس کا بدلہ دوں گا۔۔۔۔

وقت گزرتا رہا، ہزاروں سال بیت گئے۔۔ آقا حضور ﷺ کی بعثت ہوئی پھر معراج کی مبارک رات آئی، شب اسریٰ کے دولہا لامکان کے سفر پر روانہ ہوئے۔۔۔۔سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام رک گئے حضور ﷺ نے فرمایا۔ جبریل علیہ السلام کیا ایسے موقع پر دوست، دوست کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے؟۔۔۔۔

جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی۔

اِنْ تَجَاوَزْتُهٗ اِحْتَرَقْتُ بِالنُّوْرِ۔

"اگر میں آگے بڑھا تو تجلیات نور کی وجہ سے جل جاؤں گا"۔۔۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں، میں نے جبریل علیہ السلام سے کہا:

هَلْ لَكَ حَاجَةٌ اِلٰى رَبِّكَ.....

"بارگاہ رب العزت میں کوئی حاجت ہو تو بتائیے"۔۔۔۔

بوقت ملاقات پیش کر دی جائے گی۔۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی۔

روزِ قیامت جب آپ کی امت کو پل صراط سے گزرنے کا حکم ہو، مجھے پر بچھانے کی اجازت مل جائے تاکہ آپ کی امت میرے پروں سے گزرے (اور اسے کوئی گزند نہ پہنچے)۔۔

حضور ﷺ جب بارگاہ اقدس میں پہنچے۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کی شان سے اللہ رب العزت کا دیدار کیا، جلووں میں گم تھے کہ رب قدوس نے خود کرم فرمایا اور جبریل علیہ السلام کی درخواست کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے عرض کی:

اِنَّكَ اَعْلَمُ.....

"باری تعالیٰ تو خوب جانتا ہے"۔۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا مُحَمَّدُ قَدْ اَجَبْتُهٗ فِيْ مَا سَاَلَ وَلٰكِنْ فِيْ مَنْ اَحَبَّكَ وَاَصْحَابَكَ....

"اے محمد! جبریل علیہ السلام کی درخواست منظور ہے لیکن صرف ان لوگوں کے لئے جبریل علیہ السلام کو پر بچھانے کی اجازت ہوگی جو آپ اور آپ کے صحابہ کرام سے محبت رکھنے والے ہوں گے۔ (93/6 زرقانی)

دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِمَنْ اَكْثَرَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْكَ

جبریل علیہ السلام کو صرف ان لوگوں کے قدموں کے نیچے پر بچھانے کی اجازت ہوگی جو آپ پر کثرت سے درود و سلام بھیجتے ہوں گے۔ (151/2 نزہۃ المجالس)

حدیث نمبر 10:

حضرت عباس بن مرداس فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے میدان عرفات میں شام کے وقت دعا مانگی الٰہی میری امت کو بخش دے جواب آیا ہم نے بخش دیا لیکن ظالم سے

مظلوم کو بدلا لے کے دیں گے۔ آپ نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی یا اللہ! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت دے دے اور ظالم کو ظلم معاف فر ے شام کو کوئی جواب نہ آیا دوسرے دن مزدلفہ میں حضور ﷺ نے پھر یہی دعا مانگی جواب آیا ہم نے تیری دعا کو قبول فرمالیا حضور ﷺ مسکرائے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں اس مسکراہٹ کا سبب کیا ہے آپ نے فرمایا جب شیطان کو پتہ چلا کہ خدا نے میری دعا قبول فرمائی ہے اور میری امت کو بخش دیا ہے تو شیطان نے واویلا کیا ہے اور روتے ہوئے اپنے سر پر خاک ڈالی جب میں نے اس کی جزع فزع کو سنا تو مسکرایا۔ (ج 4 ص 14 مسند امام احمد)

نوٹ: جواب لانے والے جبریل علیہ السلام ہے۔

حدیث نمبر 11:

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول کی تلاوت فرمائی۔

فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَإِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَإِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

جو شخص میرا پیروکار ہے وہ میرے راستے پر ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تُو اس کو بخشنے والا مہربان ہے اور قرآن ہی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول پڑھا۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

اے اللہ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تُو غالب حکمت والا ہے پھر رسول پاک ﷺ نے اپنے ہاتھ اُٹھا کر کہا یا اللہ میری امت، میری امت اور پھر آپ رونے لگے اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا اے جبریل علیہ السلام محمد ﷺ سے جا کر پوچھو وہ کیوں روتے ہیں حالانکہ اللہ جانتا ہے جبریل علیہ السلام نے آ کر حضور ﷺ سے رونے کا سبب پوچھا آپ کے جواب کی خدا کو خبر دی حالانکہ اللہ جانتا ہے خدا نے

جبریل علیہ السلام سے پھر فرمایا جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہہ دو۔

انا سنرضیك فی امتك ولا نسوئك

آپ کی امت کے بارے میں ہم آپ کو راضی کر لیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہ کریں گے۔

(ج 1 ص 113 مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت سے بے پناہ محبت تھی اور آپ امت پر انتہائی شفقت فرماتے تھے حتیٰ کہ امت اپنے گناہوں کی وجہ سے جس عذاب کی مستحق ہوگی اس عذاب اور امت کی تکلیف کا تصور آپ کو رلا دیتا تھا مقام غور کہ وہ آقا ہو کر غلاموں کی محبت میں اس قدر روتے ہیں ہم غلام ہو کر بھی کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں روتے نہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خدا کی بارگاہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا عظیم مقام ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو بھیج کر تسلی دلواتا ہے آپ غمگین ہوتے ہیں تو آپ کے غم کو زائل کرتا ہے مقام غور ہے کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے عذاب پر غمگین ہوتے ہیں اسی طرح امت کے گناہوں پر بھی غمگین ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کا مالک و مولیٰ ہے آپ کو غمگین دیکھتا ہے تو آپ کو راضی کرنے کے لئے عذاب نہ دینے کا وعدہ کرتا ہے اور ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہو کر آپ کو گناہوں کی وجہ سے غمگین جان کر گناہ ترک نہیں کرتے۔

خدا تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا کہ ہم تمہیں امت کے بارے میں راضی کر لیں گے اور رنجیدہ نہ ہونے دیں گے اور یہ دونوں باتیں اس وقت تک پوری نہ ہوں گی جب تک کہ آپ کی ساری امت نہ بخش دی جائے کیونکہ:

بہم عہد باندھے ہیں وصل ابد کا
رضائے خدا اور رضائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حدیث نمبر 12:

حضرت معاذ بن جبل ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لئے آئے آپ کو مسجد اور امہات المومنین کے حجرات میں تلاش کیا لیکن نہ پایا لوگوں سے دریافت کیا انہوں نے کہا کبھی کبھی سلع پہاڑ کی طرف تشریف لے جایا کرتے ہیں حضرت معاذ فرماتے ہیں میں آپ کی تلاش میں چل نکلا جب پہاڑ کے اوپر چڑھ کر ادھر ادھر نظر کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ایک غار میں سر بسجود ہیں ہیبت کی وجہ سے غار کے اندر نہ گیا اور نیچے اتر آیا کافی دیر کے بعد پھر چڑھ کر دیکھا تو آپ اسی طرح سجدے میں تھے مجھے گمان ہوا کہ کہیں آپ کی وفات نہ ہوگئی ہو جب قریب گیا تو آپ سجدے سے اٹھے اور فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور خدا کا سلام پہنچایا اور کہا آپ کا رب فرماتا ہے اے حبیب امت کے بارے میں غمگین نہ رہا کرو بلکہ اپنا دل خوش رکھا کرو ہم تمہاری امت کے ساتھ ایسا سلوک نہ کریں گے جس سے تمہارا دل دکھے بلکہ ہم تمہیں راضی کرلیں گے تو میں اس نعمت کے حصول پر سجدہ شکر ادا کر رہا تھا اے معاذ سجدہ سے بڑھ کر کوئی چیز بندہ کو خدا کے نزدیک کرنے والی نہیں۔ (ص 10/44 طبرانی اوسط)

محمد کی مرضی خدا کی ہے مرضی
رضائے خدا ہے رضائے محمد
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

حدیث نمبر 13:

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب کسی گھر کا کوئی آدمی فوت ہوجاتا ہے اور اس کی طرف سے وہ لوگ صدقہ کرتے ہیں تو جبریل علیہ السلام اس صدقہ کو ایک نور کے طبق میں رکھ کر اس وفات یافتہ کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر کہتے ہیں اے گہری

قبر والے تیرے گھر والوں نے تحفہ بھیجا۔ ہے وہ اس ہدیے کو لے کر اپنی قبر میں داخل ہو جاتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور اس کے ہمسائے جن کو تحفہ نہیں بھیجا جاتا وہ غمزدہ ہو جاتے ہیں۔

(ص 3/139 مجمع الزوائد)

حدیث نمبر 14:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے رزق حلال سے کسی کھانے اور پانی سے کسی کا روزہ افطار کرایا فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور حضرت جبریل امیں علیہ السلام لیلۃ القدر کی رات اس روزہ کھلوانے والے پر درود بھیجتے ہیں۔

(ص 3/156 مجمع الزوائد)

حدیث نمبر 15:

حضرت ملا معین کاشفی نے لکھا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام قوم کے ایمان سے ناامید ہو گئے تھے تو اللہ کی بارگاہ میں التجا کی۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا

اے میرے رب کافروں کو زمین پر آباد نہ چھوڑ۔

حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے نوح علیہ السلام آپ نے کافروں کے لئے عذاب کی دعا مانگی ہے مومنوں کی مغفرت کی دعا بھی مانگو آپ نے دعا مانگی۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا

اے میرے رب میری میرے والدین کی اور اس آدمی کی مغفرت فرمادے جو میرے گھر میں مومن ہو کر داخل ہو جائے۔

حضرت جبریل علیہ السلام پھر آئے اور کہا۔

ادع للمومنین والمومنات الذین یکونون من بعدك من امة محمد علیہ السلام

ان مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی دعا مانگو جو تمہارے بعد امت محمد مصطفی ﷺ میں ہوں گے حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو اپنی دعا میں والمومنین والمومنات کہہ کر شامل کر لیا جب حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں ہر کافر عذاب کا شکار ہوا تو آپ کی دعائے مغفرت کے نتیجے میں ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت بخشی جائے گی اللہ کے کرم سے یہ قوی امید ہے۔

(رکن اول معارج النبوۃ ص 78)

حدیث نمبر 16:

ایک روایت میں آتا ہے کہ اہل آسمان کے مؤذن حضرت جبریل علیہ السلام ہیں اور ان کے امام حضرت میکائیل علیہ السلام ہیں جو انہیں بیت المعمور کے نزدیک نماز پڑھاتے ہیں آسمانوں کے فرشتے جمع ہو کر بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں اور اللہ ان کی نماز طواف اور استغفار کا ثواب اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کی امت کو عطا فرماتا ہے۔

(ص 52 الحبائک فی اخبار الملائک)

حدیث نمبر 17:

سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک دن دربار نبوت میں حاضر ہوا تو میں نے اپنے آقا کو اتنا خوش اور ہشاش بشاش دیکھا کہ میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا تھا میں نے سبب دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں کیوں نہ خوش، اور ہشاش بشاش ہوں کہ ابھی ابھی میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام یہ پیغام دے کر گئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محبوب کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کا کوئی امتی آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھے تو میں اور میرے فرشتے اس پر دس رحمتیں نازل کریں اور میں اس کے دس گناہ مٹادوں اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دوں جو ایک مرتبہ سلام پڑھے تو میں اس پر دس بار سلام بھیجوں لہذا آپ اپنی امت کو اس بات کی خوشخبری سنا دیجئے اور ساتھ یہ فرما دیجئے کہ اے امت تمہاری مرضی تم درود کم پڑھو یا زیادہ۔ (ص 30 آب کوثر)

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست